کامیابی کے اسرار

تالیف

آیت اللہ سید مرتضی مجتہدی سیستانی

جلد- ۱

ترجمہ

عرفان حیدر

مؤلف : .... آیت اللہ سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

ترجمہ : .... عرفان حیدر

نظر ثانی : .... مختار حسین رحیمی

کمپوزنگ : .... موسی علی عارفی،ذیشان مہدی سومرو

طبع: .... اول

تاریخ طبع :......................... ۲۰۱۰مئی

تعداد:. ۲۰۰۰

قیمت: ۱۵۰

ناشر.................................الماس پرنٹرز قم ایران

ملنے کا پتہ:

جامعہ امام صادق بک سینٹر علمدار روڈ کوئٹہ بلوچستان

فون نمبر:۲۶۶۴۷۳۵-۰۸۱

امامیہ سیلز پوائنٹ قدمگاہ مولاعلی، حیدرآباد سندھ

فون نمبر : ۲۶۷۲۱۱۰-۰۳۳۳

ایمیل irfanhaidr014@gmail.com :

ویب سائٹ www.almonji.com :

ایمیل مولف info@almonji.com :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

السَّلام عَلَیک یَا فٰاطمۃَ الزَّھراء

یَا بنتَ رَسول اللّٰہ یَا قرَّۃَ عَین المصطَفٰی

ولایت و امامت کے دفاع میں شہید ہونے والی اسلام کی اس پہلوشکستہ بی بی کے نام جنہوں نے دفاع ولایت کی خاطر ایسے ایسے مصائب برداشت کئے کہ اگر روشن دنوں پر پڑتے تو وہ سیاہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے اور ان کے بارے میں امام کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

"انّ فَاطمۃَ صدیقَۃ شَھیدَۃ"

مقدمہ مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی جعلنا من المتمسکین بولا یۃ علی بن ابی طالب

وصلّی اللّٰہ علی محمّد وآلہ الا ئمۃ المعصومین

تمام تعریفیں پرور دگار عالم کے لئے ہیں جو عالمین کا خالق و مالک ہے اور بے شمار درود و سلام ہو اس کے آخری نبی حضرت محمد مصطفی اور ان کی عترت طاہرہ پر جنہوں نے اپنی تعلیمات کے ذریعے بشریت کی راہنمائی فرمائی اور انسانوں کو گمراہی و ضلالت سے نکال کر ہدایت کا راستہ دکھایا ۔

قارئین کرام ! کامیابی کی خواہش انسان کی فطرت میں شامل ہے ہر انسان کامیاب زندگی کا خواہاں ہے لیکن اکثر صحیح راہنما میسر نہ آنے سے انسان کی یہ خواہش پوری نہیں ہو تی اور اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے ۔ آپ کے پیش نظر یہ کتاب آیت اللہ سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی مد ظلہ کی فارسی کتاب "اسرار موفقیت " کا ترجمہ ہے یہ کتاب کامیابی کی تلاش و جستجو کرنے والوں کے لئے انمول تحفہ اور یاس و ناامیدی میں مبتلا افراد کے لئے امید کی کرن ہے ۔

اس کتاب میں معاشرے کی ضروریات کے مطابق پر موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے ۔ موضوعات کی مناسبت سے خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کے فرامین نے کتاب کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ترجمے کے دوران آسان ، عام فہم اور سلیس اردو کا استعمال کیا گیاہے ۔ ثقیل اور غیر مانوس کلمات سے پر ہیز کیا گیا ۔ البتہ اس بات کا فیصلہ تو قارئین فرمائیں گے کہ ہم میں مفاہیم ومطالب کو منتقل کرنے میں کس حد تک کامیاب رہا پھر بھی آپ سے استدعا ہے کہ ترجمے میں نقائص سے ضرور مطلع فرمائیں ۔

میں اپنے دوستوں ادیب علی آدا بی ، سید علی شاہ عابدی ، مشتاق حسین عمرانی ، ذیشان مہدی لاہر ۔ بالخصوص برادر عزیز علی اسری اور عمران حیدر شاہد کا شکر گزار ہوں ، جنہوں نے اس کتاب کے سلسلے میں تعاون فرمایا۔ نیز حجۃ الا سلام و المسلمین مختار حسین رحیمی کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر کتاب پر نظر ثانی فرمائی ۔ آخر میں اپنے والدین ، اساتید حجۃ الا سلام والمسلمین محمد جمعہ اسدی اور حجۃ الا سلام والمسلمین اکبر حسین زاہدی کا ممنون و مشکور ہوں جن کی شفقت اور تربیت نے مجھے مکتب اہل بیت کا خادم بنایا ۔ خدا کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ پرور دگارا ! محمد و آل محمد کے طفیل اس ناچیز کاوش کو شرف قبولیت عطا فرما اور ہمیں حقیقی معنوں میں دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما ۔

عرفان حیدر

قم المقدس (ایران)

18 ذلحجہ روز عید سعید غدیر 14 30 ھ

پیش گفتار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عظیم لوگوں کی کامیابی کا راز تفکر و تدبّر ہے ۔ اگر آپ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں تو سعادت اور کامیابی و کامرانی آپ کے قدم چومے گی ۔ لیکن اس کے لئے فکر کی طاقت سے بہرہ مند ہونا ضروری ہے۔ آپ مثبت سوچ کے ذریعے اپنے اندر کمی کا جبران کریں، تاکہ اپنے عالی اہداف تک پہنچ کر اپنے معاشرے کو مثبت افکار سے آشنا کرواسکیں۔ جب بھی آپ کو صحیح فکر کرنے کے لئے مدد کی ضرورت ہو تو آگاہ اور مخلص افراد سے مشورہ کریں کہ جن میں مشاور کی شرائط ہوں ۔ ایسے افراد کی سوچ و فکر سے استفادہ کریں ۔ ان کے مشورے سے استفادہ کرتے ہوئے اعلیٰ اہداف سے آشنا ہوں اور بہترین اہداف کا انتخاب کریں پھر ترقی اور کامیابی کی اہم شرط یعنی پختہ ارادے اور بلند ہمت کے ذریعہ اپنے اہداف کے مطابق ہونا ۔ تشکیل دے کر انہیں عملی جامہ پہنائیں ۔ کیونکہ صحیح ہونا اور نظم وضبط ہدف اور منزل تک پہنچنے کا آسان راستہ ہے ۔ جو آپ کو جلد اپنی منزل تک پہنچاتا ہے ۔

وقت سے استفادہ کریں اور فرصت کے لمحات میں نیک اور صالح افراد کی صحبت میں بیٹھ کر مستفید ہوں ان کی ہمنشینی وصحبت سے آپ کی روح تازہ اور ان کی دل نشین گفتار سے آپ کا دل منور ہوجائے گا آپ ان بزرگان کی صحبت سے ان کی روحانی و معنوی قوت سے خود بھی قدرت حاصل کریں اور انہیں نفس کی مخالفت اورسالوں کی محنت و کوشش سے حاصل ہونے والے تجربات سے استفادہ کریں ۔

آپ کو اپنے نفس پر اختیار ہو تو صبر و استقامت کو اپنا ہتھیار بنا کر اپنی روحانی قوت کو متمرکز کریں پھر آپ کی معنوی قدرت پروان چڑھے گی ۔ کیونکہ نفسانی خواہشات کے مقابل میں صبر کرنے سے آپ کا باطن برائیوں سے پاک ہو جائے گا پھر آپ کو اسرار خدا میں سے ایک راز یعنی اخلاص کا مقام حاصل ہو جائے گا ۔

اس صورت میں آپ کا دل رحمانی الہامات سے روشن ہو جائے گا آپ کی زبان پر علم و حکمت کے چشمے جاری ہوں گے اور پھر علم و دانش سے بہرہ مند ہوں کہ جو عالی درجات کی جانب ارتقاء اور خدا کے تقرب کا ذریعہ ہے ۔ اگر ارباب علم سے وابستہ ہو جائیں تو آپ کی شرافت و فضیلت میں اضافہ ہو گا اس طرح آپ معارف اہل بیت سے اپنے دل کو منور کریں اور ایک شمع کی طرح آپ اپنے معاشرے کو روشن کریں اور انہیں اہل بیت کے حیات بخش مکتب سے آشنا کریں اور زنگ آلود قلوب کو ان کے نورانی افکار و گفتار سے منور کریں ۔

ایسی خدمات کو انجام دینے کے لئے کوشش کریں تاکہ توفیق الٰہی آپ کے شامل حال ہو۔ کیونکہ توفیق کے حصول کے علاوہ دعا، سعی و کوشش اور تلاش و جستجو بھی ضروری ہے ۔ جب تک خدا کی توفیق ہماری دستگیری نہ کرے ، ہم حقیقت کے ارکان تک نہیں پہنچ سکتے ۔

کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش

کی روی ؟ رہ ز کہ پرسی ؟ چہ کنی ؟ چون باشی ؟

کاروان چلا گیا اور تم سوتے رہے، تمہارے سامنے بیابان ہے اور تم تنہا رہ گئے ہو۔ اب تم کب جاؤ گے؟ کس سے راستہ پوچھو گے اور کیا کرو گے؟

اگر آپ حقیقت یک پہنچنا چاہو تو اغیار کے طعنوں سے نہ گھبراؤ ۔بلہ ۔ منزل کی جانب گامزن رہو کسی جگہ تھک کر نہ ۔ بیٹھو اور عظیم لوگوں کی ا م ترین صفت ی نی مقام یقین حاصل کرو ۔

م اشرے کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے م اشرے کے لئے مفید مو ضوعات پر روشنی ڈالی ، انہیں مفید مو ضوعات کے ضمن میں ، میں نے خاندان رسالت کے فرامین اور ۔ بالخصوص صاحب ولایت امیر المو منین علی بن ابی طالب کے ارشادات کو بیان کیا ہے اور انہیں عوام الناس کے اختیار میں قرار دیا امید ہے کہ یہ کتاب معصومین علیہم ا لسلام کے نورانی اور ۔ تابناک فرامین کے وجہ سے بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ اور معنوی تکامل اور روحانی افزائش کے لئے مددگار ثابت ہوگی ۔

سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

پہلا باب

فکر

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

" علیک با لفکر فانّه رشد من الضلال و مصلح الا عمال "

تم پر فکر کرنا لازم ہے کیونکہ یہ گمراہی سے ہدایت اور اعمال کی اصلاح کرتی ہے ۔

فکر کی اہمیت

فکر کی پرواز

فکر کی اہمیت کے پر راز

۔ ناہ کے بارے میں فکر کرنے کا اثر

تفکر ایمان ویقین میں اضافہ کا باعث ہے

تفکر بصیرت اور دور اندیشی کا وسیلہ

روزہ فکر

صحیح و سالم فکر کے طریقے

ا۔ دقت اور سوچ سے فکر کو سالم رکھنا

۲ ۔ پر خوری سے پرہیز کرنا

۳ ۔ فکری اشتباہات میں مبتلا افراد سے پرہیز کرنا

نتیجہ

فکر کی اہمیت

ہر انسان کے ذہن میں ایسے قیمتی اور گراں قدر خزانے موجود ہوتے ہیں کہ جنہیں وہ سوچ کے ذریعہ حاصل کر کے استفادہ کر سکتا ہے ۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ اپنے اندر موجود ان پر قیمت وانمول خزانوں سے استفادہ کرنے کی بجائے خاک میں چھپے ہوئے اموال اور خزانوں کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں ۔

اگر وہ یہ جان لیں کہ خداوند متعال نے زمین میں دفن خزانوں سے بڑھ کر خزانے ان کے وجود میں قرار دیئے ہیں تو وہ کبھی بھی اپنی عمر زمین کی خاک چھاننے میں ضائع نہیں کریں گے ۔ وہ لوگ مال و زر کے حصول کے لئے زمین کھودتے ہیں اور غوطہ خور دریاؤں اور سمندروں کی تہہ میں موجود جواہرات کے حصول کے لئے غوطہ لگاتے ہیں ۔ جبکہ مومن و صاحب تزکیہ حقیقی خزانے کے حصول کے لئے اپنی فکر کے عمیق دریا میں غوطہ ور ہوتا ہے ۔

حضرت امیر المومنین علی (ع) نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں :

"المومن مغمور بفکرته" (۱)

مومن اپنی افکار میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے ۔

مومن اپنی افکار کے بیکراں دریا سے ایسے گرانبہا گوہر حاصل کرتا ہے کہ سونے ، چاندی کے مادی خزانے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ وہ اپنے افکار سے ایسے با ارزش جواہر پاتا ہے کہ جو، ابدی وجاویداں ہیں کہ جن کی واقعی قیمت و ارزش آخرت میں اہمیت کی حامل ہے ۔

افکار میں غوطہ زن ہونا (نہ کہ توہمات میں) روح کو تقویت دیتا ہے اور چھپے ہوئے خزانوں کے حصول کے لئے آمادہ کرتا ہے ۔ سوچ و فکر کے ذریعہ آپ کے روح و نفس پرورش پاتے ہیں جس طرح جسمانی ورزش انسان کے جسم کی پرورش کا باعث ہے اسی طرح مثبت سوچ و فکر انسان کے روح و نفس کو تقویت دیتی ہے ۔ کیونکہ تفکر انسان کے ضمیر کے لئے ایک قسم کی آموزش ہے تفکر کے ذریعہ باطنی حالات قوی ہوتے ہیں اور انسان کی روحانیقدرت آشکار ہوتی ہے ۔ کیونکہ فکر روح کے تکامل وپرورش کا باعث ہے .

----

(۱) نہج البلاغہ ، کلمات قصار ۳۳۵ .

فکر کی پرواز

انسان کو چاہئے کہ وہ توہمات وتخیلات کی دنیا سے نکل کر حقیقت کا رخ کرے اور حقائق ہستی میں فکر انسان کو عالم وہم و گمان سے نکا ل کر ایک حقیقی و واقعی مفکر بناتی ہے اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ (ع) اپنے ارشادات میں فرماتے ہیں :

"غوّر.... قلبک الفکر"[1] اپنے قلب کو سوچ و فکر کی عادت ڈالو۔تفکر سے قدرت فکر و تمرکز زیادہ ہو جاتی ہے جب فکر قوی ہو تو وہم و خیال ضعیف ہو جاتے ہیں اور وہم و خیال کے ضعیف ہونے اور تقویت فکر سے شیطان اور دشمنان دین کی گمراہ کنندہ تبلیغات ضعیف ہو جاتی ہیں ۔ کیونکہ جس انسان کو تفکر و تدبر و تعقل کی عادت ہو وہ اسے اپنے اعتقادات ومعلومات کا اساس قرار دیتا ہے ۔مولائے کائنات امیر المومنین علی (ع) کا فرمان ہے:"لاعلم کالتفکر "[2]تفکر کی مانند کوئی علم نہیں ہے ۔

انسان کے ذہن میں موجود قیمتی خزانوں میں تفکر و تدبر اور ان سے استفادہ کرنا بزرگ اشخاص کی صفات میں سے ہے ۔ ان کے فکر کی پرواز اور موجودات کائنات کی شناخت سے ان کے ایمان و یقین میں اضافہ ہوتا ہے ۔ اسی وجہ سے ان کے افکار و پرواز بے رونق نہیں ہیں ۔ پیغمبر اکرم (ص)نے حضرت علی (ع) سے فرمایا :" من صفات المومن ان یکون جوّال الفکر "[3]

مومن کی صفات میں سے ہے کہ وہ جولان فکری رکھتا ہو ۔

وہ فکری پرواز کے ذریعہ اپنی روح کو بلندی پر لے جاتے ہیں اور عالی ترین ہدف رکھتے ہیں اور اس کے بعد مضبوط ارادہ اور قوی ہمت حاصل کر تے ہیں وہ قوی اور مضبوط فکر و ارادہ کے ذریعہ اپنے مقدس اہداف میں کامیابی کے لئے خدا وند متعال سے مدد چاہتے ہیں .

----

[1] ۔بحار الانوار :ج۱۴ص ۳۲۹، تعبیہ الجواہر:ج۲ص ۲۲۹

[۲] ۔ بحار الانوار:ج۶۹ ص ۴۰۹ ۔ نہج البلاغۃ کلمات قصار: ۱۰۹

[۳] ۔ بحار الانوار :ج۶۷ ص ۳۱۰

فکر کی اہمیت کے کچھ راز

غور وفکر حقائق جہان کی طرف مستقیم راستہ ہے جب فکر معنوی مسائل میں تداوم پیدا کرے تو یہ انسان کو معنویت کی طرف لے جاتی ہے۔ فکر میں ایک قوت جاذبہ ہے کہ جو متفکر اور اس مسئلہ کےدرمیان ایک ارتباط کو برقرار کرتی ہے کہ جس کے بارے میں متفکر فکر کرتا ہے ۔ اس قوت کا وجود ، غور وفکر کی اہمیت کے اہم رازوں میں سے ایک اہم راز ہے ۔ اس قوت کی بناء پر انسان جب خوبیوں اور بدیوں کے بارے میں سوچتا ہے تو وہ آہستہ آہستہ خوبیوں یا ان چیزوں کو جلب کرتا ہے کہ جن کے بارے میں وہ فکر کرتا ہے ۔خاندان عصمت و رسالت علیہم السلام کی بہت سی روایات و ارشادات میں اس حقیقت کی تصریح ہوئی ہے ۔ اس وجہ سے پسندیدہ افکار ، قلب انسان کی پاکیزگی و زینت اور انسان کے باطن کی نورانیت کا باعث ہیں ۔ جس طرح ناپسندیدہ و برے افکار انسان کے دل میں تاریکی و ظلمت کو ایجاد کرتے ہیں ۔

حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں :"الفکر تورث نوراً والغفلة ظلمة "[1]سوچ و فکر نورانیت اور غفلت ظلمت و تاریکی کو ایجاد کر تی ہے ۔اگر تفکر حق اور کمال کی جستجو کی بناء پر ہو تو یہ حقیقت کو آشکارکرتا ہے اور متفکر کے لئے کائنات کی واقعیت کو بیان‌کرتا ہے ۔ یہ بات خود نورانیت و پاکیزگی کو ایجادکرتا ہے لیکن ان حقائق سے غفلت اندھیروں میں دھکیل دیتی ہے ۔انسان کے دل میں‌زیادہ غور و فکر سے ایجاد ہونے والے تحولات اسے عمل کے لئے تیار کر تے ہیں ، اس وجہ سے تفکر قوہ عاملہ کو بھی ایجادکرتا ہے۔ پس فکر نہ صرف انسان کو مورد تفکر مسائل کی انجام دہی کے لئے آمادہ کرتی ہے بلکہ تداوم فکر کی وجہ سے انسان میں قوہ عاملہ کو بھی ایجاد کرتی ہے اور اسے عمل کی طرف جذب کرتی ہے ۔یہ سوچ و فکر عملی صورت میں ظاہر ہو

حضرت امام صادق (ع) فرما تے ہیں :''التفکر یدعوا الی البرّ والعمل به''[2]فکر انسان کو خوبیوں اور ان پر عمل کی طرف دعوت دیتی ہے۔انسان کی خلقت و پیدائش کے سرّ و راز اور اس کی عاقبت کے بارے میں فکر انسان کو نیکی اور مقام عبودیت تک پہنچا کرتی ہے ، آپ فکر کے ذریعہ مقام عبودیت اور اپنے وجود میں‌پنہان و پوشیدہ عظیم قوت کو بیدار کر کے مقام فعلیت میں لا سکتے ہیں ۔

----

[1] ۔ تحف العقول ۹۳

[2] ۔ بحار الانوار :ج۷۱ص ۳۲۲، اصول کافی:۲ ص ۵۵

گناہ کے بارے میں فکر کرنے کا اثر

انسان میں ہر اچھی و بری ، نیک و بد صفت کے خلق ہونے کی آمادگی مو جود ہوتی ہے ۔ اچھے اور برے کے بارے میں سوچ و فکر سے ان کی فعلیت و انجام دہی میں تبدیلی آ جاتی ہے ۔ پھر یہ امکان کے مرحلہ سے نکل کر واقعیت کا جامہ پہن لیتی ہے ۔ یہ ایک عام اور کلی حقیقت ہے کہ جو صرف اچھے اور پسندیدہ کاموں کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ جس طرح انسان اچھائیوں کے بارے میں سوچنے سے ان ہی کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ اور انہیں انجام دیتا ہے اسی طرح حیوانی لذتوں اور گناہوں کے بارے میں سوچنا بھی انسان کو ان ہی کی طرف لے جاتا ہے اور پھر انسان ان کا مرتکب ہوتا ہے ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :"من کثر فکرہ فی المعاصی ، دعتہ الیھا "[1] جو کوئی گناہوں کے بارے میں زیادہ فکر کرے تو وہ ان کی طرف آجاتا ہے ۔اسی طرح دوسرے فرمان میں ارشاد ہے :"من کثر فی اللذات ، غلبت علیہ "[2] جو کوئی لذتوں کے بارے میں زیادہ سوچے تو یہ اس پر غالب آجاتی ہیں ۔اس بناء پر انسان کی سوچ و فکر اس کے مستقبل کو تبدیل کرسکتی ہے اور اس کی زندگی میں عظیم تبدیلیاں اور تحولات ایجاد کر سکتی ہے اسی وجہ سے خاندان عصمت و طہارت کے دلنشین کلمات و فرمودات میں تفکر و تعقل کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے اور انہوں نے اپنے محبوں اور پیرو کاروں کو اس کی اہمیت کے بارے میں امر فرمایا ہے۔ کیونکہ اچھا عمل و کردار ، امور با ارزش موضوعات میں فکر اور سوچ و بیچار کا نتیجہ ہے ۔

----

[1]۔ شرح غرر الحکم:ج۵ ص ۳۲۱

[2] ۔ شرح غرر الحکم:۵۲۲

تفکر ایمان و یقین میں اضافہ کا باعث ہے

نظام کائنات اور مخلوقات جہان کے بارے میں تفکر انسان کے دل میں ایمان و یقین کو تقویت دیتا ہے ۔ پھر اس کا وجود باری تعالیٰ اور تمام مذہبی عقائد پر اعتقاد مزید محکم ہو جاتا ہے ۔ کہکشانوں میں موجود اربوں ستاروں اور اس کے علاوہ آسمان پر موجود انگنت ستاروں کی خلقت اور پھر ان کا ایک منظم نظام کے تحت رواں و دواں رہنا ، ایک مدبر و قادر خالق کے وجود کی بہت واضح اور بڑی دلیل ہے۔ انسان کی فکر کائنات کی عظمت کو درک کرنے سے قاصر ہے ۔ دنیا بھر کے محققین کو خلقت کائنات کے بارے میں تحقیق کے دوران ایسے ایسے اسرار و رموز کا سامنا ہوا کہ انہوں نے ان کی حقیقت کو درک کرنے سے اپنے آپ کو عاجز پایا ۔ لیکن انہوں نے واضح آیات و نشانیوں کا مشاہدہ کیا کہ جو صاحبان عقل کے دلوں کو احیاء و جلا بخشتی ہے ۔ جی ہاں ! اس کائنات کی عظمت کے بارے میں تفکر کرنا خالق کائنات قادر و رحمٰن کے وجود پر یقین و ایمان میں اضافہ کا سبب ہے ۔

عالم ملکوت سے لو لگانا اولیاء خدا کی صفات میں سے ہے وہ غور و فکر کے ذریعہ کائنات کے رموز واسرار کو کشف کرتے ہیں ۔ وہ نہ صرف عالم ملکوت کی طرف رخ کرتے ہیں بلکہ وہ اپنے دوستوں اور قرابتداروں کو بھی اسی چیز کی سفارش و تلقین کرتے ہیں ۔

حضرت لقمان کی اپنے بیٹوں کو کی گئی وصیت میں ذکر ہوا ہے :

"اطل التفکر فی ملکوت السمٰوٰت و الارض والجبال و ما خلق اللّٰہ فکفیٰ بھذا واعظاً لقلبک "[1]

پنی فکر کو آسمانوں ، زمین ، پہاڑوں ، اورخدا کی دیگر خلق کردہ اشیاء کے بارے میں طولانی کرو۔ یہی سوچ و فکر تمہارے قلب کو وعظ و نصیحت کے لحاظ سے کفایت کرے گی ۔

ملکوت کے بارے میں تفکر (جس کے بارے میں لقمان نے اپنے فرزندوں کو وصیت کی) کے بہت سے اثرات ہیں کہ اگر انسان ان کو انجام دینے کی توفیق پیدا کرے تو اس کے مستقبل میں بہت عظیم تحولات رونما ہوتے ہیں ۔ کیونکہ ملکوت و آسمانوں و زمین اور خدا کی دیگر مخلوقات کے بارے میں تفکر سے اعتقاد ایجاد ہوتا ہے ۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوند ہے :

"انَّ فی خَلق السَّماوات وَ الأَرض وَ اختلاف اللَّیل وَ النَّھارَ لآیاتٍ لأولی الألباب،الَّذینَ یَذکرونَ اللّٰہ قیامًا وَ قعودًا وَ عَلی جنوبھم وَ یَتَفَکَّرونَ فی خَلق السَّماوات وَ الأَرض رَبَّنا ما خَلَقتَ ھذا باطلاً سبحانَکَ فَقنا عَذابَ النّار "[2]

بے شک زمین و آسمان کی خلقت لیل ونہار کی آمد و رفت میں صاحبان عقل کے لئے قدرت خدا کی نشانیاں ہیں ۔ جو لوگ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اور ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں کہ پروردگار تو نے یہ سب بیکار خلق نہیں کیا ہے ۔ پروردگارا تو پاک و بے نیاز ہے ہمیں عذاب جہنم سے محفوظ فرما ۔

ان کا آسمان و زمین کی خلقت کے بارے میں غور و فکرکرنا صرف ملی پہلو سے مختص نہیں ہے بلکہ یہ ملکوتی پہلو کو بھی شامل رکھتا ہے ۔ وہ کائنات کی مادی و ملکوتی خلقت میں تفکر کے ذریعہ اپنے ایمان ویقین میں اضافہ کر تے ہیں ۔

---

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۱۳ ص ۴۳۱

[۲]۔ سورہ آل عمران آیت: ۱۹۰ اور ۱۹۱

تفکر بصیرت اور دور اندیشی کا وسیلہ

انسان جس کام کو انجام دینا چاہے ، اگر اس کے بارے میں غور وفکر سے کام لے تو وہ اس کام کے نتیجہ تک پہنچ جائے گا اور اسے افسوس اور پشیمانی کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑے گا ۔

حضرت علی (ع) اپنے دلنشین گفتار کے ضمن میں فرماتے ہیں :

" اذا قدّمت الفکر فی جمیع افعالک ، حسنت عواقبک فی کل امرٍ "

اگر ہر کام کو انجام دینے سے پہلے اس کے بارے میں سو چو تو ہر کام میں تمہاری عاقبت اچھی ہو گی ۔

کیونکہ ہر کام کے بارے میں سوچنا اس کام کے بارے میں بصیرت کا باعث ہے ۔ اولیاء خدا ، عظیم لوگ اور جو بارگاہ خداوندی میں نعمت تقرب رکھتے اور خاندان وحی کے پر فیض محضر میں حضور رکھتے اور جو ان بزرگان کے مدد گار اور اصحاب میں سے تھے ۔ وہ کسی کام کو سر انجام دینے سے پہلے تفکر کی عظیم نعمت سے بہرہ مند ہوتے تھے ۔

جنہوں نے سر چشمہ ولایت سے آب حیات نوش کیا ، جنہوں نے خاندان وحی و عصمت کے تابناک انوار سے لو لگائی ، جنہوں نے اپنے دل و جان کو علوم و معارف اہلبیت سے منور کیا ۔ انہوں نے خداوند کریم کی عظیم نعمت یعنی فکر سے استفادہ کیا اور وہ بصیرت اور دور اندیشی کے مالک بن گئے ۔

شناخت ، ہدایت ، روشن فکر اور حقائق امر سے آگاہی صرف سوچ و فکر سے ایجاد ہوتی ہے ۔ حضرت امیرالمومنین علی (ع) کے علمی بحر بیکراں میں سے ایک گوہر نایاب یہ ہے :

" لابصیرة لمن لا فکر له "[1] جو فکر نہیں رکھتا وہ روشن بینی اور بصارت نہیں رکھتا ۔

وہ بصیرت نہیں رکھتا اور اس کا قلب نورانیت سے بہرہ مند نہیں ہے ۔ لہذا سوچ و فکر دل کے غبار و زنگ کو مٹاتی ہے اور دل کو پاک کر کے اس کی ظلمت و تاریکی کو نورانیت و بصیرت میں تبدیل کرتی ہے ۔

جس طرح حر (رضوان اللہ علیہ) حضرت فاطمہ زہرا کے احترام کا قائل ہونے کی وجہ سے یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ حسین سے جنگ و مقاتلہ کا اس کے لئے کیا نتیجہ بر آمد ہوگا حضرت زہرا صدیقہ کبریٰ کے احترام کے قائل ہونے کی وجہ سے اس کی سوچ و فکر نے اسے گمراہی و ضلالت اور ہلاکت سے نجات دلا کر کربلا کے شہداء کی صف میں قرار دیا ۔

حر نے تفکر و تامل کی بنیاد پر امام حسین (ع) کو جواب دیتے وقت غصے اور تندی کی بجائے تحمل و تواضع سے کام لیا ۔ اسی مناسبت سے امیر المومنین کا ایک کلام ہے کہ جو انسانوں کی حیات کو نجات دیتا ہے کہ جس میں مولائے کائنات فرماتے ہیں :

" دع الحدّة و تفکر فی الحجة من الخطل ، تامن الزلل "[2]

تند روی کو ترک کرو اور حجت و دلیل کی بناء پر تفکر کرو ، اور غلط و باطل بات کہنے سے پرہیز کرو ۔ تاکہ لغزش سے امان میں رہو

جناب حر نے بھی اسی طرح کیا اور بصیرت و دور اندیشی سے اپنے مستقبل کو نجات دی جس طرح حر نے غور و فکر سے کام لیا ، کاش اسی طرح سقیفہ میں جمع ہونے والے دنیا پرست بھی اپنی عاقبت کے بارے میں سوچتے تو چہرہ خورشید پر غم کے بادل نہ چھا جاتے ۔لیکن افسوس صد افسوس !

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۶ ص ۴۰۱

[2] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۴ ص ۱۹

حضرت امیر المومنین علی (ع) بصیرت و دور اندیشی کو فکر کے ثمار میں سے قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

" من فكّر ابصر العواقب "[1]

جو فکر سے کام لے وہ امور کی عاقبت و نتیجہ سے آگاہ ہوجاتا ہے۔

امیر المومنین علی (ع) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا :

" من طالت فكرته ، حسنت بصيرته "[2]

جس کی فکر طولانی و دقیق ہو اس کی بصیرت اچھی ہو جاتی ہے ۔

کیونکہ اگر فکر شخصی اغراض سے آلودہ نہ ہو تو یہ شفاف آئینہ کی مانند حقائق کو جلوہ گر اور آشکار کرتی ہے ۔

حضرت علی(ع) فرماتے ہیں :

" الفكر مرآ ة صافية " [3]

فکر ایک شفاف آئینہ ہے ۔

جب فکر ایک شفاف و درخشاں آئینہ کی مانند آپ کو واقعیت سے آگا ہ کرتی ہے تو پھر روزہ فکر سے استفادہ کریں ۔

----

[1] شرح غرر الحکم:ج ۵ص ۳۲۴

[2] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۵ص ۲۷۲

[3]۔ امالی الطوسی:ج اص ۱۱۴ ،بحار الانوار:ج ۷۷ص ۴۰۳

روزۂ فکر

اسلام میں خاموشی اور سکوت کے روزے کا وجود نہیں ہے جیسا کہ راتوں کو کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہوئے رات کے روزے کا کوئی معنی نہیں ہے ۔ لیکن جو عالی و بلند معنوی مقام و مراتب کے حصول کی جستجو میں ہیں ، وہ چپ کا روزہ رکھنے کی بجائے فکر کا روزہ رکھتے ہیں اور اپنے ذہن کو زشت و ناپسندیدہ افکار سے آلودہ نہیں کرتے ۔ یہ خاندان رسالت علیہم السلام سے ہم تک پہنچنے والا ایک دستور ہے ۔حضرت علی (ع) فرماتے ہیں :

"صیام القلب عن الفکر فی الاثام افضل من صیام البطن عن الطعام "[1]

گناہوں کے بارے میں فکر کرتے ہوئے دل کا روزہ ،خوراک سے پرہیز کرتے ہوئے پیٹ کے روزے سے افضل ہے ۔

اگرخود کوبرے افکار سے آلودہ نہ کریں تو یہ گویا گناہوں اور ناپسندیدہ اعمال کے لئے بیمہ ہے ۔ اس صورت میں فکر شفاف و درخشان آئینہ کی مانند آپ کو واقعیت و حقیقت دکھائے گی ۔ روزہ فکر نجات کے لئے موثر ترین اور بہترین راہ انسان کے اختیار میں ہے اور یہ سیر معنوی کے لئے انسان کو کامران و کامیاب کرتا ہے ۔ فکر کا روزہ انسان کی روح کو عالم معنی کی بیکراں فضا میں پرواز دلاتا ہے اور اسے ترقی و پیشرفت کی اوج تک پہنچاتا ہے ۔

----

[۱]۔ شرح غرر الحکم:ج۴ص ۲۱۴

اگر آپ فکر کا روزہ رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو آپ شیﻄان کو شکست دے سکتے ہیں اگر چہ مومنین کے لئے شیطان کی دشمنی بہت ضعیف ہے اور انسان کی گمراہی کے لئے اس کی قدرت و طاقت بہت کم ہے ۔ لیکن وہ انسانوں کے سرکش نفس سے استفادہ کرتا ہے کہ جو ہمیشہ انسانوں کے ہمراہ ہے ۔ وہ انسانوں کے نفس میں وسوسہ ایجاد کرکے نفس کو اپنا ہم عقیدہ بنا لیتا ہے اور نفس کی مدد سے انسان کی ہستی کو تباہ کر دیتا ہے اور دونوں جہانوں کی سعادت سے دور کر دیتا ہے ۔ شیطانی وسواس اور نفس کی غلامی سے نجات کا راستہ دنیاوی افکار کی نفی ہے جو اپنے نفس کو دنیاوی افکار سے بچالے وہ برے اعمال اور گناہوں کا مرتکب نہیں ہوتا ۔ اس طرح اسے جاویدانی سعادت حاصل ہو تی ہے ۔ کیونکہ صحیح و سالم فکر انسان کو غم و اندوہ اور دنیاوی افکار سے نجات دیتی ہے کہ جو افکار انسان کی سعادت و خوشبختی کو ویران کرتی ہیں ۔

صحیح و سالم فکر کے طریقے

۱۔ دقت اور سوچ سے فکر کو سالم بنانا

دقت ، تامل ، افکار کی بر رسی ، تصحیح فکر اور فاسد فکر کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔ خدا کے مقرب ملک جبرئیل امین پیغمبر اکرم (ص)کے لئے مناجات لائے تاکہ وہ امت کے لئے مورد استفادہ قرار پائے ان مناجات میں ہے :

" والهمتنی رشدی بتفضلک و اجلیت بالرجاء لک قلبی وازلت خدعة عدوی عن لبّی و صححت با لتامل فکری "[1]

پرور دگار ا تو نے اپنے فضل سے میری ہدایت کا الہام فرمایا ، تجھ سے امیدواری نے میرے دل کو جلا بخشی اور تامل کے ذریعے میری فکر کو سالم کیا ۔

----

[۱]۔ بحا ر الانوار :ج۹۵ص ۱۶۳

۲ ۔ پر خوری سے پرہیز کرنا

فکر کی تصحیح اور تکامل پر قدرت کے لئے پر خوری سے پر ہیز و خود داری کرنا بہت ضروری ہے ۔ کیونکہ کھانا ، پینا اگر اعتدال کی حد سے بڑھ جائے تو یہ فکر کو فاسد کرنے میں اثر انداز ہوتا ہے ۔ آسائش فکری ، آسائش جسمی سے مرتبط ہے ۔ فکر اس صورت میں آسائش و راحت میں ہو گی کہ جب پر خوری کا احساس نہ ہو ۔ اس وقت انسان کو ذہن زشت و شیطانی افکار کے طغیان سے محفوظ رہے گا ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" من اقتصر فی اکلہ کثرت صحتہ و صلحت فکرتہ " [۱]

جو کھانے میں لازم حد تک اکتفا کرے ، اس کی صحت جسمی بیشتر ہو گی اور فکر میں اصلاح ہوگی ۔

پر خوری کی وجہ سے بدن کے بخارات زیادہ ہو کر دماغ کی طرف جاتے ہیں اور شیاطین کے نفوذ کی قدرت بڑھ جاتی ہے اسی وجہ سے فاسد افکار اور شیطانی وسوسے بھی زیادہ ہو جاتے ہیں ۔ زیادہ کھانے سے پر ہیز کی صورت میں بدن کے بخارات کم ہو کر نفوذ شیاطین کے راہ بھی کمتر ہو جاتے ہیں پھر وسوسہ شیطانی اور فاسد افکار کم ہو جاتے ہیں اور فکر اصلاح پاتی ہے ۔

----

[۱] ۔ شرح غرر الحکم: ج ۵ ص ۲۷۳

۳ ۔ فکری استباہات ئ‍ مبتلا افراد سے پرہیز ر‌ن‌ا

صحیح و سالم فکر کے لئے ایسے ا‌ٔراد سے پر ہیزرک‌نا ‌ٔروری ہے کہ جو فکری اشتبا ہات کا شکار ہوں ن‌ود ۔ اور ا‌ٔراد سے ک‌نارہ گیری و دوری انسان کو ان کے فکری اشتبا ہات سے محفوظ رکھتی ہے جلدی اور کرنے والے سادہ لوح ا‌ٔراد اور جو لوگ جلدی دوسروں سے ‌ٔریب کہا جائیں وہ فکری لحاظ سے ضعیف و کمزور ہو تے ہیں ۔

حضرت امیر المو منین علی (ع) ‌ٔرما تے ہیں :

" من ضعفت فکرته قویت غرّته "[1]

جس کی فکر ضعیف ہو ، اس کا ‌ٔریب کہانے کا امکان قوی ہو جات‌ا ہے۔

ضعیف فکر انسان کے دھو کا کہا نے کے امکا‌نات مہیا کر تی ہے ۔ کیو ن‌ک‍ہ جب ایسے ا‌ٔراد میں غور وفکر کی قدرت کم ہو تو ان میں و م و خیال کی قوت ‌زیادہ ہو جاتی ہے اسی لئے وہ دوسروں کی رائے اور نظریات کو جلدی قبول کرلیتے ہیں کیو ن‌ک‍ہ و م و خیال کا غلبہ قبول کرنے کی حالت کو ایجادکرت‌ا ہے لیکن سوچ و فکر دلیل و برہان اور قبول کرنے کی حالت کو شرائط کے ساتھ تسلیم کرتی ہے اسی وجہ سے تعلیمات و‌ٔرمائشات اہل بیت مت و ہارت میں فکری لحا ظ سے ضعیف ا‌ٔراد سے مصاحبت و واسطہ سے منع کیا یا ہے ت‌اکہ ان کی صحبت و ہمنیشی کی وجہ سے ان کے اشتبا ہا ت دوسروں ‌یک سرایت نہ کریں ۔ تمرکز فکر، غور وفکر کی قدرت میں اضا فہ کا ب‌اع ہے ۔جو کوئی غور و فکر کر رہا ہو اس کے لئے ذہنی ا ‌یم‌ئ‌ان و آرام و سکون‌ ہ‌ون‌ا ‌ٔروری ہے کیو ن‌ک‍ہ تشویش ذہنی ، تمر کز فکر سے مانع ہے پس جب فکر متمر کز نہ ہو تو اس کی قدرت کم ہو جائے گی ۔

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۵ ص ۲۸۰

تمرکز فکر کے لئے پر سکون اور آرام دہ محیط و ماحول ہو جو محیط فکر کو پراکندہ کرے ، اسی طرح ہیجان اور روحی آشفتگی کے وقت بھی فکر کو مکمل طور پر کنٹرول نہیں کر سکتے ۔

اگر تمرکز فکر کی قدرت پیدا ہو جائے تو قوی و قدرتمند فکر حاصل ہو گی ۔ کیونکہ اس میں کوئی شک وتردید نہیں کہ تمرکز فکر کی قدرت کو کئی حد تک بڑھاتا ہے ۔ لہذا تمرکز فکری کا طریقہ سیکھیں اور اس کے موانع کو بر طرف کریں ۔

تمرکز فکر انسان کے باطنی و روحی حالات سے حاصل ہوتا ہے ۔ لہذا اسے بہت تیزی سے حاصل کرنے کے لئے تمرین و مشق کریں تاکہ وقت کے ساتھ ساتھ تم میں یہ قدرت ایجاد ہو سکے ۔ جب تمرکز فکر کی قدرت پیدا ہو جائے اور اس سے استفادہ کریں تو آپ کے لئے کامیابی تک پہنچنے کے راستے کھل جائیں گے ۔

بہت سے دانشمند و طالب علم نوابغ کی حالت میں غبطہ و حسادت کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ذہین نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوتے ہیں جب کہ بعض مصنفین معتقد ہیں :

" ایک ذہین اور عادی یا عام فرد کی فکر میں فرق ہے کہ ذہین شخص اپنے ذہن کو خاص اور بیشتر طریقہ سے مورد استفادہ قرار دیتا ہے ۔ آپ بھی اپنے ذہن کو خاص اور بیشتر طریقہ سے مورد استفادہ قرار دینے پر قادر ہیں " ۔

بعض گمان کرتے ہیں کہ ذہین افراد بچپن سے ہی غیر معمولی حافظے کے مالک ہوتے ہیں لیکن ان کی یہ سوچ درست نہیں ہے کیونکہ بہت سے ذہین افراد میں بڑے ہونے تک ذہانت نامی کوئی چیز موجود نہیں ہوتی ۔ حتی کہ بعض اپنے والدین اور تربیت دینے والوں کی نظر میں بچگانہ ذہن کے مالک تھے ۔ آئن سٹائن کہ جو اس دنیا میں ایک ذہین ترین فرد کے طور پر پہچانا جاتا ہے ، وہ بھی ان ہی افراد میں سے ایک تھا ۔

بہت سے ذہین افراد نے اپنی ذہانت کو اپنی عمر کے آخری حصوں میں نکھارا اگرچہ بعض ذہین افراد میں ذہانت کی علامات بچپن ہی سے جلوہ گر ہوتی ہیں ۔

لیکن یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ تمام ذہین افراد میں ذہانت کی علامات ونشانیاں بچپن سے آشکار ہو تی ہیں کیونکہ جس طرح ہم نے عرض کیا کہ ممکن ہے کہ انسان قوہ فکری سے استفادہ کرتے ہوئے ایک جدید ، فوق العادہ اور استثنائی شخصیت کا مالک بن جائے ۔

تمرکز فکر ذہنی و فکری قوۃ اور قدرت فکر سے بیشتر استفادہ کرنے کاایک موثر ذریعہ ہے ۔ فکر اور تمرکز فکر اس قدر اہم ہے کہ ہم نے ابھی تک اس کے ہزاروں میں سے ایک راز کو بھی دریافت نہیں کیا۔ افکار کو تجسم دینا اور فکری موجودات کو ایجاد کرنا فکر کے ناشناختہ مسائل میں سے ایک ہے جس طرح ہم روح کی حقیقت کو نہیں جانتے اسی طرح حقیقت فکر بھی ہمارے لئے مجہول ہے۔ کیونکہ غور وفکر کا سرچشمہ انسان کی روح ہے ۔ کیونکہ جو انسان اپنی روح کو کھودے وہ تفکر و تدبر پر قادر نہیں ہے ۔ بس روح سے فکر جنم لیتی ہے اور ذہن ایک وسیلہ ہے کہ جس کے ذریعہ روح انسان کے غور وفکر کو ظاہر کرتی ہے۔ جس طرح آنکھ روح کے لئے وسیلہ ہے کہ انسان تسلط روح کے ذریعہ آنکھوں سے اشیاء کو دیکھتا ہے ۔

نتیجۂ بحث

آ پ غور و فکر اورتفکر و تعقل کے ذریعہ دنیا کے عالی ، ظیم ترین اور قیمتی خزانوں کو اپنے ذہن سے نکالیں اور ۔ ۔امل و دقـت کے ذریعہ اپنی افکار سے پر ارزش گوہر حاصل کریں کہ جس کے سامنے بہ ت سے ۔قیمتی خزانے کوئی قیمت نہیں رکھتے ۔ اپنی فکـر کو متمر کز کریں اور تمر کز فکر کی قدرت سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی قلی و ذہنی قوت کی ا زائش کریں ۔ غور وفکـر کـے ذریعـہ آپ نہ رف ذہن اور ا پنے آگاہ ضمیر میں تبدیلیاں ایجاد کر سکتے ہیں ۔بلہ آپ اپنے اس ضمیر میں بھی تبدیلی لا سکتے ہیں کہ جـو اپنے سے آگاہ نہیں ہے ۔فکر آپ کے نفس و روح کے لئے مقناطیس ہے کیو نہ آپ جس مو ضوع کے ۔ارے مـیں سـوچیں وہ آپ کو اس کی طرف جذب کرے گا ۔

تفکر کے ذریعہ فضائل ومناقب اہل بیت علیہم ا لام سے اپنی روح کو بلندیوں پر لے جائیں تا کہ اس خاندان وحی کے لئے محب وب بن سکیں ۔اس کائنات ، ملکوت آسمان و زمین اور ۔آیات الٰہی سے آشکار ظمتوں میں تدبر و ۔امل سے آپ مـیں ظـم تبـدیلیاں و تحولات وجود میں آئیں گے ۔اشتباہات فکری کے شکار ا راد کی صحبت و ہمنشینی سے گریز کریں اور عالی و بـزرگ فکـر کـے مالـک ا راد کی مجلس میں بیٹھیں ۔

بہ یک تدبیر نیکو آن توانکرد

کہ نتوان ۔ ا شپاہ بیکران کرد

بہ رأیی شکری راُ بشکنی پشت

بہ شمشیری یکی تا دہ توان کشت

ایک اچھی سوچ و فکر وہ کام بھی کر سکتی ہے کہ جسے بہ ت بڑا شکر بھی انجام نہیں دے سکتا ۔ رائے ونظریہ کے ذریعہ شکر کـو شکست و مات دے سکتے ہیں لیکن تلوار کے ذریعہ ایک سے دس ا راد کو ہی قتل کیا جاسکتا ہے ۔

وسراباب

مسوره

حضرت امیر المو منین علی علیہ ا لام زماتے ہیں :
" افضل من شاورت ذو التجارب "

تجربہ کار سے مشورہ رکہ ا سب سے بہتر ہے ۔

مشورہ کرنے کی زورت

مشورہ ترقی و پیشرفت کا م ذریعہ

کس کے ساتہ مشورہ کریں ؟

مشورہ کے بعد اس پر عمل کریں

مشورہ نہ کرنے کا انجام

نتیۂ بہ

مسورہ ر کی ضرورت

سعی و جستجو اس ورت مینمفید ثابت ہو تی ہے کہ جب وہ صحیح راہ پرر تار ۔ پائے اور اس کا درست نتیجہ ہاتہ آئے ۔ اگر انسان کی فالیت و کوشش صحیح شرائط کے ساتہ انجام نہ پائے تو اتلاف عمر اور تہکاوٹ کے علاوہ کچہ حاصل نہیں ہو گا ۔ لہذا ہر کام اور پروگرام کو شروع کرنے سے پہلے اس پر دقت کریں اور کامیابی و ناکامی کی تمام شرائط کی تحلیل و بررسی کریں ۔ اس کے بعد اگر آپ دیکہیں کہ اس کام سے اچہا اور عالی نتیجہ حاصل ہو رہا ہے تو اس کام کا آغاز کریں اگر اس کام کا نتیجہ آپ کے لئے روشن نہ ہوسکے تو کسی ایسے شخص سے مشورہ طلب کریں کہ جو آ پ کا ہمدرد ، دسوز اور اس مسئلہ سے مطلع وآگاہ ہو پہر اگر اس کام میں کوئی صلاح دکہائی دے تو اس کام کا آ غاز کریں ۔

حضرت رسول اکرام(ص) ایک روایت میں فرماتے ہیں :

" تَواضع للّٰه ، یَر فَعکَ اللّٰه وَلاَ تَقضیَنّ الاَّ بعلمٍ فَانّ اشکل علیک امر فسل ولا تستحیی ، واستشر ثمّ اجتهد فانّ اللّٰه عزّ وجلّ ان یعلم منک الصدق یوفقک "[1]خدا کے لئے تواضع رکہو ، تا کہ خدا تمہیں سر بلند کرے اور تم قضاوت نہ کرو مگر جس کے بارے میں تم علم و آ گاہی رکہتے ہو ۔ پس اگر کوئی امر تمہارے لئے مشکل ہو تو اس کے بارے میں سوال کرو اور سوال کرنے میں مت شرماؤ، اس کے بارے میں مشورہ کرو اور پھر اس کام کو انجام دینے کی کوشش کرو، کیونکہ خداوند متعال اگر تم میں صداقت جانے تو تمہیں کامیاب فرمائے گا ۔جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ پیغمبر اکرم(ص)نے ارشادفرمایا :

" مشکل امور میں دوسروں سے پوچھو اور مشورہ کرو اور اس کے بعد اس کام کو انجام دینے کی کوشش کرو "

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۲۱ص ۴۰۸

مسورہ ترقی و پیسرفت کااہم ذریعہ

جو معنوی مقام کی اوج پر اور بندگی خدا وند کے عا لی در جات پر فائز ہیں اور جو راہ کمال کے حصول کے لئے کوشاں اورتقـرب اہل بیت کی جستجو میں ہیں وہ یہ جان لیں کہ مشورہ عظیم لوگوں کی ترقی وپیشرفت میں بہت اہم کـردار کاحامـل ہے ۔ اب جنہـوں نے معنوی سفر کا آغاز کیا ہے اوروہ آیات وروایات اور اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے ارشادات سے واقـف ہـیں کہ جو انسان کو سیدھا راستہ دکھاتی ہیں ۔ لہذا وہ کسی عاقل ، متقی اور فہمیدہ انسان سے مشورہ کریں اور ان کے تجربات اور رہنمـائی سے استفادہ کریں ۔ ایسے بزرگ افراد سے مشورہ کریں کہ جو نعمت علم و فہم سے آراستہ ہوں اور جن کو صحیح راستہ مل گیا ہـو اور اس پر گامزن ہوں نہ کہ ان لوگوں سے مشورہ کریں کہ جو آدھے راستے میں بیٹھ گئے ہوں اور کاروان کو بھـی اس پـر چلـنے سے روکے رکھا ہو ۔حضرت امیر المومنین (ع) ایسے افراد سے مشورہ کو ہدف و مقصد تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ قرار دیتے ہـیں کہ جنہیں صحیح راستہ مل چکا ہو ۔" لا ظهير کا لمشاورة " [۱]

انسان کے لئے مشورہ سے بڑھ کر کوئی مدد گار نہیں ہے ۔

فتحی کہ جہاں از او گشادند در بازوی مشورت نہادند

گر عقل تو عقدہ می گشاید با دیگران شور خوشتر آید

وہ فتح کہ جس کے ذریعہ دنیا کو فتح کیا وہ مشورہ کے ذریعہ سے حاصل ہو تی ہے اور اگر آپ کی عقل گرہ کھول سکتی ہے تو یہ دوسروں کے ذریعہ گرہ کھولنے سے بہتر ہے ۔

----

[۱] ۔ بحار الانوار:ج۷۵ص۱۰۴

کس کے ساتھ مشورہ کریں ؟

امام صادق (ع) مشاور کی شرائط کے بارے میں فرماتے ہیں:

"استشير العاقل من الرجال الورع ، فانّه لا يأمر االاَّ بخيرٍ ..."

عاقل مردوں کے ساتھ مشورہ کرو کہ جو پرہیزگار ہوں ۔ کیونکہ وہ تمہاری راہنمائی نہیں کریں گے مگر خیر و اچھائی کی طرف ۔اس امر سے بھی متوجہ رہیں کہ کبھی مشورہ ، مشورہ کرنے والے کے لئے بہت نقصان کا سبب بنتا ہے کہ جب بعض موارد میں یہ اسے گمراہی و ضلالت کے تاریک کنویں میں دھکیل دیتا ہے اسی وجہ سے خاندان وحی (ع) نے مشورہ کے بارے میں یہ شرائط ذکر فرمائی ہیں تا کہ ایسی غلطیوں اور اشتباہات سے محفوظ رہ سکیں۔آپ جس شخص سے مشورہ کرنا چاہتے ہوں اس میں مشاور کی صلاحیت ہونی چاہئے اور اس سے جس موضوع کے بارے میں سوال کیا جائے وہ اس کے جواب کے لئے مکمل آمادگی رکھتا ہو ۔ لہٰذا روایات اہل بیت علیہم السلام کی نظر میں ایسے شخص سے مشورہ کیا جائے کہ جو اس کی تمام خصوصیات کامالک ہو ۔

امام صادق (ع) فرماتے ہیں :" شاور فی امورک ممّا يقتضى الدين من فيه خمس خصالٍ عقل ،و حلم ، و تجربة ، ونصح ، و تقوىٰ ... " [1]

اپنے امور میں کہ دین جن کا اقتضاء کرتا ہے کسی ایسے سے مشورہ کرو کہ جس میں پانچ خصوصیات موجود ہوں :

1 ۔ عقل 2 ۔ حلم 3 ۔ تجربہ 4 ۔ نصیحت کرنے والا 5 ۔ تقویٰ

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۷۵ص ۱۰۴

مشکل مسائل میں فقط ایسے شخص سے مشورہ کیا جائے کہ جو فہمیدہ ، تجر بہ کار ، تقوی دار ہردبا ر ، وحلیم اور اہل نصیحت ہو اور جن افراد میں یہ خصو صیات نہ ہو ان سے پر ہیز کیاجائے ور نہ ممکن ہے کہ انسان ہدایت کی بجائے ضلا لت و گمراہی میں مبتلا ہو جائے ۔ لہذا ایسے شخص سے مشورہ کیا جائے کہ جو اس کے لئے آما دگی رکھتا ہو ۔

به هر رکار با کاروان راز گوی در چاره از رایزن باز جوی

زدن با خداوند فرهنگ رای به فرجام باشد تو را رهنما ئی

امام صادق (ع) ایک اور روایت میں ایسے شخص کو بیشتر شرائط بیان فرما تے ہیں کہ جس سے مشورہ کیاجائے:

" انّ المشورة لاتكون الاّ بحدودها، فمن عرفها والاّ كانت مضرّ تها على المستشير اكثر من منفعتهاله ، فأ وّلها ان يكون الذى يشاوره عاقلاً ، والثانية ان يكون حرّاً متديناً ، والثالثة ان يكون صديقاً مواخياً، والرابعة ان تطلعه على السرّک فيكون علمه به کعلمک بنفسک ، ثمّ يستشر ذالک و يكتمه فانّه اذا كان عاقلاً انتفعک بمشورته، واذا كان حراً متديّناً جهد نفسه فى النصيحة لک ، و اذا كان صديقاً مواخياً كنتم شرک اذا طلعته عليه ، و اذا اطلعته على سرک فكان علمه به کعلمک تمت المشورة وكملت النصيحة " [1]

مشورہ کی یہ شرائط ہیں اگر کوئی اسے جان لے تو اچھا ہے ور نہ مشورہ کرنے والے کو فائدے سے زیادہ نقصان کا سامنا ہو گا ۔

1 ۔ مشاور عاقل و فہمیدہ ہو ۔

2 ۔ وہ آزاد اور متدین ہو ۔

3 ۔ آپ سے برادرا نہ صدا قت رکھتا ہو ۔

4 ۔ آپ اسے اپنے راز سے آگاہ کریں تا کہ وہ آپ کی طرح مورد مشورہ کیتمام پہلوؤں سے آگاہ ہو جائے اور پھر اسے مخفی و پوشیدہ رکھے ۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۷۵ص ۱۰۳

اگر وہ عاقل و فہمیدہ ہو تو اس سے مشورہ کرنا مفید ثابت ہو گا اگر وہ آزاد و متدین ہو تو آپ کو نصیحت کرنے میں سعی و کوشش کرے گا اور جب وہ برا درانہ صداقت رکھتا ہو تو وہ آپ کے رازوں کو پوشیدہ رکھے گا ۔ اور جب آپ اس کو اپنے راز بتا دیں کہ جس طرح آپ اس مسئلہ سے آگاہ ہیں تو وہ آپ کو کامل اور صحیح مشورہ دے گا ۔ پس نصیحت کامل ہو جائے گی ۔

گویند کہ بی مشاورت کار مکن — الحق سخنی خوشست انکار مکن

لیکن بہ کسی کہ از غمت غم نخورد — گر در ز ذہن بریزد اظہار مکن

کہتے ہیں کہ مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کرو اور حق یہ ہے کہ کسی اچھی بات کا انکار نہ کرو ، لیکن جو تمہارے غم میں غم خوار نہ ہو اگر وہ اپنے منہ سے موتی بھی نچھاور کرے تو اس کا اظہار نہ کرو ۔

اس بناء پر بے بنیاد اور نادان افراد سے مشورہ کرنا بہت خطرناک ہو سکتا ہے کہ جن میں مشاورت کی شرائط نہ ہوں ۔ کیونکہ وہ انسان کو گمراہی و تباہی میں مبتلا کردے گا ۔

امیر المومنین(ع) فرماتے ہیں :

" لا تشاور من لا يصدّقه عقلک " [1]

جسے عقل قبول نہ کرے اس سے مشورہ نہ کرو ۔

طبیبی کہ باشد و زرد روی — ازاو داوری سرخ روئی مجوی

جو طبیب خود ہی بیمار ہو اس سے صحت یابی کی امید رکھنا عقل مندی نہیں ہے۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۷۵ص ۱۰۳

مسورہ کے بعد اس پر عمل ریۂ

شائستہ ازراد سے مشورہ کرنے میں آپ کا ہدف و مقصد ان کی رائے کو قبول ریۂا ہو اور حقیقت مل جانے کی -ورت مےیں ا سے قبول کر کے اس پر عمل کریں نہ کہ فقط اس کی صحبت میں وقت گزار کر ، آگاہ ازراد کی نصیحتوںان سنا کر کے زرام-وش کـر دیں ۔ کیونہ اس ورت میں افسوس و پریشانی آپ کا استقبال کرے گی ۔

حضرت امیر المومنین (ع) زرماتے ہیں :

" اما بعد فانّ معصية الناصح الشفيق العالم لمجرب تورث الحسرة و تعقب الندامة " [1]

شفیق ومہربان ، عالم و صاحب تجربہ نصیحت کرنے والے شخص کی مخالفت کے بعد حسرت وُ پشیمانی حاصل ہو گی۔

اس بناء پر اگر آپ کسی آگاہ و شائستہ شخص کی صحبت میں بیٹھ کر اس کی نصیحتوں کو سنیں اور اس کی باتوں اور نصیحتوں پـر عمـل کر نے کے لئے کمر ہمت باندہ لیں تو آپ سعادت مند ہو جائیں گے اور پھر آپ پشیمانی ، افسوس اور فکـری پریشـانی کا شـکار نہیں ہوں گے ۔

----

[۱] ۔ نہج البلا غہ خطبہ: ۳۵

مسورہ نہ ر   کا انجام

مختلف کاموں میں مشورہ نہ کر نے کی وجہ لاعلمی ۔ نا آگا ہی ہے یا اس کی وجہ استبداد رائے ہے ۔ یعنی جو اپنے کردار و رفتار کو سو فیصد صحیح اور بے اشکال سمجھے اور کسی سے مشورہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو ، وہ استبداد رائے میں مبتلا ہے ۔ ایسے افراد اس صفت کی وجہ سے اپنے کو خطرے میں ڈالتے ہیں حضرت علی(ع)نے نہج البلاغہ میں فرمایا:

"والاستشارة عين الهداية و قد خاطر من استغنىٰ برأيه "[1]

مشورہ کرنا ہدایت کا چشمہ ہے اور اگر کوئی اپنی شخصی رائے کی وجہ سے اپنے کو دوسروں سے مستغنی سمجھے تو وہ اپنے کو خطرے میں ڈالتا ہے ۔دنیا کے بہت سے حکمرانوں میں غرور ، استبداد رائے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ کبھی اپنے اور کبھی اپنی مملکت کو نیست و نابود کر دیتے ہیں ۔ اسی وجہ سے کائنات میں منصب امامت کے لئے پہلے شائستہ ترین امام حضرت علی (ع) نے فرمایا: جو اپنے کو اپنی شخصی رائے کی وجہ سے دوسرو ں سے بے نیاز و مستغنی سمجھے وہ اپنے کو خطرے میں مبتلا کرتا ہے ۔اس بناء پر جو دوسروں کے ساتھ مشورہ کر نے کو بیٹھنے کے لئے تیار نہ ہو اور جو اپنی رائے و عقیدے کو دوسروں سے بہتر و بر تر سمجھتا ہو ، وہ اپنی رائے میں استبداد رکھتا ہے جو کہ ہلاکت و نابودی کو سبب ہے کیونکہ ایسا شخص کسی کام کو بھی انجام دیتے وقت دوسروں سے اپنی شخصی رائے اور عقیدے کے علاوہ کسی اور راہ کا انتخاب نہیں کرتا اگر چہ اس کا منتخب کیا ہوا راستہ غلط ہی کیوں نہ ہو ۔

----

[1] ۔ نہج البلا غہ ، کلمات قصار: ۲۰۲

حضرت امیر المومنین(ع) فرماتے ہیں :

" من استبدّ برأیه هلک و من شاور الرجال شارکها فی عقو لها "[1]

جو اپنی رائے میں مستبد ہو ، وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور جو دوسرے لوگوں سے مشورہ کرے گو یا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جاتا ہے ۔

ان فرامین و ارشادات سے یہ استفادہ کرتے ہیں کہ جو کسی کام میں مشورہ نہیں کرتا اور استبداد رائے کا مالک ہے وہ بہت بڑے نقصان کا متحمل ہوتا ہے اور جو دوسروں سے مشورہ کرتے ہیں وہ نہ صرف ہلاکت سے رہائی پاتے ہیں بلکہ صاحبان نظر کی عقلوں میں بھی شریک ہوتے ہیں ۔

بنای کارو خود را بر مشاورت ننهی　　نه حق شرع گزاری نه داد عدل دهی

مکن غرور و بکن مشورت به اهل خرد　　که در مشاورت از سهو و از خلل برهی

اگر اپنے کاموں کی بنیاد مشورے کے ذریعہ نہیں رکھو گے تو آپ کو نہ ہی تو شرع گزاری کا حق ہے اور نہ ہی فیصلہ اور عدل کرنے کا ۔ غرور نہ کرو بلکہ اہل عقل و خرد سے مشورہ کرو کیونکہ مشورے سے سہو و خلل کے ذریعہ نجات پا سکتے ہیں ۔

مادی مسائل میں بھی کبھی مشورہ نہ کرنے سے ناقبل جبران نقصان ہوتا ہے اب نمونہ کے طور پر ایک مورد کو ذکر کرتے ہیں :

جب سب لوگ سونے کی تلاش و جستجو میں تھے تو " داربی " نامی شخص کے ایک چچا کو بھی سونے کی ہوس کا بخار ہو گیا اس نے غرب کا رخ کیا تاکہ زمین کھود کر مال و ثروت حاصل کرے

----

[1] ۔ نہج البلاغہ ، کلمات قصار:۱۵۲

اس نے یہ نہیں سوچا کہ انسان کے ذہن میں موجود سوچ ، زمین میں مخفی سونے سے بیش قیمت ہے وہ اجازت لے کر بیلچہ اٹھائے زمین کو کھود نے لگا ایک ہفتہ کی کوشش کے بعد وہ سونے کی سطح تک پہنچ گیا اب سے کسی وسیلہ و آلہ کی ضرورت تھی کہ جس کی مدد سے وہ زمین کا سینہ چیر کر سونے کو نکال سکے اور کسی کو اس کی خبر بھی نہ ہو ۔ لہذا اس نے اس معدن کو چھپا دیا اور واپس اپنے شہر چلا گیا اس نے اپنے رشتہ داروں اور بعض ہمسایوں کو بتایا ، وہ سب جمع ہوئے اور انہوں نے مل کر زمین کھود نے کے لئے ایک مشین خریدی اور سونے کی کان والی جگہ آگئے " داربی" اور اس کے چچا کام میں مصروف ہوگئے جب انہوں نے وہاں زمین کھود کر مٹی کا پہلا ٹرک نکالا تو معلوم ہوا کہ انہیں سونے کی بہت بڑی کان ملی ہے سونے والی مٹی کے چند ٹرک نکالنے کے بعدانہوں نے تمام قرض ادا کر دیئے اور پھر انہیں بہت زیادہ منافع بھی ہوا وہ جتنی زمین کھودتے داربی اور اس کے چچاؤں کی ہوس بڑھ جاتی یہاں تک کہ سونے کی وہ سطح گم ہو گئی اور پھر سونے کی کان کے کوئی آثار نہ ملے لیکن انہوں نے اپنے کام کو جاری رکھا مایوسی کے عالم میں بھی انہوں نے سونے کی تلاش کے لئے نئے سرے سے آغاز کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے لہذا انہوں نے ارادہ کیا کہ اب اس کام سے ہاتھ اٹھا لیں ، انہوں نے زمین کھود نے کی مشین چند سو ڈالر میں فروخت کردی اور ریل کے ذریعہ اپنے علاقے میں واپس آ گئے ۔

جس نے وہ مشین خریدی ، اس نے ایک انجینئر سے تقاضا کیا کہ وہ معدن کا معائنہ کرے انجینئر نے بتایا کہ زمین کھود نے والے معدن کے اصولوں اور قوانین سے نا آشنا تھے اور وہ ہار کر واپس چلے گئے ۔ انجینئر نے بتا یا کہ انہوں نے جس جگہ کام چھوڑا تھا اس سے 90 سینٹی میٹر کے فاصلے پر سونے کی سطح ہے لیکن وہ ہار کر واپس لوٹ گئے ۔

جس شخص نے زمین کھود نے کی مشین خریدی تھی وہ ایک بہت اہم حقیقت سے واقف تھاکہ کسی چیز میں ہار ماننے اور کام کو چھوڑ نے سے پہلے اس کے ماہر سے مشورہ رکھنا ضرور کریں ۔

نتیجۂ بحث

مادی و معنوی امور میں آگاہ ، فہمیدہ و پر ہیز گار شخصیات سے مشورہ ترقی و پیشرفت کا ذریعہ ہے ایسے ا-راد سے مشورے کے ذریعہ آپلن ۔ ا صلا حیت و صاحب نظر ا راد کے افکار و تجربات سے مستفید ہو سکتے ہیں ان کی راہنمائی سے استفادہ کر تے ہوئے آپ اپنے کو حیرت و سر گردانی سے نجات دے سکتے ہیں ۔ ان کے خدا پسندانہ نظریات کی مدد سے ظیم اہداف سے آشنا ہو کر ان عالی اہداف و مقاصد کے لئے قدم بڑہائیں ان دسوز اور بزرگ ا راد سے مشورہ کر کے ان کی سالہا سال کی زحمت اور تلاش و کوشش سے استفادہ کریں ۔

۔ ا صلاحیت ا راد کے مشورہ سے استفادہ کر کے ان کی فکر سے مستفید ہوں اور اعلیٰ اہداف کی اہمیت و ارزش سے آگاہ ہوں اور ان اہداف تک پہنچنے کی تلاش و جستجو کریں تا کہ آئندہ افسوس اور پشیمانی میں دچار نہ ہوں۔

مشاورت ترک کر نے سے نہ رف معنوی مسائل بلہ مادی امور میں بھی نا قابل تلافی نقصان ہوتا ہے پرہیز گار و بزرگ ا-راد سے مشورہ آپ کی شکست کے لئے مانع ہے ۔

ہر کہ بی مشورت کند تدبیر غالباً بر ہدف نیاید تیر

ہیچ بی مشورت چو بنشانی بر نیارد بہ جز پشیمانی

جو بھی مشورہ کے بغیر تدبیر کرے تو غالباً اس کا تیر نشانے پر نہیں لگتا ۔ اور اگر کسی چیز کی مشورہ کے بغیر بنیاد دکھ دو گے تو پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہو گا ۔

تیسراباب

ہدف

حضرت امیر المو منین علی علیہ ا لام زرماتے ہیں :

" جميل المقصد يدلّ علىٰ طهارة المولد "

لخوبصورت (و ا ارزش) ہدف مولد کی ہارت پر دلالت رکھ‌ا ہے ۔

بہتر ین ہدف کا انتخاب کریں

ہدف کے نتیجہ پر توجہ کریں

انسان کی تخلیق کا کیا ہدف ہے؟

مقصد وہدف تک پہنچنے کے ذرا ئع

1 ۔ اپنے ہدف کے حصول کی امید

ایک نکتہ کا تذکر

2 ۔ ہدف کے حصو ل میں طلب و جستجو کا کردا ر

3 ۔ بزرگ ہستیوں کی خدمت میں رہنا

4 ۔ عالی اہداف تک پہنچنے کے لئے نفس کی مخالفت

5 ۔ ظیم اہداف تک پہنچنے کے لئے اہل بیت سے توسل

نتیجۂ بحث

بہترین ہدف کا انتخاب کریں

اس کم فرصت اور محدود عمر میں وقت کو ضائع کرنے والے امور سے گریز کریں اور ایسے اہم اور ضروری مسائل میں وقت صرف کریں کہ جو دنیا و آخرت کے لئے سود مند ہوں ۔

اہم ترین اور ضروری مسائل کو اپنا ہدف قرار دیں اور ان تک پہنچنے کے لئے کوشش کریں ۔ کیونکہ غیر ضروری اور غیر اہم مسائل میں وقت صرف کرنے سے اہم اساسی اور باارزش امور بھول جائینگے اور خلقت کے عالی ہدف و مقصد تک نہیں پہنچ پائیں گے ۔

حضرت امیر المومنین(ع) فرماتے ہیں :

" من اشتغل بغير المهمّ ، ضيّع الدهمّ "[1]

جو غیر اہم امور میں لگا رہے وہ مہمترین امور کا ضائع کر دیتا ہے ۔

اہمیت نہ رکھنے والے غیر ضروری مسائل میں مصروف رہنے سے بزرگ و اعلیٰ اہداف سے پیچھے رہ جائیں گے یہ ایک حقیقت ہے کہ جسے حضرت امیر المومنین نے مختصر سے کلام کے ضمن میں بیان فرمایا ہے تا کہ اس سے بشریت بالخصوص جوان و نوجوان نسل درس لے ۔ اگر بشریت مولا کے اس فرمان

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم:ج۵ص ۳۳۰

سے درس لے تو دنیا میں عظیم تبدیلیاں و تحولات وجود میں آئیں گے چونکہ ہماری عمر محدود ہے اور ہم میں تمام امور کو احاطہ کرنے کی قدرت وتوانائی نہیں ہے ، لہذا اسے بہترین اور با عظمت امور میں صرف کریں اور بے ارزش امور میں وقت صرف کرنے سے پرہیز کریں کہ جو عمر کے ضیاں و تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ نہیں ۔عمر سے اچھے طریقہ سے استفادہ کرنے اور اسے اہم و با ارزش امور پر صرف کرنے کے لئے ہماری فکر جزئی مسائل کی طرف مشغول نہیں ہو نی چاہیئے تا کہ ہم بہترین اہداف ومقاصد کو حاصل کرسکیں ۔

حضرت امیر المو منین(ع) فرما تے ہیں :

" انّ رأیک لا یتّسع بکلّ شیءٍ فضرّ عنه للمهمّ "[1]

تمہاری فکر تمام امور کو احاطہ کرنے کی وسعت نہیں رکھتی لہذا اسے اہم امور کے لئے استعمال کرو ۔

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم :ج۲ص ۶۰۶

ہدف کے نتیجہ پر توجہ دینا

اہم ترین و بہترین ہدف کے انتخاب کے لئے اس کاانجام و نتیجہ کا ملاً واضح و معلوم ہو لہٰذا ایسے کام اور پروگرام ترتیب دیں کہ جس کے انجام کو ہم اپنا ہدف قرار دیں اور اس کے بارے میں ہمیں مکمل شناخت ہو اور تحقیق و بررسی کے بعد اس کا نتیجہ ہمارے لئے روشن ہو ۔

اس کے نتیجہ کو خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام سے حاصل ہونے والی فرمائشات سے موازنہ کے بعد اپنی ہمت کو ہدف تک پہنچنے کے لئے تقویت دیں اور سستی و غفلت اور فراموشی کو ترک کر دیں ۔

پیغمبر اکرم(ص) نے فرمایا :

" اذا هممت بامرٍ فتدبّر عاقبته فان کان خیراً فَاَسْرِع الیه و ان کان شرّاً فانته عنه "[1]

جب کسی کام کو کرنے کے لئے ہمت کرو تو اس کے انجام کے بارے میں تدبر کرو اگر وہ کام اچھا اور پسندیدہ ہو تو اس کو انجام دو اور اگر وہ برا اوربرا ہو تو اسے انجام دینے سے باز رہو ۔جب آپ کسی کام کو اپنا ہدف قرار دیں تو اس کے انجام کے بارے میں بررسی و تحلیل کریں اور اس کے آئندہ کو اچھی طرح تشخیص دینے کے بعد اس کام کو شروع کریں پھر اسے آج کل انجام دینے کی بجائے فرصت سے استفادہ کرتے ہوئے اس کام کو انجام دیں کہ جب تک آپ کے لئے کوئی مانع درپیش نہ آئے یہ وہ راستہ ہے کہ جس پر بزرگان چلے آپ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس مسیر کو طے کریں ۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۷۲ص ۳۴۲

انسان کی تخلیق کا کیا ہدف ہے؟

جس طرح ہم نے کہا کہ انسان کا زندگی میں کوئی ہدف ہونا چاہیئے لہٰذا اسے عالی ترین اہداف کی شناخت ہو، تا کہ ان میں سے بہترین کا انتخاب کرے خلقت انسان کے سر و راز سے آشنائی ہماری راہنمائی کر سکتی ہے اور ہمارے لئے حقیقت کو آشکار کر سکتی ہے ۔خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :" وما خلقت الجنّ والا نس الاّ ما لیعبدون "[۱] "میں نے جن و انس کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔تفسیر نور الثقلین میں اس آیت کے ذیل میں امام صادق سے ایک روایت کو ذکر کیا گیا ہے :" قال خرج الحسین بن علیّ علیٰ اصحابه- فقال : ایّها النّاس انّ اللّٰه عزّ وجلّ ذکره ، ماخلق العباد الاَّ لیعرفوه، فاذا عر فوه عبدوه ، فقال له رجل یابن رسول اللّٰه بابی انت و امّی فما معرفت اللّٰه - قال: معرفة اهل کلّ زمان امامهم الّذی تجب علیهم طاعته "[۲]

امام صادق نے فرمایا : کہ امام حسین اپنے اصحاب پر وارد ہوئے اور فرمایا : اے لوگو ! خدا نے بندوں کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ اسے پہچانیں جب وہ اسے پہچان لیں تو پھر اس کی عبادت کریں اور پھر اس کی عبادت کے ذریعہ غیر کی بندگی سے بے نیاز ہوجائیں ۔ ایک شخص نے آنحضرت سے عرض کی اے فرزند پیغمبر میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں، معرفت خدا سے کیا مراد ہے ؟ امام حسین نے فرمایا : معرفت خدا سے یہ مراد ہے کہ ہر زمانے کے لوگ اپنے وقت کے امام کو پہچانیں کہ جس کی اطاعت ان پر واجب ہے۔

----

[۱] ۔ سورہ الذاریات آیت: ۵۶

[۲] ۔ تفسیر نور الثقلین:ج ۵ ص ۱۳۲

اس یہ آیہ شریفہ اور ولایت مذکورہ سے واضح و روشن ہو جاتا ہے کہ جن وانس کی خلقت کا مقصد مقام عبودیت تک پہنچنا ہے ۔ یہ اس صورت میں متحقق ہو گا کہ جب معرفت خدا کے ہمراہ ہو جو خدا کی معرفت و شناخت رکھتا ہو وہ امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے مقام سے بھی آشنائی رکھے ۔

پس آج کے زمانے میں ہمارا یہ وظیفہ ہے کہ ہمیں امام زمان ارواحنا لہ فداہ کی معرفت و پہچان ہو اور امام کی خدمت کو اپنی زندگی کا ہدف و مقصد قرار دیں ۔ کیونکہ امام صادق اپنے زرین کلام میں اس زمانے کے تمام شیعوں اور مقام ولایت کے پروانوں کا وظیفہ یوں بیان فرماتے ہیں :

" لو ادرکتہ لخدمتہ ایّام حیاتی " [1]

اگرمیں انہیں(امام زمانہ)کو درک کر لوں تو ساری زندگی ان کی خدمت کروں۔

گزشتہ مطالب سے استفادہ کرتے ہو ئے ہم مقام عبودیت تک پہنچنے اور معارف دینی کو کسب کرنے کے بعد امام زمان ارواحنا فداہ کی بہتر خدمت کریں تا کہ اس وجود مقدس کے لطف و کرم سے بہرہ مند ہوں اور اس بزرگوار کے خدمت گاروں میں شمار ہوں ۔

جی ہاں ، ہر زمانے میں دین ، امام اور حجت زمان کی خدمت ان لوگوں کا شیوہ رہا ہے کہ جنہوں نے مقام عبودیت کو پالیا ، سلمان ، ابو ذر ، قنبر و مقداد اور خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کے تمام خاص اصحاب مقام بزرگی اور پرور دگار کی عبودیت کے بعد پوری زندگی اہل بیت علیہم السلام کی خدمت میںکوشاں رہے اور کامیاب ہو گئے ۔

یہ ان لوگوں کی راہ ہے کہ جو ہدف خلقت کے ہدف کو پہچان گئے آپ بھی ان کے راستے پر چلیں تا کہ کامیاب ہو جائیں ۔

در زندگی اگر ہدف نہ داری از گنج جہان بہ جز خزف نداری

اگرتمہا را زندگی میں کوئی ہدف و مقصد نہ ہو تو تمہیں دنیا کے گنج و خزانے سے اینٹ کے علاوہ کچھ حا صل نہیں ہو گا ۔

---

[۳] ۔ بحار الانوار :ج۵۱ص ۱۴۸

مقصد وہدف تک پہنچنے کے ذرائع

۱ ۔ اپنے ہدف کے حصول کی امید

بہت سے لوگ علوم و معارف میں بلند مقام اور پیشرفت کے خواہاں ہو تے ہیں تا کہ وہ بھی بزرگ افراد کی طرح اپنی ملت کیتقدیر کے لئے مؤثر کردار ادا کر سکیں اور لوگوں کو معنویت کا راستہ دکھائیں اور ان کی راہنمائی کریں ۔

یہ ایک ایسی چاہت ہے کہ جو بہت سے افراد میں پائی جاتی ہے لیکن وہ عظیم لوگوں کی کامیابی کے راز سے مطلع نہیں ہیں کہ جنہوں نے تاریخ کے صفحات کو اپنے نام سے روشن کیا ۔وہ اس آرزو سے نا امید ہو کر اسے صرف خام خیالی سمجھتے ہیں ۔ مکتب اہل بیت علیہم السلام سے سیکھے ہوئے انسان سازی کے دروس کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ان بزرگان کی حیات بخش راہنمائی (جو ہمارے قلوب کو منور کر تی ہے ، اس سے یہ حقیقت آشکار ہو تی ہے کہ عالی مقاصد و اہداف اور بزرگ آرزو ایسے امور میں سے ہے کہ خاندان وحی و عصمت و طہارت نے اپنے پیرو کاروں اور محبّوں کو اس کی تلقین کی اور انہیں یأس و ناامیدی سے نکالا ۔

ان عظیم ہستیوں نے نہ صرف اپنی گفتار و فرامین بلکہ اپنی دعاؤں میں بھی ہمیں امید و آرزو کا درس دیا ، انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ جمعہ کے روز یہ دعا پڑھو :" اللّھمّ اجعلنا من اقرب من تقرّب الیک "[1]پرور دگار ا ہمیں انکے نزدیک قرار دے کہ جنہوں نے تم سے تقرب پالیا ۔ ایسی دعائیں ہر اس شخص کے لئے امید کا درس ہے کہ جو اپنے میں حقارت کا احساس کر تے ہیں اور یہ دعائیں مکتب اہل بیت علیہم السلام کے پیرو کا روں کے دلوں میں عالی اہداف تک پہنچنے کے لئے امید کی شمع ہیں ۔

---

[۱] ۔ بحار الانوار :ج۹۰ص ۳۳۹

ایک نکتہ کا تذکرہ

اپنے اہداف کے الف اور ناامید افراد سے ہمنشینی نہ کریں ان کے ساتھ بیٹھنے سے یأس و ناامیدی ایجاد ہوتی ہے جو اور آپ کے ارادہ و ہدف تک پہنچنے پر اثر انداز ہو گی ، اگر آپ ایسے افراد کے ساتھ بیٹھنے پر مجبور ہوں تو ان کو اپنے ارادہ و ہدف سے آگاہ نہ کریں اور یہ راز اپنے دل میں مخفی رکھیں ۔

بعض لوگ دوسروں کا تمسخر و مذاق اڑانے سے ان کے مستقبل کو بدل دیتے ہیں اور وہ اپنی طرح انہیں بھی عالی و عظیم اہداف تک پہنچنے سے مایوس کر دیتے ہیں اور ان کی کامیابی کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں ۔ ایسے افراد آپ کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں وہ چند کلمات کے ذریعہ آپ کو آپ کے اہداف و کامیابی سے منحرف کر سکتے ہیں، اسی صورت میں آپ کا یہ وظیفہ و ذمہ داری ہے کہ ایسے افراد کو پہچانیں اور ان کے زہر آلود کلمات سے دل سرد اور مسموم نہ ہوں ۔

۲ ۔ ہدف کے وصول میں شیطان کا کردار

انسان کو بلند و عالی مرتبہ مقامات کے حصول سے روکنے میں شیطان کی سازشیں بھی اثر انداز ہوتی ہیں ۔ شیطان مختلف قسم کے وسواس ڈالتا ہے کہ کیا تمام مشکلات کے باوجود اس راستے پر چلنا ممکن ہے ؟ کیا اپنے ہدف کو اس کی پوری عظمت کے ساتھ مکمل کر سکتے ہو ؟ اور کیا ..... ؟

کبھی شیطان نہ صرف فعالیت کو شروع کرنے سے پہلے وسوسوں اور گمراہ کنندہ خیالات سے یأس و ناامیدی کو ایجاد کرتا ہے بلکہ کبھی آدھے راستے میں راہ سے گمراہ کر دیتا ہے ۔

عظیم مقاصد و اہداف کے طالب توجہ کریں کہ انسان اس طرح سے خلق ہوا ہے کہ اگر وہ مدت تک سختیوں کو برداشت کرے تو اس کی مشکلات و سختیاں ، سہل و راحت میں تبدیل ہو جاتی ہیں ۔ اگر ابتداء میں کوئی کام مشکل بھی ہو تو تکرار کے ذریعہ اس کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ خداوند متعال عظیم اہداف رکھنے والوں کی مشکلات کو آسان بنا دیتا ہے اور اہل بیت عصمت و طہارت کی مدد ودستگیری فرما کر ان کی مشکلات کو حل فرماتا ہے۔ خداوند کریم بہت سے سنگین اور بڑے مسائل کو برطرف کردیتا ہے ۔

حقیقت بھی ان ہی مسائل میں سے ایک ہے کیونکہ حق تلخ و سنگین ہوتا ہے۔ بالخصوص ایسے افراد کے لئے کہ جو گناہوں کی آلودگی میں غرق اور نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں کے تابع ہوں ، ایسے افراد کے لئے حق بہت سنگین ہوتا ہے کیونکہ یہ ان کی چاہت سے ساز گار نہیں ہوتا لیکن حقیقت کے طلبگار اور حقیقت تک پہنچنے کی خواہش رکھنے والوں کے لئے حق سنگین نہیں ہوتا ۔

حضرت امیر المو منین (ع) فرماتے ہیں :

" والحق کلّه ثقیل و قد یخففه اللّٰه علیٰ اقوام طلبوه العاقبة "[1]

تمام حق سنگین ہیں ، لیکن خدا عاقبت کی جستجو کرنے والوں کے لئے اسے سبک کر دیتا ہے۔

ان فرامین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلب و جستجو مشکلات کی آسانی میں بہت مؤثر ہے بڑے اہداف کو مشکل اور ان تک دسترس کو محال سمجھنے والے ایسے افراد ہیں کہ جو آرزو و طلب کو پانے کی ہمت نہیں رکھتے ۔

جنہوں نے صمیم قلب کے ساتھ اپنی چاہت و مقصد کو پانے کی کوشش کی ، وہ اپنے مقصد تک پہنچ گئے ۔ اگر چہ ان کا مقصد و چاہت بہت مشکل تھا ، لیکن کیونکہ وہ مکمل طور پر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے بالآخر ان کی سختیاں اور مشکلات سہولت و آسانی میں تبدیل ہوگئیں کہ وہ خود بھی یہ تصور نہیں کر سکتے تھے کہ انہوں نے اپنے مقصد کو پا لیا ہے ۔

یقین کریں کہ کسی چیز کی طلب کے لئے جستجو کرنا اور اس کے حصول کی سر توڑ کوشش سے اس کے حصول کے بعد مسرت و راحت ہوتی ہے ۔

لہٰذا کامیابی اور عظیم مقاصد و اہداف تک پہنچنے کے لئے کوشش کریں ، اس کے حصول کی جستجو کریں تاکہ اس کے حصول کا زمینہ فراہم ہو سکے ۔ گوشہ نشینی اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے ، خیالات میں کھوئے رہنے سے انسان اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتا ۔ وہ لوگ اپنی دلی خواہشات اور مقاصد حاصل کر سکتے ہیں جو ان کے حصول کی کوشش کریں

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم :ج۵ص ۴۰۵

اگرکوئی اپنے مقصدوکہ پانے کی جستجو و طلب کرے تو، ایسا نہیں کہ اسے اس سے پہ بہی حاصل نہ ہو، اگر وہ تمام مقصدر کہ و نہ پاسکے تو اسے کسی رحہ یک ضرور حاصل ہو گا ۔ یہ بات خود ایک اہم نتیجہ ہے کہ جو طلب میں پوشیدہ ہے ۔

حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں :

" من طلب شيئاً ناله او بعضه "[1]

اگر کوئی کسی چیز کی طلب کرے تو وہ اس تمام چیز یا اس کی پہ مقدار کو حاصل کرے گا ۔

اس بناء پر بڑے اور با ارزش ہدف کا انتخاب کریں اور اس کے حصول کی تلاش و جستجو کریں اس ورت میں آپ اپنے مقصد تک پہنچ جائیں گے یا اپنے ہدف کی پہ مقدار کو پالیں گے ۔

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۵ص ۲۰۵

۳ ۔ بزرگ ہستیوں کی خدمت میں رہنا

مکتب اہل بیت علیہم السلام میں کمال کے عالی مراتب و مراحل تک پہنچنے کو بہت اہم قرار دیا گیا ہے اسی وجہ سے آئمہ اطہار علیہم السلام کے بہت سے ہدایت کنندہ کلمات میں اس بارے میں وارد ہواہے اگر انسان ان پر عمل کرے تو اس کا مستقبل روشن ہو گا ۔ ان فرمائشات و ارشادات میں سے ایک بزرگ ہستیوں کے ہمراہ ان کی خدمت میں رہنا ہے کہ جو عظیم اہداف کو پانے میں کامیاب ہو گئے ۔ امام صادق(ع) سے ایک شعر کے ضمن میں نقل ہوا ہے :

" عَلَیکَ باَھلِ العلیٰ "[1]

تم پر لازم ہے کہ تم اعلیٰ مرتبہ شخصیات کے ساتھ رہو ۔

کیونکہ ایسے افراد کو دیکھنا،ان سے ہمنشینی ان کی صحبت اور ان کی محافل میں بیٹھنا ، انسان کے افکار و رفتار پر اثر انداز ہوتا ہے اور یہ انسان کے ارادہ کو قوی بنا کر اسے بلند اہداف کی راہ دکھاتا ہے ۔ایسے افراد کی ہمت ، ضعیف و کمزور ارادہ کے مالک افراد کی ہمت کو بلندکرتا ہے ان کا عالی مقام بے ہدف افراد کو بیدارکرتا ہے ۔

جی ہاں ، آپ ان بزرگ ہستیوں کے محضر مقدس میں با ارزش ہدف سے آشنا ہوں گے اور آپ میں ان اہداف تک پہنچنے کا اشتیاق بڑھے گا ۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج۴۷ص۲۴

۴ ۔ عالی اہداف تک پہنچنے کے لئے نفس کی مخالفت

جو بلند اہداف رکھنا چاہتا ہے وہ سستی و کاہلی کو چھوڑ دے اور نفسانی خواہشات سے مردانہ وار مبارزہ کرے ۔

حضرت امیر المومنین فرماتے ہیں :

" من احبّ نیل الدرجات العلیٰ فلیغلب الھویٰ "

جو بلند درجات تک پہنچنے کو دوست رکھتا ہے وہ اپنے ہواء نفس پر غالب آئے

یہ ملکوتی فرمان صاحب ولایت ملک و ملکوت حضرت امیر المومنین کی زبان سے صادر ہوا ہے اس میں تمام انسانوں کے لئے ایک درس ہے کہ جو بلند اہداف کے حصول کی تلاش میں ہیں اور جو بلند دینی و معنوی مقامات کے لئے کوشاں ہیں ۔

یہ آسمانی فرمان تمام انسانوں بالخصوص نو جوانوں اور جوانوں کے لئے بہت بڑا پیغام ہے کہ جو روشن مستقبل کی آرزو رکھتے ہیں

۵ ۔ عظیم اہداف تک پہنچنے کے لئے اہل بیت سے توسل

جیسا کہ ہم بعد میں ذکر کریں گے کہ انسان کو ہر نیک اور پسندیدہ کام کو انجام دینے کے لئے تین چیزوں کی احتیاج ہوتی ہے ۔

1 ۔ارادہ

2 ۔ مورد نظر ہدف کوانجام دینے کی قدرت

3 ۔ خدا وند متعال کی جانب سے توفیق کہ جو اس کی دستگیری فرمائے

ان تین موارد میں سے اگرکسی میں بھی ضعف ہو تو کام کو انجام دینے میں پیشرفت نہیں ہو گی اور کام متوقف ہو جائے گا ۔

ان تین شرائط کے لے اور ہدف و مقصد تک پہنچنے کے لئے خاندان وحی کو وسیلہ قرار دیں ہم زیارت امیرالمومنین (ع) میں پڑھتے ہیں :

" بک اتوسّل الی اللّٰہ فی بلوغ مقصودی "[1]

اپنے ہدف و مقصد تک پہنچنے کے لئے خدا کی طرف آپ کو وسیلہ قرار دیتا ہوں ۔

نہ صرف کام کی ابتداء اور مذکورہ شرائط کے حصول کے لئے بلکہ ہدف و مقصد کے حصول تک متوسل رہیں اور جانشینان خدا اور امیران کائنات کو فیوضات الٰہی اور اہداف تک پہنچنے کے لئے واسطہ قرار دیں ۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۱۰۰ص ۳۳۲

نتیجۂ بحث

بہترین و عالی ترین ہدف کو پہچانیں اور اس کا انتخاب کریں پختہ و مُمم ارادے سے ہدف تک پہنچنے کی جستجو کریں ۔

بے ہمت افراد سے پرہیز کریں اور بلند اہداف رکھنے والے افراد سے مصاحبت و ہمنشینی رکھیں تاکہ اس ذریعہ سے آپ کا عالی و با ارزش ہدف مشخص ہو سکے جب آپ حقیقی و واقعی طور پر بہترین ہدف کے حصول کی سعی کریں گے تو خداوند رحمان آپ کے لئے سختیوں اور مشکلات کو آسان فرمائے گا ۔

ہوشیار رہیں کہ یہ رنگا رنگ دنیا آپ کو آپ کے عالی انسانی ہدف سے دور نہ کردے اور آپ سراب کو آب نہ سمجھ بیٹھیں ۔

خلقت انسان کا ہدف خدا وند کریم کی عبادت و بندگی اور مقام عبودیت تک پہنچنا ہے ۔ یہ اس صورت میں متحقق ہوگا کہ جب مقام ولایت کی شناخت ہو اور کسب معارف الٰہی سے مستفید ہوں کہ جو تقرب خداوند کا نتیجہ ہے ۔

یقین رکھیں کہ مقام عبودیت اور معارف کو کسب کرنے کے بعد اہل بیت علیہم السلام کے حیات بخش مکتب اور بالخصوص امام زمان کی خدمت کریں ۔ یہ تقرب خداوند کی بہترین راہ ہے خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس راہ کو اپنا ہدف قرار دیں اور اس تک پہنچنے کی سعی و کوشش کریں ۔

تا رشتہ زندگی بہ کف می باشد   اقبال تو در برخ شرف می باشد

عمر تو بود صدف در این بحر وجود در صدف عمر ، ہدف می باشد

جب تک انسان کا زندگی سے رشتہ باقی رہے تمہاری عزت ، شرف کی بلندیوں کو چھوتی رہے ۔ تمہاری عمر وجود کے اس سمندر میں ایک صدف کی طرح ہو اور عمر کا گوہر صدف تمہارا ہدف رہے ۔

چوتھا باب

بلند ہمت اور محکم ارادہ

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں :" ما رفع امرئً کهمّته ولا وضعه کشهوته "

ہمت سے بڑھ کر کوئی چیز انسان کو سر بلند نہیں کر تی اور شہوت سے بڑھ کر کوئی چیز پست نہیں کرتی ۔

ارادہ کی اہمیت

ارادہ سے پہلے اخلاص

اپنے ارادہ کو صحیح سمت دیں

بلند حوصلہ رکھیں

اپنے ارادہ پر عمل کریں

قوت ارادہ کے ذریعہ اپنی طبیعت پر غالب آنا

ملا صالح مازندرانی، ایک پختہ ارادہ کے مالک شخص

اپنے ارادہ اور نیت کو تقویت دینا

ارادہ کو تقویت دینے کے طریقے

1 ۔ ذوق و شوق آ پ کے ارادہ کو تقویت دیتا ہے

2 ۔ امید و آرزو سے ہمت میں اضافہ ہوتا ہے

3 ۔ خدا سے پختہ ارادہ و بلند ہمت کی دعا کریں :

نتیجۂ بحث

ارادہ کی اہمیت

انسان اپنے نفس کو پہچانے اور اس کی ذات میں خدا وند رحمان نے جو قوت و طاقت ودیعت کی ہے ، اس سے آشنا ہو اور آہستہ آہستہ انہیں قوت و طاقت کے مرحلہ سے فعلیت تک پہنچائے انہی میں قوت و طاقت میں سے ایک قوۃ ارادہ ہے ۔ اگر انسان اپنے ارادہ کی پرورش کرے اور اسے تقویت دے تو اس عظمت قوت کے ذریعہ اپنی روحانی و جسمانی اور معاشرے کی مشکلات کو حل کرسکتا ہے ۔

جو انسان اپنے نفس کو ناپاکیوں سے پاک کرلے تو اس کا ارادہ بھی پاک ہوجاتا ہے اور خدا کے پسندیدہ کاموں میں مددگار ثابت ہوتا ہے ۔ پس اگر انسان اپنے ارادہ کی پرورش کرے اور پختہ ارادے کا مالک ہو تو وہ اسے احیاء دین کے راستے اور انسانوں کو اہل بیت علیہم السلام کے انسان ساز مکتب اور لوگوں کی خدمت میں استعمال کر سکتا ہے ۔

تاریخ انسانیت پر مختصر سی نگاہ میں آپ ملاحظہ کریں گے کہ دنیا کے نامور لوگ بلند ہمت کے مالک تھے ۔ جو روحانی ضعف ، کم ہمت یا احساس کمتری میں مبتلا ہوں وہ کبھی بھی عظیم اہداف تک نہیں پہنچ سکتے ۔

پس وہ احساس کمتری کو چھوڑ کر روحانی ضعف سے نجات حاصل کریں اپنے ارادہ کو قوی کریں اور یقین رکھیں کہ جس خدا نے بزرگان دین کو توفیق دی وہ آپ کو بھی کامیابی و کامرانی تک پہنچا سکتا ہے ۔

ارادہ سے پہلے اخلاص

کسی بھی پروگرام ا ور کام کو انجام دینے سے پہلے اس کام کی طرف متحرک کرنے وا لی قوت کو پہچاننا ضروری ہے کیا آپ کو کوئی رحمانی قوت مورد نظر ہدف کی طرف دعوت دیتی ہے یا یہ انگیزہ کوئی شیطانی محرک ہے ؟ یا کوئی نفسانی عامل آپ کو آپ کے ہدف کی طرف کھینچتا ہے ؟

تحریک نفس اور شیطانی وسوسہ کے شکار نہ ہونے کے لئے کبھی بھی آپ کے عمل میں یہ دو محرک نہیں ہونے چاہئیں ۔

ارادہ سے پہلے اپنے دل سے تمام وسوسے اور غیر رحمانی تحریکات کو نکال دیں ۔ پھر رضائے الٰہی کے لئے مورد نظر پروگرام کا ارادہ کریں ۔حضرت امام صادق (ع) فرما تے ہیں :" اذا اردت الحجّ فجرّد للّٰہ من قبل عزمک من کلّ شاغلٍ وحجاب کلّ حاجب "[1]

جب بھی حج پر جانے کا ارادہ کرو تو ارادہ کرنے سے پہلے اپنے دل سے ہر اس چیز کو نکال دو کہ جو تمہیں اپنی طرف مشغول کرے اورجو تمہارے اور خدا کے درمیان حائل ہو ۔

اگر چہ یہ فرمان حج کے بارے میں صادر ہوا ہے لیکن اس میں عظیم مقصد و ہدف تک پہنچنے کے خواہاں ہر شخص کے لئے ایک کلی راہنمائی ہے ۔

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے اپنے دل کو دنیا وی اغراض سے پاک کر کے فقط خداکی رضا کو مد نظر رکھیں ۔ پھر ا پنے ارادے کی ابتداء کریں اور اپنے ہدف کے لئے عملی اقدام کر یں ۔

----

[1] ۔ بحا ر الانوار: ج ۹۹ص ۱۲۴

اپنے ارادہ کو صحیح سمت دیں

ہمارے ذہن میں موجود خیالا ت ہماری زندگی پر اثر انداز ہو تے ہیں نہ کہ ہم جنہیں زبان پر لائیں ، ہمارے افکار و اعتقادات اور دل کی عمیق آرزوئیں ہماری زندگی میں تحولات ایجاد کر تی ہیں نہ کہ جن چیزوں پر ہمارا قلبی اعتقاد نہیں ۔

بہت سے انسان اپنے لئے کسی ہدف کا انتخاب کرتے ہیں اور ہمیشہ اس کا دم بھر تے ہیں ۔ لیکن اس کے حصول کی کوشش نہیں کرتے ، لہٰذا وہ کبھی بھی اسے حا صل نہیں کرپاتا ۔ ان کے مقابل بعض ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو وقت گزر نے کے ساتھ ساتھ اپنے ہدف تک پہنچ جا تے ہیں اور ان کا قیل و قال کہنا واقعیت پیدا کرتا ہے اور ان کی دیرینہ آرزو پوری ہو جاتی ہے ۔

کیوں بعض لوگ اس طرح ہیں اور بعض اپنی پوری زندگی اپنی آرزو وخواہش کے پورا ہونے کے انتظار میں گزار دیتے ہیں لیکن ان کی آرزو پوری نہیں ہو تی ؟

حالانکہ ہر انسان کو ارادہ جیسی نعمت حاصل ہے کہ جس کے ذریعہ وہ اپنے اہداف تک پہنچ سکتے ہیں حتی کہ جو افرادخود کو قوۃ ارادہ سے عاری سمجھتے اور گمان کر تے ہیں کہ ان کے ارادہ کی قوت ختمہو چکی ہے ، ان میں بھی ارادہ کی قدرت ہو تی ہے

۔مثال کے طور پر منشیات کے عادی افراد یہ خیال کرتے ہیں کہ منشیات کے استعمال سے ان کی قوت ارادہ ختم ہو گئی ہے اور وہ کسی چیز کا ارادہ کرنے کی قدرت کو کھو چکے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود جب وہ نشہ آور چیز کو حاصل کرنے کے بارے میں سوچیں تو ان کا ارادہ قوی و پختہ ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں نشہ حاصل کریں گے ۔

اسی طرح اگر کسی تن پرور شخص کو قید کیا جائے اور قید خانے میں اس سے مشقت لی جا جائے تو وہ زندان سے فرار کرنے کے لئے ہر مشکل اور خطرناک کام کو انجام دینے کے لئے تیار ہو گا ۔

اس بناء پر معلوم ہوا کہ ایسے افراد بھی نعمت ارادہ کے مالک ہیں ، لیکن ان کا ارادہ کوئی سمت نہیں رکھتا ۔ وہ بھی اپنے ارادے کو سمت دیں اور اس کی سیدھے راستے کی طرف ہدایت کریں اور ان سے صحیح راستے میں ان سے استفادہ کریں نہ کہ اپنے ارادہ کو منشیات کے حصول یا کام سے فرار کے لئے استعمال کریں پس جو اپنے ارادہ کو صحیح سمت دیتا ہے وہ اپنی ترقی کے لئے اسباب فراہم کرتا ہے ۔

بلند حوصلہ رکھیے

اگر اپنے ہدف و مقصد تک پہنچنا چاہو تو معنویت کی وسیع فضا میں پرواز کرو ۔ بلند حوصلے اور مردانہ ہمت کے ساتھ عالم معنی کی فضا میں سیر کرو ۔ جس طرح پرندے اپنے بال و پر کے ذریعہ پرواز کر تے ہیں ، اسی طرح بزرگ شخصیات اپنی ہمت و ارادے کے ذریعہ عالم معنی کے نورانی آسمان کی طرف پرواز کرتے ہوئے مادی دنیا سے جدا ہو جاتے ہیں ۔ بزرگ اس واقعیت کو ایک چھوٹی مگر پر معنی مثال کے ذریعہ یوں بیان کرتے ہیں :

" المرء يطير بهمّته "[1] انسان اپنی ہمت کے ذریعہ پرواز کرتا ہے۔

انسان کی ہمت جتنی بلند ہو وہ معنوی فضا میں اتنا ہی اوج پر پرواز کرتا ہے اور اگر عالی ہمت کا مالک نہ ہو تو یوں پرواز نہیں کر سکتا ہے ۔

لہٰذا اگر انسان کا ہدف تو بڑا ہو لیکن اس ہدف تک پہنچنے کی ہمت نہ ہو تو وہ کبھی بھی اپنے ہدف تک نہیں پہنچ سکتا ۔ انسان عظیم ہدف کے علاوہ پختہ ارادہ ، بلند حوصلہ اور ہمت کا بھی مالک ہو ۔

اولیاء خدا مقامات عالیہ تک پہنچنے کے لئے قوی ارادے اور بلند ہمت سے آراستہ تھے اور انہوں نے ہمیشہ معنوی مسیر میں استقامت سے کام لیا اورضعف و سستی سے پر ہیز کیا ، عظیم مقصد ، مردانہ ہمت ، بلند حوصلہ اور اعلیٰ ہدف ان بزرگوں کی صفات تھیں ۔

----

[1] ، بحار الانوار:ج ۱۸ص ۳۸۰

همت بلند دار که مردان روز گار   از همت بلند به جایی رسیده اند

ُ ـ نی بزرگ شخصیات بلند ہمت والے تھے اور وہ اپنی ہمت کے ذریعہ ایک مقام و منزلت ـیک پہنچ گئے ۔

حضرت امیر المو منین(ع) فرما تے ہیں :

" قدر الرجل علیٰ قدر همّته " [1]

ہر شخص کی قدر وقیمت ، اس کی ہمت کے لحاظ سے ہے۔

کیو نہ بلند ہمت و حو صلہ انسان کو بہت اہمیت   ارکھتا ہے ہمارے بزرگ کہ جو صاحبان اسرار اہل بیت   مت و ہـارت تھے اور جنہوں نے ان کی رضا کی راہ میں جا نفشا نی سے کام لیا وہ کس طرح عالی مقامات پر فائز ہو ئے اور کس طـرح اہـل بیـت علیہم ا لام کے معنوی چشمہ سے سیراب ہوئے ؟

ان افراد کا ظرف ایسا تہا کہ اہل بیت کے لطف نے ـن میں کسی قسم کی خود پسندی اور تکبر ایجاد نہ کیا ۔ وہ جـس مقـام کـس جانب جائیں ، ان پر عنا یات بھی اتنی ـزیادہ ہو جاتی ہیں ۔ لیکن جو ایک خواب دیکھنے یا کسی معنوی سیر کے اتفاق یا امام سے کسی مادی حاجت کے پورا ہونے سے پھولے نہ سمائے ، کیا وہ بلند حوصلہ و ہمت رکھتا ہے ؟ یا جو کوئی خواب سننے یا معنوی سیر کے اتفاق یا مادی حاجت کے پورا ہونے پر تعجب کرے اور اس کا انکار کرے ، کیا یہ اعلیٰ و بلند ہمت سے بہرہ مند ہے ؟

حضرت امیرالمومنین (ع) فر ماتے ہیں :

" من صغرت همّته بطلت فضیلته "[2]

جس کی ہمت کم ہو وہ اپنی فضیلت کھو دیتا ہے

----

[۱] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۴ص ۵۰۰ ، بحار الانوار:ج ۷۸ص ۱۴

[۲] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۵ ص ۲۱۰

اپنے ارادہ پر عمل ریۂ

بہت سے موارد میں ممکن ہے کہ انسان کسی مناسب وقت و فرصت کو ضائع کر دے اور پھر اس پر افسوس کرے اور پشیمان ہو ،
ایسی پشیمانیوں سے بچنے کے لئے تمام مناسب اور اچھے مکانات و سہولیات سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے ارادہ پر عمل کریں ۔

امام صادق (ع)ایک روایت میں فرماتے ہیں :

" اذا همّ احدكم بخيرٍ فلا يؤخّره " [۱]

جب بھی تم میں سے کوئی کسی اچھے کام کو انجام دینے کا ارادہ کرے تو اس میں تاخیر نہ کرو۔

اسی طرح امام صادق (ع) ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں :

" اذا همّت بخيرٍ فبادر فانّك لا تدرى ما يحدث " [۲]

جب بھی کسی اچھے کام کا ارادہ کرو تو اسے شروع کرو ، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ بعد میں کیا چیز در پیش آجا ئے ۔

مختلف حوادث کے پیش آنے سے انسان بہت سی سہولیات و امکانات کو گنوا دیتا ہے جس کے نتیجہ میں ہم نے جس کام کو انجام دینے کا ارادہ کرتے ہیں اسے انجام دینے میں کامیاب نہیں ہوتے ۔

---

[۱] ۔ بحارالانوار:ج ۷۱ص ۲۱۷ ، مجالس شیخ مفید: ۱۲۸

[۲] ۔ بحار الانوار:ج ۷۱ص ۲۲۲ ، اصول کافی:ج ۲ص ۱۴۲

قدرت در تصمیم گیری ، عامل پیروزی

وضعف در آن ، عامل شکست است

کامیابی کا عامل ارادہ کی قدرت ہے اور اس میں ضعف شکست کا باعث ہے ۔

جس طرح نیک کام کے لئے بلند حوصلہ و ہمت مقام انسان کی عظمت پر گواہ ہے ، اسی طرح ارادہ میں کمزوری انسان کی ہار کی دلیل ہے ۔ پچیس ہزار افراد کے بارے میں تحقیق ومطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ ان کے ہدف تک نہ پہنچنے اور شکست کھانے کے اکتّیس اسباب میں سے اہم سبب عامل کمزورارادہ تھا آج کے کام کو کل پر چھوڑنا اور مسائل مضبوط ارادہ کے مخالف ہیں اس پر غلبہ پانا ضروری ہے ۔

اپنے ہدف تک پہنچنے والے ہزاروں افراد کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو گا کہ وہ پختہ ارادہ کے مالک تھے اور اپنے عزم و ارادہ پر ثابت قدم رہتے تھے ۔

اپنے ہدف و مقصد تک نہ پہنچنے والے افراد ایسے ہوتے ہیں کہ جو ارادہ نہیں کر سکتے یا اپنے ارادہ کو بہت جلد بدل دیتے ہیں ۔

پس اپنی قدرت کے مطابق قوت ارادہ کو مزید مضبوط کریں کیونکہ ارادہ جس قدر پختہ ہوگا ، آپ کے لئے پیشرفت کا زمینہ فراہم کرے گا پھر آپ بلند حوصلہ و ہمت کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ سکیں گے ۔

حضرت امیر المومنین(ع) فرماتے ہیں :

" من کبرت همّته عزّ مرامه " [1]

جس کی ہمت بلند ہو وہ عزیز و محترم ہے۔

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۵ص ۲۸۸

نہ ہر درخت تحمّل کند جفای خزاں　　　　غلام ہمت سروم کہ این قدم دار

ہر درخت میں خزاں کی سختی و جفا کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ میرا ہی سرو ہے جو خزانی سختیوں کو برداشت کررہا ہے۔

پس عالی ہمت و ایسے افراد احترام کے لائق ہیں کہ جو اپنے مصمم ارادے کی بناء پر اپنے ہدف وکو پانے میں کامیاب ہوگئے ۔ لوگ ایسی شخصیات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی مدح و تعریف کرتے ہیں لوگ ایسے افراد کی رفتار و روش کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دوسروں کی نظروں میں یہ شخصیات ممتاز و بے نظیر شمار ہوتی ہیں ۔

ایسے افراد اگر اپنی ہمت و ارادے کو معنوی مسائل اور تقرب خدا کی راہ میں قرار دیں تو یہ خدا اور خاندان رسالت کے نزدیک ارزش و تقرب حاصل کریں گے کہ جو دوسروں کے لئے مورد غبطہ ہو ۔

ہمت عالی ز فلک بگ رد　　　　مرد بہ ہمت ز ملک بگ رد

اگر عالی اور بلند ہمت آسمان سے بھی آگے بڑھ جائے تو مرد اپنی ہمت کے ذریعہ ملائکہ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے ۔

قوت ارادہ کے ذریعہ اپنی طبیعت پر غالب آنا

انسان کی طبیعت ایسی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا کردار و رفتار اس کے خلق اور ذات کا حصہ بن جاتا ہے . جب اس کی عادت ہو جائے تو پھر اس سے جدا ہونا ممکن نہیں ہوتا ۔

امام صادق (ع) فرماتے ہیں :

" الخلق خلقان ، احدهما نيّة والآخرة سجيّة قيل فايّهما افضل ، قال : النيّة لانّ صاحب السجيّة مجبول على امرٍ لا يستطيع غيره وصاحب النيّة يتصبّر على الطاعة تَصَبّراً فهذا افضل "

اخلاق کی دو قسمیں ہیں :

۱۔نیت کے ذریعہ حاصل ہونے والا اخلاق ۔

۲۔ انسان کا طبیعی و ذاتی اخلاق ۔

امام صادق سے پوچھا گیا کہ ان میں سے کون سا اخلاق افضل ہے ؟ امام صادق نے فرمایا : نیت کے ذریعہ حاصل شدہ اخلاق افضل ہے . کیونکہ جس کا اخلاق اس کی طبیعت سے اخذ ہو ، تو اس کی خلقت ایسی ہے کہ جو اس کے علاوہ کسی اور کام کے انجام دینے پر قادر نہیں ہوتا . لیکن جو اپنے ارادہ سے پسندیدہ اخلاق کا مالک بنے وہ صابرانہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا ہے . پس یہ شخص افضل ہے ۔

عظیم لوگ اپنے قوۃ ارادہ کے ذریعہ اخلاق حسنہ کو اپنی طبیعت کا حصہ بنالیتے ہیں اور اپنی مضبوط نیت و پختہ ارادے کے ذریعہ اخلاق رذیلہ اور ناپسندیدہ عادات کو اپنے سے دور کرتے ہیں ۔ ذو القرنین نے دنیا کے مشرق و مغرب کو طے کیا . مختلف اقوام عالم کو نزدیک سے دیکھا اور ان کے رفتار و کردار کا مشاہدہ کیا انہوںنے تمام لوگوں میں سے چند ایسے لوگوں کو بھی دیکھا کہ جن کی آسان زندگی ان کے لئے حیرت کا سبب تھی . وہ اعلیٰ ترین اور خوبصورت زندگی گزار رہے تھے . ان میں قتل و خونریزی اور خیانت کے آثار دکھائی نہیں دیتے تھے . صاحب ثروت ، نچلے طبقے کو پریشان نہیں دیتے تھے ۔

لہٰذا ذو القرنین بہت حیران ہوئے اور ان سے بہت سے سوالات پوچھے اور ان سے قانع کنندہ جوابات لیئے . انہوں نے ان سے پوچھا:" فما لكم لا تسبّون ولا تقتلون ؟ قالو: من قبل انّا غلبنا طبائعنا با لعزم و سنّنا انفسنا بالحلم "

ذو لقرنین نے ان سے پوچھا : تمہارے معاشرے میں فحش و دشنام اور قتل و غارت کیوں اور کس وجہ سے نہیں ہے ؟ انہوں نے جواب دیا : کیونکہ ہم ہم ارادے کے ذریعہ اپنی طبیعت پر غالب آچکے ہیں اور ہم نے قوی ارادہ سے بری عادات کو اپنے سے نکال دیا ہے اور بردباری و حلم کو اپنی نفسانی روش قرار دیا ہے ۔

اس بناء پر اگر انسان طبیعتاً ظالم و جنایت کار ، جھوٹا یا ریا کار ، سست و کاہل ہو یا اس میں کوئی اور بری صفت ہو تو وہ مضبوط عزم اور پختہ ارادہ سے انہیں بر طرف کر سکتا ہے اور اپنے کو صفات حسنہ سے مزین کرسکتا ہے ۔

همت مردان بر آرد از نهاد کوه گرد		کوه نتوان شدن سدّ ره مقصود مرد

یعنی ایک بلند و بالا پہاڑ انسان کی منزل و مقصود میں رکاوٹ نہیں بن سکتا کیونکہ مرد کی ہمت اس پہاڑ کو بھی خاک کے ذرات میں تبدیل کر دیتی ہے ۔

پس اگر آپ خود میں کسی پہاڑ کے برابربری صفات و عادات کو دیکھیں تو آپ قوت ارادہ اور مردانہ ہمت کے ذریعہ انہیں نابود کر سکتے ہیں . بلکہ آپ انہیں اچھی صفات میں تبدیل کر نے کی بھی قدرت رکھتے ہیں ۔

ملا صالح مازندرانی، ایک پختہ ارادہ کے مالک سخص

صالح مازندرانی ایسے صاحب تصمیم و پختہ ارادہ کے مالک تھے کہ جنھوں نے بہت کم وسائل کے باوجود اپنے مقصدوکو پالیا . وہ علامہ مجلسی اول کےداماد اور امور شیعہ علماء میں سے تھے . یہ ہر اس شخص کے لئے نمونہ ہیں کہ جو اعلی مقاصد و اہداف رکھتے ہیں ۔

وہ کہتے ہیں کہ میں دینی علوم حاصل کرنے والوں کے لئے حجت ہوں . کیونکہ مجھ سے بڑھ کر کوئی فقیر نہیں تھا اور میرا حافظہ سب سے ضعیف و بد تر تھا . کبھی میں اپنے گھر تو کبھی اپنے فرزند کا نام بھول جاتا میری عمر کے تیس سال گزر چکے تھے کہ میں نے (الف ، ب) سیکھنی شروع کی اور اتنی سعی و کوشش کی کہ خدا نے فضل کیا ۔

وہ فقر ، کند ذہن اور ضعیف حافظہ کے باوجود پختہ ارادہ رکھتے تھے . جس کی بدولت انھوں نے باارزش کتب کی تالیف کا مصمم ارادہ کیا اور کامیاب ہوئے ، وہ کتب آج بھی شیعہ علماء کے لئے مورد استفادہ ہیں ۔

ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اس قدر کم حافظہ رکھتے تھے کہ اپنے استاد کے گھر کو بھول جاتے اور اتنے فقیر و غریب تھے اور اتنا بوسیدہ لباس پہنتے کہ شرم کے مارے مجلس درس میں وارد نہ ہوتے وہ محل درس سے باہر بیٹھتے اور ہڈیوں اور چنار کے درخت کے پتوں پر درس لکھتے . ایک بار کوئی مسئلہ مورد اشکال قرار پایا اور وہ چندروز تک جاری رہا . مرحوم مجلسی کے ایک شاگرد نے دیکھا کہ ملا صالح مازندرانی نے اس اشکال کا جواب چنار کے پتوں پر لکھا ہے ، اس نے درس میں علامہ مجلسی کا جواب دیا ۔

علا ء مجلسی سمجھ گئے کہ یہ اس کا جواب نہیں ہے ۔ لہٰذا انہوں نے اس سے پوچھا کہ یہ کس کا جواب ہے اور اس بارے میں اصرار کیا تو اس شاگرد نے بتا یا کہ یہ اس کا جواب ہے کہ جو مجلس درس کے باہر بیٹھا ہوا ہے ۔ علا ء مجلسی نے دیکھا تو ملا محمد صالح دروازے کے باہر بیٹھے ہوئے تھے ، علا ء نے ملاّ محمد صالح کو لباس دیا اور درس میں حاضر ہونے کو کہا وہ علا مہ مجلسی کے اتنے مورد تو جہ قرار پائے کہ وہ انہیں اپنے گھر لے گئے اور ان سے اپنی بیٹی کی شادی کی ! اور انہیں کو گھر کا کتب خانہ دیا ۔

به هر کاری که همت بسته گردد اگر کاری بود ، گل دسته گردد

یعنی جو کام بھی ہمت سے وابستہ ہو اور آپ اسے ہمت سے انجام دیں تو اگر وہ کام کانٹوں کی صورت میں بھی ہو تو وہ گل دستے میں تبدیل ہو جائے گا ۔

اپنے ارادہ اور نیت کو تقویت دینا

علا ہ صالح مازندرا نی نے بہت سی مشکلات کے با وجود پختہ ارادہ کے ذریعہ علمی مراحل طے کرکے بلند مقام حاصل کیا۔ اگر آپ چاہیں تو خدا آپ کو بھی یہ مقام عنایت فرمائے گا ۔ لیکن اس کے لئے اپنی نیت وارا دے میں کوتاہی نہ برتیں ۔ حضرت امیر المو منین اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں :" فانّ اللّٰہ یعطی العبد بقدر نیّتہ "[1]

بے شک خدا ہر بندے کو اس کی نیت کے برابر عطا کرتا ہے ۔جس قدر انسان کی نیت کی اہمیت ہو ، خدا بھی اسی لحاظ سے اسے عطا کرتا ہے ۔ آپ کی نیت جس قدر بہتر اور خالص ہو گی ، اسی لحاظ سے اجر و ثواب بھی زیادہ ہو گا ۔ اس بناء پر اپنی نیت کو خالص کریں نہ کہ صرف اپنے اعمال کو زینت دیں ۔

خدا کے بزرگ بندے اپنے اہداف تک پہنچنے کے لئے خدا کی توفیقات و عنایات کا دامن پکڑتے ہیں ۔ ایک روایت میں امام صادق اس راز سے پردہ اٹھا تے ہوئے فرما تے ہیں :

" انّما قدّر اللّٰہ عون العباد علیٰ قدر نیّاتھم ، فمن صحّت نیّتہ تمّ عون اللّٰہ لہ ومن قصرت نیّتہ ، قصرعنہ العون بقدر الّذی قصر "[2]خداوند تعالی لوگوں کی نیت کے مطابق ان کی مدد کو مقدرکرتا ہے ۔ جو صحیح و کامل نیت رکھتا ہو تو خدابھی کامل طور پر اس کی مددکرتا ہے اور جس کی نیت کم ہو اسی

---

[1] ۔ بحا ر الانوار:ج ۳۳ص ۵۸۸

[2] ۔ بحار الانوار:ج ۷۰ص ۲۱۱

لحاظ سے اس کی مدد میں بھی کمی آتی ہے۔

امام صادق (ع) اپنے اس قول میں کامیاب لوگوں کی کامیابی اور ناکام لوگوں کی ناکامی کے راز کو بیان فرماتے ہیں : کیونکہ لوگوں کو خدا کی مدد ان کی نیت کے لحاظ سے پہنچتی ہے ۔

نیت و ارادہ اس قدر کارساز اور پر قدرت ہے کہ اگر اپنے ارادہ کو تقویت دیں تو آپ کے جسم کا ضعف دور ہو جائے گا اور آپ جسمانی لحاظ سے بھی ہر مشکل کام انجام دینے کو تیار ہوں گے . کیونکہ نیت میں پختگی آپ کے بدنی ضعف کو دور کرتی ہے . حضرت امام صادق(ع) فرماتے ہیں :

" ما ضعف بدن عمّا قويت عليه النيّة "[1]

نیت کے ذریعہ سے قوی ہونے والے بدن کو کوئی ضعف لاحق نہیں ہو سکتا۔

بہت سے ورزش کار اور کھلاڑی جسمی تمرینات سے زیادہ روح کو تقویت دینے سے استفادہ کرتے ہیں . کیونکہ نیت سے فکر اور ارادہ کو تقویت دینا، صرف بدن کو طاقت ور بنانے سے بہتر ہے . بہت سے افراد معتقد ہیں کہ جوانی و بڑھاپا اور قوت و ضعف کا سر چشمہ ایک غیر جسمی منشاء ہے اگر چہ اس موضوع کو تمام قبول نہیں کرتے . لیکن اس فرض کی بناء پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ فکر و اندیشہ انسان کی صحت و مرض ،اور بیماری قدرت و ضعف حتی کہ حیات وموت میں بھی مؤثر ہے ۔

---

[1] ۔ امالی صدوق: ۱۹۸ ، بحار الانوار:ج ۷ ص ۲۰۵

ارادہ کو تقویت دینے کے طریقے

۱ ۔ ذوق و سوق آپ کے ارادہ کو تقویت دیتا ہے

شیطان ہمیشہ انسان کو گمراہی کے راستے دکھاتا ہے اور ہمیشہ اور وسوسہ کی طرف متحرک کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ انسان کو راہ راست سے بھٹکا دے اور ابدی نقصان میں مبتلا کردے . گمراہی کے راستوں میں سے ایک شہوت کا فراوان شوق ہے خدا وند متعال فرماتا ہے :

" و یرید الّذین یتّبعون الشّھوات ان تمیلوا میلاً عظیماً "[1]

شہوات کی پیرو ی کرنے والے چاہتے ہیں کہ تمہیں بالکل ہی راہ حق سے دور کردیں ۔

ان میں شہوت کو پورا کرنے کا شوق اور نفس امارہ اور شیطان کی طرف تحرک کا اشتیاق ایجاد ہوجاتا ہے ۔ جنہیں انجام دینے سے وہ بدترین و زشت ترین گناہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں ۔

جس طرح شہوت کو پورا کرنے کا اشتیاق انسان کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اسی طرح اپنے عالی اہداف تک پہنچنے کا ذوق و شوق انسان کو اعلیٰ علمی و معنوی مراتب پر فائز کرتا ہے ۔

----

[۱] ۔ سورہ نساء آیت: ۲۷

پس اگر آپ اعلیٰ اہداف کے حصول کی طرف مائل ہیں اور آپ آ سانی سے انہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنے میں شدید ذوق و شوق ایجاد کریں پھر سختیاں آسانی ، دشواریاں سہل اور ہدف سے دوری نزدیکی میں تبدیل ہو جائے گی . ذوق و شوق سے ہر قسم کے مانع و دشواری کو بر طرف کر سکتے ہیں پھر آپ کا ارادہ ہدف تک پہنچنے کے لئے قوی ہو جائے گا . کسی موضوع کے بارے میں ذوق و شوق ، بہت سے دیگر مسائل کو بھی بر طرف کر دیتا ہے . لہٰذا آپ شوق کی بنیاد پر مختلف و پراکندہ مسائل سے نجات پا کر عظیم ہدف تک پہنچنے کے لئے فعالیت کریں . بہترین ہدف کا انتخاب کریں اور اس کے حصول کے لئے اپنے میں ذوق و شوق ایجاد کریں ۔

امام صادق(ع) سے منسوب ایک روایت میں ذکر ہواہے :

" مثل المشتاق مثل الغريق ، ليس له همّة الاّ خلاصه وقد نسى كلّ شيئٍ دونه "[1]

مشتاق شخص کی مثال کسی ڈوبنے والے شخص کی مانند ہے کہ جو اپنی نجات کے علاوہ کچھ اور نہیں سوچتا اور اس کے علاوہ ہر چیز کو فراموش کر دیتا ہے ۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۷۰ ص۲۴

۲ ۔ امید و آرزو سے ہمت میں اضافہ ہوتا ہے

انسان کی جتنی زیادہ امید ہو ، اتنی ہی ہمت بیشتر ہو جاتی ہے جس انسان میں امید ہو ، اس میں شوق بھی بڑھ جاتا ہے . لہٰذا جو نوجوان اپنے روشن مستقبل کی امید رکھتے ہیں ، ان کی آرزو معنویت اور روحانیت سے سرشار ہے انہیں بہتر مستقبل و مقام کی آرزو ہوتی ہے لہٰذا وہ زیادہ محنت اور کوشش کرتے ہیں ۔ لیکن جن لوگوں کو نہ کوئی شوق ہو اور نہ امید وہ اپنے مستقبل کے بارے میں مایوس و ناامید ہوتے ہیں . اسی مایوسی کے عالم میں وہ اچھے مستقبل کی تلاش و کوشش کو چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ہر روشن فکر انسان کا اولین وظیفہ جستجو اور کوشش کرنا ہے اور ہر شیعہ اس امر سے آگاہ ہے مایوس و ناامید غم واندوہ کے عالم میں صرف شب و روز گزار رہا ہوتا ہے ، اس کے غموں میں مزید اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ۔ لیکن وہ ان سے نجات کی نہ تو کوشش کرتا ہے اور نہ ہی مایوسی کے عالم میں اسے امید کی کوئی کرن دکھائی دیتی ہے . وہ نہ تو اپنی مشکلات کی گرہوں کو کھول سکتے ہیں اور نہ دوسروں کی ۔

جی ہاں ، یہ ان افراد کی زندگی کا نتیجہ ہے کہ جو خدا کی رحمت سے نا امید اور اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کی حیات بخش عنایات سے مایوس ہو جاتے ہیں ۔

۳ ۔ خدا سے پختہ ارادہ و بلند ہمت کی دعا ریۃ :

خاندان وحی و رسالت علیہم السلام سے منقول دعائیں اور مناجات و توسلات انسان کی تربیت کی بہترین روش اور زندگی کا بہترین شیوہ ہیں . عظیم اہداف ، بلند حوصلہ و ہمت اور پختہ و راسخ ترین ارادہ اہل بیت علیہم السلام کے انسان ساز مکتب سے سیکھیں ۔

ان مقدس ہستیوں نے ہمیں نہ صرف اپنے اقوال و فرامین بلکہ دعاؤں اور مناجات میں بھی زندگی کا بہترین درس سکھایا ۔ امام سجاد(ع) اپنی مناجات میں خدا کی درگاہ میں عرض کرتے ہیں :

" اسألک من الھمم اعلا ھا .... "[1]

پروردگار میں تجھ سے عالی ترین ہمت کا طالب ہوں ۔

امام سجاد (ع) اپنی مناجات کے اس جملہ سے اپنے تمام پیرو کاروں کے دلوں میں امید کی شمع روشن فرماتے ہیں اور بے ہمت انسانوں کو دعا و درخواست کے ذریعہ بلند ہمت کی امید دلا تے ہیں ۔

یہ گفتار تمام لوگوں کو بیدار کرتی ہے سب یہ جان لیں کہ عالی ہمت افراد کے کسی خاص گروہ سے مختص نہیں ہے بلکہ مکتب تشیع کے تمام پیروکار خدا وند متعال سے بلند ہمت کی دعا کریں اور اس کے حصول کی کوشش کریں ۔

---

[۱] ۔ بحار الانوار:ج ۹۴ص ۱۵۵

نتیجۂ بحث

پختہ ارادہ اور بلند ہمت خدا کی عظیم نعمتوں میں سے ہے ان کے ذریعہ آپ معنویت کے آسمان کی اوج پر پرواز کر سکتے ہیں خود میں یہ قدرت ایجاد کرو اور ضعف ، کاہلی و سستی سے پر ہیزرکو ۔تاکہ آپ کی شرافت و عظمت میں اضافہ ہو ۔ قوۃارادہ کا کمزور ہونا آپ کے توقف و ٹھہراؤ کا باعث ہے ، قوہ ارادۃ کو تقویت دینے سے آپ کامیابی کے نزدیک ہو سکتے ہیں . امام صادق کے فرمان کی رو سے آپ مُصمم ارادہ کے ذریعہ اپنےراہ ۔ پائی جانے والی بری عاداتاور ۔ ناپسند ید ہ اخلاق کو ختم کر کے اچھے اور پسندیدہ اخلاق و عادات کو حاصل کر سکتے ہیں ہدف تک نہ پہنچنے میں ناکامی سے آپ کا ارادہ کمزور نہیں ہونا چاہئے بلکہ ناکامی سے عبرت کا درس لیں اور اپنی قوہ ارادہ کو مزید مضبوط بنائیں ۔

پختہ ارادے اور مردانہ ہمت سے آپ نہ صرف اعلیٰ انسانی مقامات حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ملائکہ کے در جات بھی حا صل کر سکتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر وہ مقام و مرتبہ بھی حاصل کر سکتے ہیں کہ جب ملائکہ آپ کی خدمت کر کے فخر و مباہات محسو س کریں پس فرصت سے استفادہ کریں اور پختہ ارادے کے ذریعہ اپنی خلقت کے ہدف و مقصد کو حا صل کرنے کی کوشش کریں ۔

به زندگانی اگر عزم آہنین داری   به زیر پا شودت کوہ چون زمین ہموار

اگر آپ زندگی میں پختہ عز م و ارادہ رکھتے ہوں توآپ کے پاؤں تلے پہاڑ بھی ہموار زمین کی مانند ہو جائے گا ۔

پانچواں باب

نظم و ضبط

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

" اوصیکما و جمیع ولدی و اھلی و من بلغه کتابی بتقوی اللّٰه ونظم امرکم "

تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقوی الٰہی اختیار کرو اور اپنے امور میں نظم و ضبط کی رعایت کرو ۔

نظم وضبط کی اہمیت

نظم و ضبط آشفتگی کو ختم کرتا ہے

نو جوانوں کی صحیح نظم و ضبط میں مدد کریں

نظم و ضبط : وقت سے استفادہ کرنے کا بہترین طریقہ

مرحوم شیخ انصاری کا منظم پروگرام

نتیجہ

نظم وضبط کی اہمیت

نظم و ضبط اہداف تک پہنچنے کے لئے ایک بہترین وسیلہ ہے اپنے اہداف تک پہنچنے کے لئے آپ منظم پروگرام تشکیل دے کر اپنی زندگی کے لمحات کو خوشگوار اور پر ثمر بنا سکتے ہیں۔ کوشش اور مصمم ارادے سے ایک صحیح اور منظمپروگرام تشکیل دے کر اس پر عمل کریں ، صحیحمنشور پر عمل انسان کو منظم ، متعہد اور انجام دیئے جانے والی چیز کا معتقد بناتا ہے کوشش کریں کہ زندگی کا ہر کام آپ کے منظم پروگرام کے مطابق ہوتا کہ اپنی زندگی کے لمحات سے بہتر طور پر استفادہ کر سکیں اور زندگی میں سرخرو ہوں۔ یہ وہ راستہ ہے کہ تاریخ کے عظیم ترین افراد نے جس کی پیروی کی اور اس کے پابند رہے آپ بھی ان کے راستے کو منتخب کریں اور کسی بھی لمحے خدا پسند ، منظم اور صحیح آئین کی تشکیل اور اس پر عمل پیرا ہونے میں غفلت نہ کریں جس حد تک ممکن ہو ، کوشش کریں کہ آپ کا آئین و منشور اور پروگرام خاندان وحی و عصمت علیہم السلام کے حیات بخش مکتب کی ترویج کا باعث ہو اس صورت میں آپ اپنے سر پر ان ہستیوں کا کریمانہ شفیقانہ ہاتھ محسوس کریں گے ۔

حضرت امیر المومنین (ع) نے اپنے زندگی کے آخری لمحات میں اپنے تمام فرزندوں ، اہل خانہ اور ہر اس شخص کو یہ وصیت فرمائی ، کہ جو ان کی اس وصیت سے مطلع ہو جائے ، انہوں نے فرمایا کہ کاموں میں نظم و ضبط کی رعایت کریں اور منظم پروگرام بنا کر اپنی زندگی کو کامیاب بنائیں ۔" قال امیر المو منین : عند وفاته للحسن و الحسین علیهما السلام ، اوصیکما و جمیع ولدی و اهلی و من بلغه کتابی بتقوی اللّٰه ونظم امرکم " [1]

حضرت امیر المومنین نے اپنی وفات کے وقت امام حسن اور حسین سے فرمایا کہ : آپ ، میرے تمام فرزندوں اور اہل و عیال اور ہر اس شخص کو کہ جس تک میرا یہ فرمان پہنچے یہ وصیت کرتا ہوں کہ تقوی الٰہی اختیار کرو اور اپنے امور میں نظم و ضبط رکھو ۔یہ کائنات کے پہلے امام امیر المو منین علی کا پیغام ہے کہ جس سے نظم و ضبط کی اہمیت کا اندازہ لگا یا جا سکتا ہے ۔

----

[1] ۔ نہج البلاغہ ، مکتوب ۴۷ ، بحار الانوار:ج ۷۵ص ۲۴

نظم و ضبط آشفتگی کو ختم کرتا ہے

جب آپ اپنی زندگی کے امور اور کاموں میں نظم و ضبط رکھتے ہوں اور پختہ ارادے سے اس پر عمل کریں تو آپ بہت سے باطنی تضاد اور بے حاصل سوچ و فکر سے نجات پاجائیں گے ۔

نظم و ضبط عدم تضاد اور افراد کی آراء و افکار میں اختلاف کی بہترین دلیل ہے ۔ حکومتوں یا اداروں کے منشور میں اختلاف حکومتی یا اداری نظام میں نظم و ضبط کے نہ ہونے کی واضح دلیل ہے جہاں بڑے یا چھوٹے اجتماع میں اختلاف ہو وہاں نظم وضبط نہیں ہوتا . ہر جگہ نظم ہونا چاہئے کیونکہ یہ اس جگہ پر قدرت تدبیر کے موجود ہونے کا پتہ دیتا ہے . کائنات کے نظام میں موجود نظم ، اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات کا نظام ایک منظم تدبیر کے تحت چل رہا ہے ۔ اگر آپ نظام کائنات میں دقت کریں تو معلوم ہوگا کہ جس طرح کائنات کے چھوٹے چھوٹے ذرات میں نظم ہے ۔اسی طرح کہکشانوں میں نظم ہے انیسویں صدی کے وسط میں انسان کو ذرات کے بارے میں تحقیقات سے یہ معلومات حاصل ہوئی کہ ذرات کے اندر بھی ایک نظم و قانون کارفرما ہے کہ جس میں تعطل نہیں ہوتا ، ایٹم میں موجود الیکٹرون ہر سکینڈ میں تین کاٹریلیون مرتبہ ایٹم کے گرد گردش کرتا ہے کہ کوئی چیز بھی اس گردش کو نہیں روک سکتی ۔

لوہے کے ایک ذرّے میں موجود الیکٹرون بھی ہر سکینڈ میں تین کاٹریلیون مرتبہ اپنے مرکز کے گرد گردش کرتا ہے ۔

جب لوہے کو اس قدر حرارت دیں کہ وہ گیس میں تبدیل ہو جائے تو پھر بھی الیکٹرون تین کاٹریلیون(۳۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) مرتبہ ایٹم کے گرد گردش کرے گا ۔

فقط ایک صورت میں ممکن ہے کہ اس دائمی حرکت کو مختل کیا جا سکتا ہے کہ جب ایٹم کو توڑ دیا جائے اس صورت میں الیکٹرون اپنے مرکز سے دور ہو جائے گا ۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ حرکت نہیں کرے گا . بلکہ اس صورت میں وہ ایک جدید مرکز و مدار کے گرد گردش شروع کرے گا ۔

جس قانون و نظام کے تحت الیکٹرون ، ایٹم کے گرد اتنی تیزی سے حرکت رکھتا ہے اسی طرح زمین ، سورج کے گرد اور سورج تمام ستاروں کے گرد اور یہ سب کہکشاں اور کہکشاں کسی دیگر چیز کے گرد گردش کرتے ہیں کہ جس سے ہم آگاہ نہیں ہیں . لیکن اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں کہ وہ بھی گردش کرتے ہیں ۔

کائنات کا یہ عجیب نظم اس بات کی دلیل ہے کہ امر خلقت میں کسی قسم کی آشفتگی نہیں ہے . کیونکہ اگر اس میں تضاد و آشفتگی ہوتی تو کائنات کا نظم درہم برہم ہو جاتا ہے ۔

امام صادق (ع) مفضل سے فرماتے ہیں :

" والتضاد لا یأتی بالنّظام "[1]

تضاد سے نظم وجود میں نہیں آتا ۔

----

[1] ۔ بحارالانوار:ج ۳ ص ۲۳

جس طرح خلقت کائنات میں نظم اس بات کی دلیل ہے کہ کائنات کی تدبیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ اسی طرح چھوٹے ، بڑے اجتماعات میں نظم ، ان میں عدم اختلاف کی دلیل ہے . پس نہ صرف خلقت کے مسئلہ میں بلکہ جس مورد میں بھی نظم کی ضرورت ہو وہاں کسی صاحب تدبیر شخص کی بھی ضرورت ہو تی ہے ، پس تضاد و اختلاف اس امر کی دلیل ہے کہ وہاں کوئی تدبّر کے ذریعہ نظم قائم کرنے والا نہیں ہے ۔

اس بناء پر اختلاف و تضاد کو رفع کر نے کے لئے عملی پروگراموں میں نظم بر قرار رکھیں اور فردی واجتماعی زندگی سے اختلافات کاقلع قمع کریں ۔

صرف اجتماعی و خانوادگی پروگراموں میں ہی نظم و ضبط افکار میں عدم تضاد کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ شخصی پروگراموں میں بھی نظم وضبط کے وجود پر دلالت کرتا ہے کہ انسان کی زندگی میں تضاد و آشفتگی نہیں ہے اور یہ ایک منظم آئین کی پیروی کر رہا ہے ۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ انسان کی زندگی تضاد سے بھری پڑی ہے ۔ مختلف نفسانی افکار خواہشات اور عقلی دستورات انسان میں تضاد ایجاد کر تے ہیں بہت سے موارد میں افکار میں آشفتگی اور مشوش ہونا انہی تضاد کی وجہ سے ہے ایسے تضاد کبھی باعث بنتے ہیں کہ انسان کام کو چھوڑ دے اور اپنی زندگی حوادث کے سپرد کر دے ۔

نظم ورزنا ، ایسے تضاد و انتشار بات کو ختم کرتا ہے اور افکار و تخیلات کی تشویش کو ایک صحیح منشور کی راہ دکھاتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ مضطرب فکر کو ایک صحیح آئین و منشور کا سایہ فراہم ہو جاتا ہے ۔

نو جوانوں کی صحیح نظم و ضبط میں مدد کریں

مختلف تخیلات و افکار کی وجہ سے عموماً نو جوان امور میں نظم وضبط اور پروگرام تشکیل دینے کی مکمل قدرت نہیں رکھتے ان کے سر پرست روزانہ کے پروگرام کو منظم کرنے میں ان کی مدد کریں تاکہ عمر کے لحاظ سے رشد پانے کے ساتھ ساتھ انہیں امور میں نظم و ضبط بر قرار کرنے کی قدرت بھی حاصل ہو جائے ۔

جب جوانوں میں پینتیس سال کی عمر میں اندرونی تضاد اور جنسی و شہوانی خواہشات میں کمی آجاتی ہے تو ان کے لئے اس دور میں منظم پروگرام اور نظم کی پیروی کرنا آسان ہو جاتا ہے ۔

امام رضا علیہ السلام کا فرمان انسان کے نفسانی امور پر اس کے جسمانی حالات کی کیفیت و تاثیر کی تشریح کرتا ہے ۔

" قال مو لانا الرضا صلٰوات اللّٰہ علیہ فی الرسالۃ الذھبیّۃ ... ثمّ یدخل فی الحالۃ الثالثۃ الیٰ ان تتکامل مدّۃ العمر ستین سنۃ فیکون فی سلطان المرّ ۃ السّوداء وھی سنّ الحکمۃ والموعظۃ وا لمعرفۃ والدرایۃ و انتظام الامور وصحّۃ النظر فی العواقب و صدق الرّأ یی "[1]

پھر انسان اپنی تیسری حالت یعنی پینتیس سال سے ساٹھ سال کی عمر تک ، میں سوداء انسان پر مسلط ہوتا ہے اور یہ حکمت و مو عظہ ، معرفت و درایت کا دور ہوتا ہے ۔ اسی طرح یہ امور میں نظم وضبط اور انسان کی صحیح دور اندیشوں اور درست رائے کا وقت ہوتا ہے ۔

----

[۱] ۔ بحار الانوار :ج۶۲ ص ۳۱۷

اس بناء پر انسان اپنی زندگی کے تیسرے مرحلہ میں داخل ہونے سے پہلے صحیح پروگرام اور نظم و ضبط کا زیادہ نیاز مند ہوتا ہے تا کہ اس دوران نفسانی تحرکات سے واقع ہونے والے انحرافی مسائل سے محفوظ رہا جا سکے اور جوان و نوجوان کی حیاتی مسائل کی طرف ہدایت و راہنمائی ہو ۔

حضرت امام رضا (ع) زندگی کے تیسرے حصے یعنی ساٹھ سال کی عمر تک کو انتظام امور کا دور قرار دیتے ہیں اور اس دور کو معارف و حکمت کے حصول کا زمان سمجھتے ہیں امام کے فرمان کی رو سے اس وقت انسان کو اس طرح سے پیش آنا چاہیئے کہ اپنے آئندہ کے کاموں کو صحیح طور پر پرکھ سکے اور اس کی رائے و عقیدہ بھی درست ہو ۔

نظم و ضبط

وقت سے استفادہ ر   کا بہتریہ طریقہ

زندگی کے لمحات اور وقت کو ضائع نہ کرنے کے لئے ایک منظم پروگرام تر تیب دیں اور اس کے م ابق عمل کرنے کا تعہد کریں

اگر آپ کے اصل اعمال صحیح ہو اور

صحیح و مرتب پروگرام کے م ابق عمل کریں تو آپ کی زندگی ا بر کت و خوشگوار ہو گی ۔

حضرت امیر المومنین (ع) ر ماتے ہیں :

" برکۃ العمر فی حسن العمل "[1]

زندگی کی برکت ، عمل کی اچھائی میں ہے ۔

عمل کی اچھائی رف اصل عمل کے نیک ہو نے پر ہی نہیں ، بل ، اس کی روش کے نیک ہونے پر بھی دلالت کر تی ہے ۔اسی وجہ سے ہمارے بزرگان ایک منظم ومرتب پروگرام کے پابند تھے ۔ لہ ا وہ پربرثمو ، ا ارزش زندگی سے بہرہ مند ہوئے ۔مثال کے طور پر م دنیائے تشیع کی م روف شخصیت مرحوم شیخ انصاری کی زندگی کے پ ، حصے کو بیان کر تے ہیں :

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم:ج ۳ ص ۲ ٦ ۲

مرحوم شیخ انصاری کا منظم پروگرام

مرحوم شیخ کی سیرت میں سے یہ تھا کہ ان کی ماں ایک عبادت گزار خاتون تھیں جنھوں نے مرتے دم تک نماز شب ترک نہیں کی ، مرحوم شیخ اپنی ماں کے لئے تہجد کے لوازم و سائل خود انجام دیتے تھے حتی کہ ضرورت کے وقت ان کے لئے وضو کا پانی بھی گرم کرتے ، کیونکہ ان کی والدہ اپنی عمر کے آخری ایام میں نابینا ہو گئیں تھیں ، لہٰذا شیخ انصاری انہیں مصلّا پر کھڑا کرنے کے بعد خود نوافل شب میں مشغول ہوجاتے ۔

مرحوم شیخ کی ایک یہ عادت تھی کہ وہ تدریس سے واپس آنے کے بعد سب سے پہلے اپنی ماں کے پاس جاتے اور ان کا دل جیتنے کے لئے ان سے گفتگو کرتے اور لوگوں کی طرز زندگی اور حکایات کے بارے میں پوچھتے ،مزاح کرتے اور اپنی والدہ کو ہنساتے اور پھر عبادت ومطالعہ کے کمرے میں چلے جاتے ایک دن شیخ نے اپنی ماں سے کہا : آپ کو یاد ہے کہ جب میں مقدمات میں مشغول تھا اور آپ مجھے گھر کے کاموں کے لئے بھیجتی تھیں اور میں درس و مباحثہ کے بعد انہیں انجام دیتا تھا آپ ناراض ہو کر کہتی تھیں کہ میرا فرزند نہیں ہے اور اب تمہارا بھی فرزند نہیں ہے ؟ ماں نے مزاح میں کہا ہاں ! اب بھی کیونکہ تم اس وقت گھر کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے تھے اور اب تم اس اعلیٰ مقام پر فائز ہو لیکن تم وجوہات شرعیہ میں صرف جوئی اور احتیاط سے مجھے تنگ قرار دیتے ہو ۔

ایک روز ان کی ماں نے شیخ پر اعتراض کیا اور کہا ! اطراف کے شیعہ تمہارے پاس اتنی زیادہ مقدار میں وجوہات شرعیہ لاتے ہیں تم اپنے بھائی منصور سے یہ رعایت کیوں نہیں کرتے اور اسے لازم مخارج کیوں نہیں دیتے ۔

مرحوم شیخ نے فوراً اس کمرے کی چابی ماں کو دی کہ جس میں وجوہات شرعیہ رکھی تھی ، اور کہا آپ جتنا مناسب سمجھتی ہیں اپنے فرزند کو دے دیں ، لیکن روز قیامت آپ خود اس کا جواب دیں ۔

کیونکہ وہ ایک صالحہ و عابدہ خاتون تھی ، انہوں نے یہ کام نہیں کیا اور کہا کہ میں کبھی بھی اپنے بیٹے کی چند دن کی فلاح کے لئے قیامت میں اپنے کو گرفتار و مبتلا نہیں کروانا چاہتی ۔

شیخ کی والدہ 1279 قمری کو نجف اشرف میں اس دنیا سے کوچ کر گئیں ۔ ان کی موت نے شیخ کی زندگی پر بہت گہرا صدمہ واثر چھوڑا ، یہاں تک کہ ان کے بعض اصحاب نے اعتراض کیا شیخ نے ان کے جواب میں فرمایا : میں اپنی ماں کی موت پر نہیں رو رہا ، بلکہ اس لئے رو رہا ہوں کہ ان کی وجہ سے مجھ پر سے بہت سی بلائیں اور مصیبتیں رفع ہو جاتی تھی ۔ خدا ان کے وجود کی وجہ سے مجھ پر رحم کرتا تھا ۔

مرحوم شیخ انصاری اپنے منشور اور آئین میں اس حد تک احتیاط کرتے کہ ان کے استاد مرحوم صاحب جواہر انہیں کثرت احتیاط سے منع فرماتے ۔

صاحب جواہر نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حکم دیا کہ ایک ایسی مجلس کا اہتمام و انعقاد کیا جائے کہ جس میں نجف اشرف کے تمام جید علما شرکت کریں مجلس منعقد کی گئی لیکن ان میں شیخ انصاری موجود نہیں تھے ۔

صاحب جواہر نے فرمایا کہ شیخ انصاری کو بھی حاضر کریں تلاش کرنے کے بعد دیکھا گیا کہ شیخ انصاری حرم میں یا صحن مبارک میں روبہ قبلہ کھڑے ہو کر صاحب جواہر کی شفا یابی کے لئے دعا گو تھے شیخ کی دعا کے بعد انہیں مجلس میں لے جایا گیا ۔ صاحب جواہر نے شیخ کو اپنی بالین پر بیٹھایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھا اور کہا : " الآن طاب لیی الموت " اب موت میرے لئے گوارا ہو گئی ہے اور حاضرین سے کہا کہ : " هذا مرجعكم من بعدی " یہ میرے بعد تمہارے مرجع ہیں ۔ اور شیخ سے فرمایا: " قلل من احتياطك ، فان الشريعة سهلة " یعنی اپنی احتیاط کو کم کرو . کیونکہ اسلام آسان دین ہے ۔

صاحب جواہر کا یہ عمل اس لئے تھا کہ شیخ کی شہرت اور زیادہ ہو جائے ورنہ مقام مرجعیت کے لئے یہ لازم نہیں کہ پہلے والا مرجع کسی کو تعیین کرے . حالانکہ صاحب جواہر نے انہیں کمتر احتیاط کرنے کی سفارش کی مگر مرحوم شیخ اپنی احتیاطات پر عمل کرتے . چالیس میلین شیعوں کی طرف سے آنے والی وجوہات شرعیہ کے باوجود فقیرانہ زندگی گزارتے حتی کہ اگر انہیں کوئی تحفہ یا ہدیہ کے عنوان سے کوئی مال دیتے تو وہ اس مال کو طلاب و ضرورت مندان میں تقسیم کر دیتے ۔ ان میں سے بیت المال مشہد کے راستے ترکمانیوں کے ہاتھوں اسیر ہونے والے زواروں کی رہائی کے لئے بھیجتے ۔

مرحوم شیخ نے اپنے عبادی پروگرام کو سن بلوغ سے آخر عمر تک برقرار رکھا نماز اور نوافل شب وروز ، ادعیہ اور تعقیبات کے علاوہ ہر روز ایک جزء قرآن ،نماز جعفر طیار ،زیارت جامعہ اور زیارت عاشورہ پڑھتے یہ شیعہ مکتب کے ایک درخشان چہرے کے عملی پروگرام کا ایک حصہ تھا ۔

ہمارے مکتب کی تاریخ میں ایسے بہت سے نمونے ملیں گے بزرگان کی زندگی کے بارے میں پڑھ کر ان کی زندگی کے آئین سے آشنائی حاصل کریں ۔

نتیجۂ بحث

ہمارے مکتب کی بر جستہ و بزرگ شخصیات کی راہ و روش یہ تھی کہ وہ اپنی زندگی نظم و ضبط اور مرتب پروگرام کے تحت گزارتے تھے ۔ خاندان عصمت و طہارت کے تمام پیروکارو شیدائی معنوی پیشرفت اور کائنات کے حقائق سے آشنائی کے لیئے نظم وضبط قائم کریں اور ایک صحیح منشور کی پیروی کریں ۔

اسی لئے حضرت امیر المو منین نے اپنی وصیت میں ہمیں اور ہر اس شخص کو پیغام دیا کہ جو ان کی اور اپنی وصیت سے آگاہ ہونے والے ہر شخص کو پیغام دیا کہ تقوی و پر ہیز گاری اختیار کرو اور امور میں نظم رکھو ، لہٰذا ہمیں ایک منظم و مرتب پروگرام ترتیب دے کر اس پر عمل کرنا چاہیئے تاکہ سر گردانی تضاد اور اندرونی تشویش سے نجات پاکر بہتر مستقبل کو حاصل کر سکیں ۔

آپ اپنے مستقبل کی فکر کریں . روشن مستقبل کے حصول کے لئے منظم پروگرام تشکیل دے کر اس پر عمل کریں نیز کوشش کریں کہ اپنے آئین و منشور کے ذریعہ اہل بیت اطہار کے جاویدانی و حیات بخش مکتب کی تبلیغ و ترویج کریں ۔ اس صورت میں آپ کی زندگی کے لمحات صفا و معنویت کی اوج پر پہنچ جائیں گے اور روحی و معنوی راہ کے تکامل میں کامیاب ہو جائیں گے ۔

از جہان عبرت انگیز | این در سخن بہ گوشت آویز
خواہی بکمال راہ یابی | با صبغہ نظم ، عمل بیامیز

دنیا سے عبرت حاصل کرواور اس قیمتی بات کو اپنے ذہن میں بٹھا لو۔اگر اکمال تک پہنچنا چاہو تو نظم و ضبط اور منظم پروگرام کے ذریعہ عمل انجام دو۔

چھٹا باب

وقت سے استفادہ کرنا

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

" تدارک فی آخر عمرک ما اضعته فی اوّله تسعد بمنقلبک "

جس چیز کو ماضی میں نابود و تلف کردیا ہو اس کا مستقبل میں جبران کرو تاکہ روز قیامت سعادت مند ہو جاؤ ۔

وقت سے استفادہ کرنا

علامہ مجلسی کا وقت سے استفادہ کرنا

وقت ضائع نہ کریں

بیکاری کا نتیجہ

وقت تلف کرنا یا تدریجی خود کشی

اپنے ماضی سے عبرت حاصل کریں

دوسروں کے ماضی سے سبق سیکھیں

اپنا وقت دوسروں کے شخصی اہداف کے لئے ضائع نہ کریں

فرصت سے استفادہ کریں

آخری سانس تک زندگی سے استفادہ کریں

نتیجۂ بحث

وقت سے استفادہ کرنا

انسان محدود زندگی کا مالک ہے اس کے بر عکس اسرار و علوم اور اطلاعات کی ایک دنیا ہے ۔ ہمارا محدود ذہن حیاتی مسائل ، ارزش مند موضوعات اور دیگر تمام امور کو کس طرح احاطہ کر سکتا ہے ؟ ہماری فکر محدود ہے اس محدود مدت میں ہمیں زندگی کے اہم امور کو اہمیت دینی چاہئے اور بے ارزش مسائل کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے ۔

بے جا تفریحات ، بے ارزش کتب کا مطالعہ ، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے مختلف پروگرامز بہت آسانی سے ذہن اور فکر کو مشغول کرتے ہیں اور اسے زندگی کے اہم امور کی جانب توجہ دینے سے روکتے ہیں عالی اہداف کے حصول کے لئے ایسے بے ارزش امور سے چشم پوشی کریں اور اپنے ذہن کو ان چیزوں میں مشغول نہ کریں تاکہ اہم امور کو وقت دے سکیں ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" احذروا ضياع الاعمار فيما لا يبقىٰ لكم فغائتها لا يعود "[1]

اپنی عمر کو ان چیزوں میں ضائع کرنے سے گریز کریں کہ جو آپ کے لئے باقی نہیں رہتیں کیونکہ گزری ہوئی زندگی واپس نہیں آتی ۔

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم:ج۲ص ۲۸۲

آپ ابھی سے یہ تعہد کریں کہ آپ کا مستقبل ، ماضی کی بنسبت بہتر ہو اور

اگر آپ اپنے ماضی پر پشیمان ہوں تو کوئی ایسا کام نہ کریں کہ مستقبل میں بھی افسوس و پشیمانی کا سامنا ہو۔

حضرت امیرالمومنین علی (ع) فرماتے ہیں :

" بادر الفرصة قبل ان تکون غصة "[1]

فرصت سے استفادہ کریں اس سے پہلے کہ پشیمانی و افسوس ہو ۔

جہاں پر بھی ضرر کا اندیشہ ہو ، وہاں سے واپس لوٹنے میں ہی آپ کے لئے فائدہ ہے پس آپ جہاں بھی ہوں ، سعی و کوشش کریں کہ آنے والا وقت ، گزرے ہوئے وقت سے بہتر ہو ،آپ وقت اور فرصت سے استفادہ کریں ، جب تک مہلت ہو اپنی زندگی کے لمحات سے بہتر طور سے استفادہ کریں ۔

---

[۱]۔ نہج البلاغہ مکتوب: ۳۱

علامہ مجلسی کا وقت سے استفادہ کرنا

تاریخ کے نامور معروف اور بزرگ شخصیات نے اپنے نیک اور خدا پسندانہ کردار کے ذریعہ وقت سے بہترین طریقے سے استفادہ کیا اور اپنے نام کو نیک و جاویداں بنا یا ۔ آپ بھی شائستہ اعمال اورنیک کردار کے ذریعہ اور زندگی کے لمحات سے استفادہ کرتے ہوئے دائمی نتیجہ حاصل کرسکتے ہیں ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" الايّام صحائف آجالكم فخلّدوها احسن اعمالكم "[1]

ایام تمام اموات کے لئے صحائف کی طرح ہیں . پس نیک اعمال کے ذریعہ انہیں جا ویدان بناؤ ۔

علامہ مجلسی ایک بے نظیر شخصیت ہیں کہ جنہوں نے اس طرح عمل کیا اور اپنے نام کو جاویداں بنایا ۔انہوں نے اپنی گرانبہا زندگی سے بہت بہتر طریقے سے استفادہ کیا اور وقت و فرصت کو اعلیٰ طریقے سے استعمال میں لائے . علامہ مجلسی حامی دین اسلام ، مجدد شرائع و سنن رسول اکرم(ص) اور اہل بیت کے آثار کو زندہ کرنے والے ہیں . انہوں نے اپنے قلم سے اسلام و مسلمین کی خدمت کی ۔

----

[1]۔ شرح غرر الحکم:ج ۲ص ۱۲۰

مرحوم علامہ بحر العلوم سے نقل ہوا ہے کہ ان کی آرزو تھی کہ ان کی تمام تالیفات مجلسی کے دیوان عمل میں درج ہوں اور اس کے عوض ان کی فارسی کتب میں سے ایک کتاب ان کے دیوان عمل میں درج کی جائے ۔ مرحوم علامہ مجلسی کی فارسی کتب کے فارسی زبان والوں کے دلوں پر بہت گہرے اثرات ہیں ۔

ایک دن صاحب جواہر نے جلسہ درس میں فرمایا کہ کل رات ایک خواب دیکھا کہ جیسے کسی بہت بڑی مجلس میں داخل ہوا ہوں کہ جس میں علماء کا گروہ جمع ہے ، دروازے پر دربان کھڑا تھا ، اس کی اجازت سے مجلس میں وارد ہوا اور دیکھا کہ وہاں متاخرین و متقدمین علماء تشریف فرما ہیں اور مجلس کی صدارت علامہ مجلسی فرما رہے ہیں . میں نے تعجب کیا دربان سے ان کے تمام علماء پر مقدم ہونے کی علت دریافت کی ، اس نے کہا کیونکہ آئمہ معصومین کے نزدیک علامہ مجلسی باب العلماء کے نام سے معروف ہیں ۔

علامہ مجلسی کے شاگردوں کی تعداد ہزار افراد سے زیادہ تھی . علامہ مجلسی سن 1037 میں متولد ہوئے ستائیس رمضان سن 1110 کی رات دنیا سے رحلت فرما گئے ۔ ان کی قبر مبارک جامع مسجد اصفہان میں ان کے والد کی قبر کے نزدیک واقع ہے جو لوگوں کے لئے زیارت گاہ ہے ۔

جی ہاں ، علامہ مجلسی نے وقت سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی زندگی نیک کردار ، بہترین کتب کی تالیف اور مکتب اہل بیت کی ترویج میں بسر کی اور رہتی دنیا تک اپنے نام کو درخشاں اور زندہ و جاوید بنا گئے ۔

وقت ضائع نہ کریں

انسان حدود و قیود میں محدود و مقید ہے ان میں سے ایک قید زمان ہے ہمارے تمام بزرگان نے محدود زمان میں پیشرفت و ترقی کی اور اعلیٰ اہداف کو حاصل کیا اگر ہم نے گزشتہ زندگی ، ان کے مطابق نہیں گزاری تو باقی ماندہ مہلت کو کافی جان کر اس کی اہمیت و ارزش کو سمجھیں ۔

فرصت غنیمت است حریفان در این چمن

فردا ست ہمچو گل ہمہ بر باد رفتہ چمن

ہم زندگی کے لمحات کو گزار رہے ہیں اور آہستہ آہستہ مہلت کو ہاتھ سے کھو رہے ہیں ۔ عقل مند اور ذہین وہ ہے کہ جو فراغت کو غنیمت شمار کر کے اس سے بہترین طریقے سے استفادہ کرے ۔

حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں :

" لوصحّ العقل لا غتنم کلّ امرئٍ مہلة "[1]

اگر عقل سالم ہو تو ہر شخص موجود مہلت کو غنیمت شمار کرتا ہے ۔

----

[1]۔ شرح غرر الحکم:ج ۵ص ۱۱۲

ہمیں اس امر کی جانب متوجہ رہنا چاہیئے کہ وقت ہماری زندگی کا اہم ترین سر مایہ ہے عقل اس حقیقت کی شاہد ہے اسی وجہ سے ہر انسان کو مہلت اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر اس سے استفادہ کرنا چاہیئے ۔

آنچہ ندارد عوض ای ہوشیار عمر عزیز است غنیمت شمار

جس چیز کا کوئی عوض نہیں ہے وہ انسان کی زندگی ہے لہذا اسے غنیمت شمار کرو ۔

جی ہاں ! اہلبیت اطہار علیہم السلام نے وقت کی اہمیت و ارزش کے بارے میں بہت سے ارشادات وفرامین بیان فرمائے ہیں انہوں نے اپنے ارشادات میں ہمیں آگاہ کیا ہے کہ اپنی زندگی کے لحظات کے بارے میں ہوشیار رہیں اور زندگی کے کسی لمحے کو بھی استفادہ کئے بغیر نہ گزاریں۔ نیز توجہ کریں کہ ہم جس لمحے کو بھی گزار دیں تو اسی قدر ہماری زندگی کم ہو جاتی ہے ۔

حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں :

" العمر تفنيته اللحظات "[1]

لحظات کا گزرنا عمر کو فانی کرتا ہے ۔

ہمارے سانس لینے اور لمحات کے گزر نے سے ہماری زندگی بتدریج کم ہوتی جاتی ہے ۔

روز را رایگان زدست مدہ نیست امید آنکہ باز رسد

کسی بھی دن کو رائیگاں نہ جانے دو ۔ کیونکہ اس کے دوبارہ واپس آنے کی امید نہیں ہے ۔

جو اپنے دن رات، نیک اور پسندیدہ کاموں کو انجام دینے میں گزارتے ہیں اور وقت کو ضائع کرنے اور زندگی کو تلف کرنے سے گریز کر تے ہیں وہ اپنے صحیفہ اعمال میں درخشاں صفحات کا اضافہ کرتے ہیں اور ابدی و جاویداں نتیجہ حاصل کر تے ہیں ۔

کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم بھی ایسے افراد میں سے ہوں ؟

----

[1]۔ شرح غرر الحکم :ج ۱ ص ۲۹

بیکاری کا نتیجہ

بیکار شخص کا کوئی ہدف و مقصد نہیں ہوتا کہ جس کے حصول کی وہ کوشش و ہمت کرے ۔ لہٰذا وہ بیکار بیٹھا رہتا ہے وہ اپنا قیمتی وقت خیالات ، توہمات یا بے فائدہ و حرام گفتگو میں گزارتا ہے اور اپنے دل کو شیاطین کی آماج گاہ قرار دیتا ہے ۔ با ایمان شخص کو کبھی بھی بیکار نہیں بیٹھنا چاہیئے تاکہ اس کا دل شیاطین کی جائیگاہ اور اس کا ذہن زشت اور پست افکار کا مرکز قرار نہ پائے ۔

حضرت امیر المو منین (ع) اپنے کلمات قصار میں فرماتے ہیں :

" المومن مشغول وقته " [1]

مومن کا وقت ہمیشہ مشغول ہے ۔ یعنی مومن ہمیشہ مصروف رہتا ہے ۔

کیونکہ وہ یا ضروریات زندگی کو مہیا کرنے کے لئے مادی کاموں میں مشغول رہتا ہے یا پھر خداوند کریم کی عبادت و ذکر سے اپنی آخرت کو آباد کرتا ہے ۔ اتنی مصروف زندگی کے باعث اسے ناشائستہ اور زشت اعمال کو انجام دینے کی فرصت نہیں ہوتی ۔ اکثر وبیشتر افراد بیکاری و فراغت کے وجہ سے برے کاموں کے مرتکب اور غلطیوں میں مبتلا ہوتے ہیں ۔

مخصوصاً جوانوں کو کبھی بیکار اور فارغ نہیں بیٹھنا چاہیئے تاکہ ان کے لئے غلط کاموں کو انجام دینے کا ذریعہ و وسیلہ فراہم نہ ہو ۔ روایات میں وارد ہوا ہے :" انّ اللّٰہ یبغض الشباب الفارغ "خداوند تعالی بے کار اور فارغ جوانی سے عداوت رکھتا ہے ۔

----

[1]۔ نہج البلاغہ کلمات قصار: ۳۲۵

وقت قتل کرنا یا تدریجی خود کسی

ہم نے جو پہلے عرض کیا ، اس کی بناء پر اس اہم ترین نکتہ کی جانب توجہ کریں کہ وقت گنوانا اور ضروری کاموں میں آج کا کام کل پر چھوڑنا اور ضروری کاموں کو انجام دینے میں تاخیر کرنا انسان کے لئے بہت سے محرومیوں کا باعث ہے ۔

یہ جان لیں کہ ہمارا گزرا ہوا کل اور آج ، ہمارے آنے والے کل کے لئے ثمر ہے ۔ ماضی اور حال ایک جڑ کی طرح ہمارے مستقبل کی زندگی کے درخت کو تشکیل دیتا ہے ۔

مکن در کارہا زنہار تاخیر　　　کہ در تاخیر آفتہا ست جانسوز

بفردا افکنی امروز کارت　　　ز کند بہای طبع حیلت آموز

قیاس امروز گیر از کار فردا　　　کہ ہست امروز تو فردای دیروز

اپنے کاموں میں ایک دن کی بھی تاخیر نہ کرو کہ اس تاخیر میں زندگی کو برباد کرنے والی آفات ہیں ۔ آپ اپنے آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑیں بلکہ آج ہی انجام دیں کیونکہ آپ کا آج گزرے ہوئے کل میں آنے والا کل تھا جس میں آپ نے گزشتہ کل بھی یہ ہی کہا تھا کہ آپ آج وہ کام انجام دینگے ۔ مگر آج بھی گزر گیا ۔ لہذا کبھی بھی اپنا آج کا کام کل پر نہ چھوڑو ۔

زندگی اور وقت کو تلف کرنے سے آپ نہ صرف اپنے ماضی سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے ہیں ، بلکہ اپنے مستقبل کو بھی بے ثمر بناتے ہیں ۔ در حقیقت اتلاف وقت کو تدریجی خود کشی سمجھیں ۔

اپنے ماضی سے عبرت حاصل ریۓ

دنیا کے یار ، چڑھاؤ اور سر د و گرم سے عبرت لینا بزرگ شخصیات کی صفات میں سے ہے وہ دوسروں کے حالات زندگی کی بررسی اور اپنے گزشتہ امور پر دقت سے ہ ت بڑا سبق لیتے ہیں اور اسی کی بناء پر وہ اپنے مستقبل کو بہتر بناتے ہیں ۔ وہ اپنے اور دوسروں کے ما ی سے عبرت لے کر اپنے مستقبل کو روشن و درخشاں بناتے ہیں ۔

اپنے گزرے ہوئے وقت اور فراغت کے گزرے ہوئے لمحات سے عبرت لینا بقیہ زندگی کی قیمت و ارزش کو روشن کرتا ہے اور انسان کو متنبہ کرتا ہے کہ اپنے مستقبل کو بھی ما ی کی طرح تباہ نہ کرے اور اپنی باقی ماندہ زندگی سے ایسا نتیجہ حاصل کرے کہ گزرے ہوئے وقت کا جبران ہو سکے۔

حضرت امیر المو منین (ع) فرما تے ہیں :

" لو اعتبرت بما اضعت من ماضی عمرک لحفظت مابقی "[1]

اگر اپنے ما ی سے عبرت لو گے کہ جسے تم نے ضائع کردیا تھا تو تم اپنی بقیہ زندگی کو محفوظ کر سکتے ہو ۔

اگر آپ نے ابھی تک اپنی زندگی کے ہ ت سے لحظات و لمحات سے مستفیض و مستفید ہوئے بغیر گزار دیۓ ہوں تو اپنی بقیہ زندگی کی بیشتر اہمیت و ارزش کے قائل ہوں اور بے حا صل ما ی کا با برکت وروشن مستقبل کے ذریعہ جبران کریں ۔ اگر آپ نے گزشتہ زندگی کو رائیگاں گزار دیا ہو تو اپنی بقیہ زندگی کی زیادہ قدر کریں ۔

----

[1] ۔ شرح غرر الحکم :ج۵ ص ۵ ۱۱

دوسروں کے ماضی سے سبق سیکھیے

م نے تجر بہ کی بہ میں عرض کیا کہ م نہ رف اپنے بلہ دوسروں کے رتجربات سے بھی سبق سیکھیں ۔ تاریخ کا مطالعہ کریں اور مکتب تشیع کی بزرگ شخصیات کے بارے میں بررسی کریں ۔ ان کی فعالیت و رتجربات اور ان کی فردی و اجتماعی کوششوں سے استفادہ کریں ۔

دوسروں کے رتجربات سے استفادہ کرنے کے فوائد میں سے ایک وقت سے فائدہ اور فراغت سے استفادہ کرنا ہے دوسرے جس راستے پر چلے ، دوسروں نے جو کارنامے انجام دیئے اور انہوں نے جو نتیجہ حاصل کیا ، ہمیں ان سے تجربہ لینا چاہیئے ۔ گزشتگان کی راہ و روش اور ان کے پسندیدہ کاموںکو بہتر اور جلد اپنائیں اور انہوں نے جس غلط راستے اور کاموں کا مشاہدہ کیا ، انہیں ترک کریں ۔ اپنی قیمتی زندگی کو غلط کاموں میں تجربہ کر کے ضائع نہ کریں کہ جسے دوسروں نے انجام دیا ہو ۔

جس چیز کے بارے میں ہمیں مکمل آشنائی نہ ہو ، اس کے بارے میں رتجربات سے اپنی زندگی تلف نہ کریں بلکہ گزشتگان کے حالات زندگی اور ان کے بارے میں مطالعہ سے اس کام کے نتیجہ کو حاصل کریں ۔ دوسروں کے اشتباہات کو تکرار کر کے اپنی زندگی کی قیمتی گھڑیوں کو ضائع نہ کریں ۔ عظیم لوگ وہ ہیں کہ جو اپنی کوششوں سے تاریخ کو متحول کریں نہ کہ وہ جو دوسروں کی غلطیوں کو دہرا کر تاریخ کو دہرائیں

پس دوسروں کی غلط راہوں کے بارے میں آشنائی حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ جنہیں دوسروں نے انجام دیا ہے آپ اپنا قیمتی وقت ان غلط پروگراموں کو تکرار کرکے ضائع نہ کریں ۔

۱۰۔اپنا وقت دوسروں کے شخصی اہداف کے لئے ضائع نہ کریں

بہت سے لوگ اپنی زندگی کے با ارزش لمحات کو مختلف کاموں اور فعالیت میں گزارتے ہیں سستی و کاہلی سے گریز کرتے ہیں اور کوشش و تلاش کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں ۔ لیکن اپنی سر مایہ زندگی سے نہ تو کوئی سود حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی زحمات کا کوئی ثمر و فائدہ ہوتا ہے ۔

اس بارے میں حضرت امیر المو منین (ع) فرماتے ہیں :

" یفنی عمره فی منفعتة غیره "[1]

اپنی زندگی کو دوسروں کی منفعت میں گنوا دیتے ہیں ۔

دنیا کے اجتماع میں بہت سے کاریگر ، طالب علم اور مادی امور میں کمی و پریشان حال افراد ایسے ہی افراد میں سے ہیں ۔

وہ بہت سی زحمات ، سختیاں اور تلخیاں برداشت کرتے ہیں مگر ان کی کوششوں کا کوئی ماحصل نہیں ہوتا ۔ وہ دوسروں کے ہاتھوں استعمال ہوتے ہیں کائنات میں بہت سے ایسے مظلومین ہیں کہ جو اپنے اوپر ہونے والے ظلم و ستم سے بھی آگاہ نہیں ہیں ۔

حضرت امیر المو منین (ع) جو کہ مظلومین کے داد رس اور رنجیدہ لوگوں کی پناہگار ہیں ، اپنے مختصر سے کلام میں تمام لوگوں کو آگاہ کر رہے ہیں کہ اپنی زندگی کو دوسروں کی منفعت میں ضائع نہ کریں ۔

----

[1]۔ نہج البلاغہ کلمات قصار: ۲۶۱

فرصت سے استفادہ کریں

عالی اہداف تک پہنچنے والی تمام بزرگ شخصیات کہ جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں بہت سے کامیابیاں حاصل کیں ۔ انہوں نے اپنی زندگی سے استفادہ کیا اور وقت کو غنیمت سمجھا انہوں نے وقت کو تلف کرنے سے گریز کیا اور فرصت و فراغت سے بہترین طریقے سے استفادہ کیا ۔

تمام لوگوں کو فراغت کے لمحات میسر آتے ہیں ۔ لیکن انہیں غنیمت سمجھ کر ان سے عالی طور پر مستفید ہونا چاہئے ۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ صورت حال ہے کہ وقت کی اہمیت کے بارے میں زیادہ توجہ نہیں دی جاتی اور فرصت کے ایام ضائع ہو جاتے ہیں اگر ان کے ضائع ہونے کے بعد ان کی طرف متوجہ ہوں اور اس پر پشیمان ہوں تو پھر اس پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔

حضرت امیر المومنین علی (ع) فرماتے ہیں :

" الفرص خلس "[1] فرصت سے مراد کسی چیز کو جلب کرنا ہے ۔

اپنی میدان عمل میں فرصت کو سعادت سے گزاریں ۔ فراغت بہت جلد گزر جاتی ہے لیکن فرصت کے ایام ضائع کرنے کے بعد پچھتانے کا کیا فائدہ ہے ؟ ہماری زندگی کا ہر دن اور ہر لمحہ ہمارے لئے فرصت ہے کہ اسے غنیمت سمجھ کر اس سے استفادہ کریں ۔

----

[1]- شرح غرر الحکم:ج۱ص ۴۹

آخری سانس تک زندگی سے استفادہ کریں

ہمیں آخری سانس اور آخری لحظہ تک اپنے وظیفہ کو انجام دینے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اپنی زندگی کے لحظات کو ایسے امور میں ضائع نہ کریں کہ جن میں خدا کی رضایت شامل نہ ہو ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" انّ انفا سک اجزاء عمرک ، فلا تفنها الاَّ فی طاعةٍ تزلفک "[1]

تمہاری سانسیں تمہاری زندگی کے اجزاء ہیں . لہذا انہیں ضائع نہ کریں . مگر ایسی عبادت میں کہ جو تمہارے لئے بیشتر تقرب کا باعث بنے۔

ہمارے بزرگان نے زندگی کے آخری لمحات اور آخری سانسوں تک فرصت اور وقت سے بہترین استفادہ کیا ۔

شیعہ تاریخ کے علماء و بزرگ شخصیات میں سے بر جستہ شخصیت آیت اللہ العظمیٰ حاج سید محمد حجت ایسے افراد میں سے تھے ۔

مرحوم آیت اللہ العظمیٰ شیخ مرتضی حائری اس بزرگوار کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ وہ آیت اللہ العظمیٰ بروجردی کے زمان میں تقریباً مرجع مطلق یا اکثر آذربائیجان کے مرجع تھے تہران میں مقیم آذربائیجانی اور بعض غیرآذربائیجانی ان کی طرف مراجعہ کرتے تھے ۔

----

[1]۔ غرر الحکم :ج۲ ص۴۹۹

جس سال سردیوں کے اوائل میں وہ مرحوم ہوئے ، اس وقت موسم ابھی یک مکمل طور پر سرد نہیں ہوا تھا ، وہ گھر کی تعمیر میں مشغول تھے گھر کے ایک حصے کو توڑ چکے تھے تا کہ جدید گھر تعمیر کر سکیں اور گھر کے دوسرے حصے میں کاریگر دوسرے کاموں میں مصروف تھے جیسے کنویں کی کھودائی یا اس میں پتھر لگانا ، ان تعمیرات کے بانی ان کے ایک ارادتمند تھے ۔ ایک دن صبح کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا . وہ تخت پر تشریف فرما تھے اور ان کی حالت عادی تھی . وہ اکثر درد کی وجہ سے سردیوں میں نفس تنگی کا شکار ہوتے تھے . لیکن اس وقت سرد موسم کے باوجود ان کی حالت عادی و معمول کے مطابق تھی ۔ مجھے اطلاع ملی کہ انہوں نے ٹھیکے دار اور دیگر کاریگر وں کو کام سے فارغ کر دیا ہے ۔ میں نے کہا کہ آغا آپ نے انہیں کیوں جواب دے دیا ؟ انہوں نے بڑے وثوق و راحت سے کہا کہ ! مجھے لگتا ہے کہ میں مرجاؤں گا تو پھر یہ گھر کی تعمیر کس لئے ؟

پھر میں نے بھی پھر نہ کہا دوسرے دن شاید بروز چہار شنبہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا سید احمد زنجانی ان کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے جائیداد کے کاغذات اسناد آغا زنجانی کو دیئے اور ایک چھوٹے صندوق میں پڑی نقد رقم مجھے دی کہ اسے معین مصارف میں صرف کروں اور اس میں سے کچھ حصہ مجھے عطا فرمایا ۔

اس سے پہلے انہو ں نے وصیت کو چند نسخوں میں لکھا تھا کہ جن میں سے ایک انہوں نے مجھے بھیجا یا تھا جواب بھی موجود ہے ۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے اور ان کے وکلا کے پاس تمام موجود رقم سہم امام ہے ۔

انہوں نے جو زمین مدرسہ کے نام پر خریدی تھی ، وہ ان کے نام پر تھی کہ جس کا یک بڑا حصہ بعد میں آغا بروجردی کی مسجد میں شامل ہو گیا انہوں نے وصیت نامہ لکھا تھا کہ وہ زمین بھی سہم مبارک امام سے جو ارث میں نہیں دی جاسکتی اور اگر آغا بروجردی نے چا ہا تو انہیں مسجد کے لئے دے دیں ۔

ان کی رقم وہ ہی صندوق میں موجود رقم میں ہی منحصر تھی اور چند دن سے وجوہات شرعیہ نہیں لیتے تھے انہوں نے جب وہ رقم مجھے دی کہ میں وہ ان کے موارد میں صرف کروں تو انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور کہا کہ خدا یا میں نے اپنی تکلیف پر عمل کیا اب تو میری موت کو پہنچا دے ۔

میں نے ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ آغا آپ ویسے ہی اس قدر ڈر رہے ہیں آپ ہر سال سردیوں میں اسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور پھر ٹھیک ہو جاتے ہیں انہوں نے کہا کہ نہیں میں ظہر کے وقت فوت ہو جاؤں گا میں خاموش رہا اور ان کے زمان کے مطابق کاموں کو انجام دینے کے لئے نکل پڑا میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں یہ اسی دن ظہر کے وقت وفات نہ پاجائیں اور ان پیسوں کے بارے میں تکلیف معلوم نہ ہو کہ کیا ورثہ کو دیں یا ان موارد میں خرچ کریں ۔ اسی شک میں میں سوار ہوا اور ظہر تک ان کو انجام دیا وہ اس دن ظہر کے وقت فوت نہ ہوئے بلکہ اس چہار شنبہ کے بعد آنے والے ہفتہ کو ظہر کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جاملے میں گھر سے باہر آیا تو اسی وقت مدرسہ حجتیہ سے اذان کی صدابلند تھی ۔

انہیں راتوں میں سے ایک رات انہوں نے مجھے کہا کہ مجھے قرآن دو انہوں نے قرآن کھولا تو پہلے صفحہ پر یہ آیت شریفہ تھی ، " لہ دعوۃ الحق " ظاہرا انہوں نے گریہ کیا اور انہوں نے اسی رات یا دوسری رات اپنی مہر توڑدی ۔

وفات کے نزدیک ایک دن وہ اپنی آنکھیں دروازے پر گاڑ بیٹھے تھے اور ایسے لگتا تھا کہ وہ کسی چیز کا مشاہدہ کر رہے ہیں ۔ انہوں نے کہا ! آغا علی تشریف لائیں لیکن تھوڑی دیر بعد وہ عادی حالت پہ واپس آگئے ۔ آخری دوتین دن وہ ذکر اور خدا سے راز ونیاز میں زیادہ مشغول ہوتے تھے ۔

ان کی وفات کے دن میں نے بڑے ا میدان سے گہر میں مکاسب کا درس دیا اور پہر ان کے چھوٹے کمرے میں یا کہ جہاں وہ لیٹے تہے ۔ اس وقت فقط ان کی بیٹی وہاں موجود تہی کہ جومیری زوجہ بہی تہیں . لیکن آغا کا چہرہ دیوار کی طرف تہا اور وہ ذکر و دعا میں مشغول تہے ۔ انہوں نے کہا کہ آغا آج پہ مضطرب ہیں ظاہرا ان کے اضطراب کی دلیل وہ ہی زیادہ ذکر و دعا تہا میں نے سلام کیا انہوں نے میرے سلام کاجواب دیا ور کہا آج کیا دن ہے میں نے کہا ، ہفتہ ، انہوں نے فرمایاکہ آج آغابروجردی درس پہ گئے تہے ؟ میں نے کہا جی ہاں ، انہوں نے صمیم قلب سے چند بار کہا ۔ الحمد للہ ۔

غرض یہ کہ ان کی بیٹی نے کہاکہ انہیں تہوڑی سی تربت امام حسین (ع) دیں ۔ میں نے کہا ٹہیک ہے وہ تربت لائیں میں نے ان کی خدمت میں عرض کیاکہ یہ نوش فرمائیں وہ بیٹہ گئے میں ان کے سامنے گلاس لے یا انہوں نے سو چا غذا یا دوا ہے انہوں نے پہ تلخ لہجے میں کہا یہ کیا ہے ؟ میں نے کہا ، تربت امام حسین ۔ ان کا چہرہ کہل یا اور تت اور پانی نوش فرمایا اس کے بعد میں نے ان سے یہ مکا سنا کہ انہوں نے کہا " آخر زادی من الدنیا تربة الحسین " دنیا سے میرا آخری توشہ تربت امام حسین (ع) ہے۔ وہ دوبارہ لیٹ گئے میں نے دوسری مرتبہ ان کی فرمائش پر دعاء عدیلہ قرائت کی ۔ ان کے دوسرے بیٹے آغا سید حسن رو بہ قبلہ بیٹہے تہے اور آغا تکیہ سے ٹیک گا کر بیٹہے ہوئے پڑہ رہے تہے اور وہ خدا وند متعال کے سامنے بڑی شدت اور صمیمیت سے اپنے قائد کا اظہار کر رہے تہے ۔

مجہے یاد ہے کہ وہ امیر المو منین علی(ع) کی خدمت کے اقرار کے بعد ترکی زبان میں یہ کہہ رہے تہے :بلافصل ، ہیچ فصلی یخدی ، لاپ بلا فصل لاپ بلا فصل ، کیمین بلا فصل وار؟

آئمہ معصو مین علیہم ا لام کے بارے میں انہوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی " الم تر کیف ضرب اللّٰہ مثلاً کلمةً طیّبةً کشجرةٍ طیّبةٍ اصلها ثابت و فرعها فی السماء " [1]

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح کلمہ طیبہ کی مثال شجرہ طیبہ سے بیان کی ہے جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوئی ہے ۔

میں وہاں کھڑا اس معنوی منظر کا مشاہدہ کر رہا تھا میرے ذہن میں آیا کہ ا ن سے کہوں کہ آغا میرے لئے بھی دعا فرمائیں لیکن شرم مانع ہوئی کیونکہ وہ اپنے حال میں مشغول تھے اور کسی دوسری جانب متوجہ نہیں تھے کیونکہ وہ موت سے پہلے اپنے خدا کے ساتھ راز ونیاز کر رہے تھے اور معنوی وظائف انجام دے رہے تھے ۔ ثانیاً یہ اتفاقاً ضار نہ اس چیز کی طرف اشارہ تھا کہ ہم بھی آغا کی موت کی طرف متوجہ ہیں اور ان کی موت کے سامنے تسلیم ہو چکے ہیں ۔

میں خاموشی سے کھڑا اس ماجرا کو دیکھ رہا تھا وہاں آغا سید حسن ، ان کی بیٹی اور خاندان کے دوسرے افراد موجود تھے۔ میں نے یہ بھی سنا کہ آغا کہہ رہے تھے ! خدا یا میرے تمام عقائد حاضر ہیں وہ تمام تجھے سپرد کر دیئے اب مجھے لوٹا دو ۔

میں وہیں کھڑا ہوا تھا اور وہ بھی اسی حالت میں تکیہ پر ٹیک لگائے رو بہ قبلہ بیٹھے تھے ۔ اچانک انکی سانس رک گئی ہم نے سوچا کہ شاید ان کا دل بند ہوا ہے ہم نے ان کے منہ میں کرامین کے چند قطرے ڈالے لیکن دوا ان کی لبوں کی اطراف سے باہر نکل آئی ۔ وہ اسی وقت وفات پاگئے تھے اس پانی اور تربت امام حسین کے بعد کرامین کے چند قطرے بھی ان کے حلق تک نہیں پہنچے تھے ۔

----

[1]۔ سورہ ابراہیم آیت: ۲۴

مجھے یقین ہو یا کہ آغا فوت ہوگئے ہیں میں گھر سے باہر آیا تو مدرسہ حجتیہ سے اذان کی آواز سنی ان کی وفات اول ظہر کے قریب تھی جس کے بارے میں انہوں نے چہار شنبہ کو کہاتھا کہ میری موت ظہر کے وقت واقع ہو گی ۔

یہ مرد بزرگوار وہ تھے کہ جنہوں نے زندگی کے اس سفر میں ، سفر کی تمام قید و شرط کی رعایت کی اور وجوہات شرعیہ کے مصرف کو بھی کاملاً واضح کردیا کہ اس میں ورثہ کو پیسہ بھی نہ ملا ۔

ایک ایمان محکم شخص کی یہ گزشتہ داستان چند چیزوں پر مشتمل ہے :

1 ۔ ان کا ظہر کے وقت اپنی موت کے بارے میں خبر دینا اور پھر حقیقتاً ان کی موت ظہر کے وقت واقع ہوئی ۔

2 ۔ وہ مکاشفہ کہ جس میں انہوں نے حضرت امیر المو منین(ع) کو دیکھا تھا ۔

3 ۔ ان کا یہ خبر دینا کہ ان کا آخری توشہ تربت امام حسین (ع)ہو گا اور پھر ایسا ہی ہوا ۔

مرحوم آیۃ اللہ العظمیٰ آغا حجت مو لا امیر المومنین (ع) کے فرمان کے واضح مصداق ہیں کہ :

" انّ انفاسک اجزاء عمرک فلا تفنها الاّ فی طاعة تزلفک "

انہوں نے زندگی کے آخری لمحے اور آخری سانس کو راہ عبادت اور اطاعت خداوند میں بسر کیا ۔

جولوگ شیعہ بزرگوں کی زندگی سے درس لیتے ہیں وہ آخری لحظہ تک مقام عبودیت اور اپنی ذمہ داری کو انجام دیتے ہیں آخرت میں خداوند کریم کا خاص لطف ان کے شامل حال ہو گا ور اہل بیت علیہم السلام کے جوار رحمت میں قرار پائیں گے ۔

نتیجۂ بحث

وقت اہم ترین نعمت ہے کہ جو خداوند تعالیٰ نے آپ کو عنایت کی ہے یہ آپ کی زندگی اور وجود کا بہترین اور بزرگترین سرمایہ ہے اسے بہترین راہ اور عالی ترین ہدف میں مصرف کریں ۔

آپ کی موجودہ وضعیت ، آپ کے گزشتہ اعمال و کردار کا نتیجہ و محصول ہے اور آپ کا مستقبل ، آپ کے حال کی رفتار و کردار کا ثمرہ ہوگا ۔

اگر آپ ارزشمند اور اعلیٰ اہداف کے خواہاں ہیں اگر آپ روشن مستقبل کے امید وار ہیں تو اپنے وقت کو فضول ضائع نہ کریں ۔

آپ متوجہ رہیں کہ اگر آپ نے اپنے ماضی سے استفادہ نہ کیا ہو اور آپ کو گزرے ہوئے کل پر افسوس ہو تو آپ اب اس طرح سے زندگی بسر کریں کہ آپ کو آئندہ اپنے آج پر شرمندگی و افسوس نہ ہو ۔

جستجو اور کوشش کے ذریعہ اپنے ماضی کا جبران اور باقی ماندہ فرصت سے بہترین طریقے سے استفادہ کریں اورجو لوگ اپنے گزرے ہوئے وقت سے درس عبرت لیتے ہیں اپنے لئے درخشاں اور روشن مستقبل کا انتخاب کرتے ہیں ۔

قدر وقت از نشناشی تو و کاری نکنی

پس خجالت کہ از این حاصل اوقات بری

اگر آپ وقت کی قدر و اہمیت کو نہیں پہچانیں گے اور کوئی کام انجام نہیں دیں گے تو وقت ضائع کرنے کے بعد صرف شرمندگی حاصل ہو گی ۔

ساتواں باب

اہل تقوی کی صحبت

حضرت امیر المو منین علی علیہ ا لام زرماتے ہیں :

" اکثر الصّلاح و الصّواب فی صحبة اولی النهیٰ والا لباب "

اکثر و بیشتر اصلاح اور درستی صاحبان قل و خرد کی صحبت میں ہے ۔ ۔

صالحین سے ہمنشینی کی اہمیت کا راز

بن ازراد کی صحبت روح کی تقویت کا باع ہے

1 ۔ علماء بانی کی صحبت

2 ۔ صالحین کی صحبت

اپنے ہمنشینوں کو پہچانیں

بن ازراد کی صحبت ترقی کی راہ میں رکاوٹ

1 ۔ چھوٹی سوچ کے مالک ازراد کی صحبت

2 ۔ گمراہوں کی صحبت

3 ۔ خواہش پرستوں کی صحبت

۴ ۔ شقّی لوگوں کی صحبت

نتیجۂ بحث

صالحین سے ہمنشینی کی اہمیت کا راز

معنوی مقاصد تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں لیکن ان میں سے کون سا راستہ اہم ترین ہے کہ جو انسان کو جلد منزل و مقصد تک پہنچا دے ۔

اس بارے میں مختلف عقائد و نظریات ہیں ہر گروہ کسی راہ کو اقرب الطرق کے عنوان سے قبول کرتا ہے اور اسے نزدیک ترین ، بہتر اور سریع ترین راہ سمجھتے ہیں ان میں سے بعض نیک اور صالح افراد کے ساتھ ہمنشینی کو اقرب الطرق سمجھتے ہیں ۔

ان میں سے جو نظریہ صحیح لگتا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے ہمنشینی کہ جو خدا کو خدا کے لئے چاہیں نہ کہ اپنے لئے ، اور ان کی صحبت کہ جو اپنے اندر حقیقت ایمان کو واقعیت کے مرحلہ تک پہنچائیں ۔ یہ فوق العادہ اثر رکھتا ہے ۔

اسی وجہ سے کائنات کے پہلے مظلوم حضرت امیر المومنین(ع) اپنے دل نشین کلام میں فرماتے ہیں :

" لیس شیء اوعیٰ لخیر و انجیٰ من شرّ من صحبة الاخیار "[1]

اچھے افراد کی صحبت سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز نہیں کہ جو انسان کو بیشتر خوبیوں کی دعوت دے اور برائیوں سے نجات دے ۔

----

[1]- شرح غرر الحکم :ج۵ص ۸۷

کیونکہ معاشرے کے شریف اور صالح افراد کے ساتھ بیٹھنا انسان کے لئے شرف و ہدایت کا باعث ہوتا ہے جو زنگ آلود دلوں کو صاف اور منور کرتا ہے اور انسان کو معنویت کی طرف مائل کرتا ہے ۔

حضرت امام زین العابدین (ع) فرماتے ہیں :

" مجالسة الصالحين داعية الى الصلاح "[1]

صالح افراد کی صحبت انسان کو صلاح کی دعوت دیتی ہے ۔

ایسے افراد میں معنوی قوت و طاقت ، ان کے ہمنشین حضرات میں بھی نفوذ کرتی ہے ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کے اعمال و کردار و رفتار ان ہی کی مانند ہو جاتے ہیں ۔

کبھی ایسے افراد کا دوسروں میں معنوی نفوذ جلد ہوتا ہے جس میں طولانی مدت کی صحبت کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ بلکہ ایک نشست یا ایک نگاہ یا ایک دلنشین جملہ دوسروں کی فکر ی و اعتقادی وضعیت کو بدل کر ان میں حیات جاویداں ایجاد کرتا ہے ۔

جی ہاں ، نیک افراد کے مجمع میں دوسرے بھی ان سے معطر ہو کر نیک اور اچھے لوگوں کی صف میں آجاتے ہیں نیک لوگوں کی نورانیت ۔ پاکیزگی دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور ان کے قلب کی آلودگی و ظلمت کو دور کر کے اپنی طرف جذب کرتی ہے۔

نیک اور ۔ پاکیزہ افراد کی صحبت سے قلب کی پاکیزگی میں اضافہ ہوتا ہے ۔ اچھے لوگوں کے ساتھ رہنا اچھائی سکھاتا ہے اور نیک اور خود ساختہ افراد کے ہمراہ رہنا ، انسان بناتا ہے اور ان پر ہونے والی توجہات ان کے ہمراہ رہنے والوں کو بھی شامل ہو تی ہیں ۔

----

[1]۔ اصول کافی:ج ۱ص ۲۰

یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کی طرف دعاؤں میں بھی اشارہ ہواہے ۔ مرحوم شیخ مفید کتاب مزار میں ایک دعانقل فرماتے ہیں کہ آئمہ معصومین کی زیارت کے بعد اس دعا کو پڑھنا مستحب ہےاوراس دعا کے ایک حصے میں یوں بیان ہو اہے :

" یا ولیّ اللّٰه عزّ و جلّ حظّی من زیارتک تخلیطی بخالصی زوّارک الّذین تسأل اللّٰه عزّ و جلّ فی عتق رقابھم و ترغب الیه فی حسن ثوابھم "

اے ولی خدا ! اپنی زیارت سے مجھے اپنے خالص زوار وں میں سے قرار دے کہ جن افراد کی خداوند کریم سے آزادی چاہتے ہو اور جن کے لئے خدا سے نیک ثواب اور جن کے لئے خدا کی رغبت چاہتے ہو ۔ ۔

جس طرح خشک و تر ایک ساتھ جل جاتے ہیں جس طرح پھول اور کانٹے ایک ہی چشمہ سے سیراب ہو تے ہیں جس طرح باغبان کی نگاہ ان پر پڑنے والی محبت آمیز نگاہ میں باغ میں موجود کانٹوں کو بھی شامل کر تی ہے اور پھول کی خوشبو سے کانٹے بھی معطر ہو جاتے ہیں جس طرح پھول فروخت کرنے والے پھول کو کانٹوںکے ساتھ فروخت کر تے ہیں اسی طرح خریدار بھی پھول کو کانٹوں سمیت خریدتا ہے اسی طرح جو نیک افراد کی خدمت میں حاضر ہو وہ ان پر پڑنے والے تابناک انوار سے بھی بہرہ مند ہوتا ہے ۔

اسی لئے زیارت کے بعد پڑھی جانے والی دعامیں امام کی خدمت میں عرض کر تے ہیں کہ اے ولی خدا ! مجھے اپنی زیارت سے اپنے خالص زوار وں میں سے قرار دے ۔

نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا ایک ایسے نسخۂ کیمیا کی مانند ہے کہ جو اولیاء خدا کے اطراف بدن میں موجود ہوتا ہے کہ جو ان کے ہمراہ اور ان کی صحبت میں بیٹھنے والے شخص میں موجود ضعف کو ختم کرکے اسے شہامت و اچھائی ا کر تے ہیں اسے بال و پر ا کر تے ہیں تاکہ وہ معنویت کی بیکراں فضا میں پرواز کر سکے اور عالم معنی کی لذّتوں سے مستفید ہو ۔

انسان ایک دوسرے کی صحبت اور ہمنشینی سے ایک دوسرے پر مثبت و منفی اثرات مرتب کرتا ہے انسان کی نفسیات اور اعتقادات مختلف ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں کیفیت کے لحاظ سے بہت تفاوت ہوتا ہے ۔ اسی طرح ان افراد میں ایک دوسرے پر اثر گزاری کی مقدار و کمیت کے لحاظ سے بھی درجات کا اختلاف ہوتا ہے ۔

افراد کی ایک دوسرے سے مصاحبت ، ہمنشینی اور رفاقت سے افراد کی فکری اور اعتقادی خصوصیات ایک دوسرے کی طرف منتقل ہوتی ہیں ۔

عام طور پر صاحب یقین افراد دوسروں پر زیادہ اثر چھوڑتے ہیں کیونکہ یہ ارادہ و نفوذ رکھتے ہیں لہذا یہ اپنی فکری اور اعتقادی خصوصیات دوسروں میں ایجاد کرتے ہیں یا انہیں تقویت دیتے ہیں ۔ معنوی افراد کی صحبت ، طرف مقابل کی فکری خصوصیات میں تحول ایجاد کرتا ہے اور غیر سالم اور غلط افکار کو صحیح اعتقادات میں تبدیل کرتا ہے . لیکن یہ ایک قانون کلی ہے کیونکہ جس طرح دین ایک آگاہ و عالم شخصیت کو دستور دیتا ہے کہ جاہل اور نا آگاہ افراد میں جا کر انہیں دین و مذہب کی طرف لائیں اور انہیں تشیع کے حیات بخش دستورات سے آشنا کروائیں ۔ اسی طرح وہ دستور و حکم دیتا ہے کہ پست اور منحرف افراد سے ہمنشینی سے دور رہو کہ جب ان کے ساتھ آمد و رفت تم پر اثر انداز ہو ۔

یہ تشخیص دینا عالم اور با خبر شخص کی ذمہ داری ہے کہ جاہل افراد کی ہمنشینی کس حد تک منفی یا مثبت اثرات رکھتی ہے ؟ کیا وہ دوسروں میں نفوذ کرتا ہے اور ان افکار و عقائد کو کمال کی طرف لے جارہا ہے یا ان کی نفسیات اس پر مسلط ہو چکی ہے اور ان کی صحبت اس پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہے؟ کیا وہ دوسروں پر اثر انداز ہو رہا ہے یا دوسرے اس پر اثر انداز ہو رہے ہیں ؟

لہذا اہل علم کا یہ وظیفہ و ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو تبلیغ کریں اور اپنے روحانی و نفسانی حالات کی جانب بھی متوجہ رہیں تاکہ دوسروں کے تحت تاثیر قرار نہ پائیں ۔

ج افراد کی صحبت روح کی تقویت کا باعث ہے

م جلد ایسے افراد کے بارے میں بحث کریں گے کہ جن کی صحبت انسان کی علمی و عملی ترقی کے لئے نقصان دہ ہے اب ہم نمونہ کے طور پر چند ایسے افراد کا ذکر کرتے ہیں کہ جن کی صحبت اور ہمنشینی معنوی سیر اور پرواز کا باعث ہے :

۱ ۔ علماء ربانی کی صحبت

ان افراد کی صحبت اور ہمنشینی کے بہت زیادہ آثار اور فوائد ہیں مخصوصا اگر انسان ان کے لئے خاص احترام و محبت کا قائل ہو ۔

پیغمبر اکرم(ص) فرماتے ہیں :

" لا تجلسوا عند کلّ عالمٍ الاَّ عالم یدعوکم ... الی الاخلاص "[1]

ہر عالم کے پاس نہ بیٹھو مگر اس عالم کے پاس کہ جو تمہیں ریا سے روکے اور اخلاص کی طرف لے کر جائے ۔

جو آپ کو صحیح راستہ کی طرف لے جا کر اللہ کی طرف دعوت دے اس کی رہنمائی اور گفتار کا ہدف اپنی طرف دعوت دینا نہیں ہے ۔ ایسے ربانی علماء کی صحبت آپ پر اثر انداز ہو گی اور آپ کو اہل بیت کے نورانی معارف سے آشنا کرے گی . وہ تمہارے دل کو خاندان وحی کی محبت سے پیوند لگا دیں گے اور تمہیں مخالفین تاریخ کی کالی کرتوتوں سے آگاہ کر کے تمہارے دلوں میں ان کے لئے نفرت کو زیادہ کریں گے ۔

----

[۱]بحار الانوار:ج ۱ ص ۲۰۵۔

۲ ۔ صالحین کی صحبت

پیغمبر اکرم (ص) اپنے ارشادات میں مجالست و مصاحبت کے مورد میں اپنے محبوں اور دوستوں کی رہنمائی فرماتے ہیں اور انہیں تاکید فرماتے ہیں کہ پرہیز گار اورمومن افراد میں سے اپنے ہمنشینی منتخب کریں اور بے ہدف اور دنیا پرست افراد کی صحبت سے پرہیز کریں ۔ آپ نے اپنے ایک مفصل ارشاد میں عبد اللہ بن مسعود سے یوں فرمایا :

" یابن مسعود فلیکن جلساؤک الا برار واخوانک الا تقیاء والزّھاد ، لانّ اللّٰہ تعالیٰ قال فی کتابہ : الاخلاّئ یو مئذٍ بعضھم لبعضٍ عدوّ والاّ المتّقین "[۱]

اے ابن مسعود ، تمہارے ہمنشین نیک افراد ہوں اور تمہارے بھائی متقی اور زاہد ہوں کیونکہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے : آج کے دن صاحبان تقویٰ کے علاوہ تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے ۔

رسول اکرم (ص) نے جناب ابوذر کو کی گئی وصیت میں ارشاد فرمایا :

" یا اباذر لا تصاحب الاّ مومناً "[۲]

اے ابوذر ! اپنے لئے کسی مصاحب کو منتخب نہ کرو ، مگر یہ کہ وہ مومن ہو ۔

----

[۱]۔ سورہ زخرف ، آیت ٦٧ ، بحار الا نوار:ج ۷۷ص ۱۰۲

[۲]۔ بحار الانوار:ج ۷۷ص ۸٦

کیونکہ زندگی کا لطف ، اولیاء خدا اور نیک لوگوں کی صحبت میں ہے حضرت امیر المومنین اپنے ایک حیات بخش فرمان میں رسول (ص) سے فرماتے ہیں :

" هل احبّ الحياة الاَّ بخدمتک والتّصرّف بين امرک و نهيک ولمحبّة اولیائک "[1]

کیا زندگی کو دوست رکھتا ہوں مگر آپ کی خدمت ، آپ کے امر و نہی کی اطاعت اور آپ نے اولیاء و محبین سے محبت کے لئے ؟

دنیا کی ارزش و اہمیت صرف اولیاء خدا ور نیک و خود ساختہ افراد کی وجہ سے ہے ورنہ زندگی صرف رنج و غم کا نام ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین کی نظر میں دنیا کی کوئی ارزش و واقعیت نہیں ہے زندگی میں پر بے ارزش ، رنج اور اور بے آرام کرنے والے و اقعات ہوتے ہیں لہٰذا صرف اولیاء خدا کا وجود ہی خدا کے بندوں کے لئے دنیا میں زندگی گزارنے کا سبب ہے نہ کہ دنیا کی زرق برق رونقیں اس بناء پر خدا کے بندوں کے لئے جو چیز دنیا میں زندگی بسر کرنے کو شیریں بناتی ہے وہ اولیاء خدا اور نیک لوگوں کا وجود ہے کہ جن کی صحبت انسان کے دل میں یاد خدا اور اہل بیت کو زندہ کرتی ہے یہ چیز ان شخصیات کے لئے دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے شیرینی ، مسرت و فرحت کا باعث ہے کہ جنہوں نے دنیا کو فروخت کر دیا ہو ۔

----

[۳]۔ بحار الانوار:ج ۱۹ص ۸۱

اپنے ہمنسینوں کو پہچانیے

ان دو قسم کے افراد کے درمیاں فرق کو مد نظر رکھیں کہ جن میں سے بعض کا ہدف اپنے نام چمکانا وغیرہ ہےاور بعض کا ہدف اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے نام کی نشر و اشاعت کے علاوہ کچھ نہ ہو ، انہیں ایک دوسرے سے تشخیص دیں۔ افراد کی پہچان اور ان کو آزمانے سے پہلے ان پر اطمینان ہلاکت وگمراہی یا توقف کا باعث بن سکتا ہے ۔ حضرت جواد الائمہ امام تقی (ع) فرماتے ہیں :

" من انقاد الیٰ الطّمانینة قبل الخبرة ، فقد عرض نفسه للهلكة و لعاقبة المتعبة "[1]

جو کسی کو آزمانے سے پہلے ان پر اطمینان کرے وہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالتا ہے جس کا انجام برا ہو گا ۔

----

[1]۔ بحار الانوار: ج۷۱ ص ۳۴۰

اکثر دھو کا کھانے والے یا پھر آسمان سے گرنے اور کھجور پر اٹھکنے کے مصداق وہ افراد ہیںجوحسن ظن ، جلدی گرویدہ ہونے والے اور تحقیق کئے بغیر اعتماد کرنے کی وجہ سے دھو کا دینے والوں کے چکر میں پھنس جاتے ہیں ۔ اگر وہ مکتب اہل بیت کی پیروی کرتے ہوئے کسی سے دل لگی اور محبت سےپہلے ان کو آزمالیں تو وہ کبھی بھی ہلاکت اور گمراہی میں مبتلا نہ ہوں ۔

اسی وجہ سے ہمیں اپنے دوستوں اور ہمنشین افراد کو پہچاننا چاہیئے ۔ ان کی کامل پہچان کے بعد ان پر اعتماد و اعتماد کریں اور یہ صحیح و کامل شناخت انہیں آزمانے کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے ۔

حضرت امیر المو منین (ع) فرماتے ہیں :

" یعرف النّاس بالا ختیار "[1]

لوگوں کو امتحان اور آزمائش کے ذریعہ پہچانو ۔

پس کیوں سب پر بھروسہ کریں؟ کیوں کسی بھی قسم کے افراد کے ساتھ ہمنشینی و رفاقت کے لئے تیار ہو جائیں ؟ ہمیں اپنی زند گی کا دستور اہل بیت کے ہدایت کر نے والے ارشا دات کے مطابق قراردیں اور ان کے فرامین پر عمل پیرا ہو کر اپنے مستقبل کو درخشاں بنا ئیں ۔

----

[1]۔ اصول کافی :ج۱ ص۳۰

ج   افراد کی صحبت ترقی کی راہ میں رکاوٹ

خاندان وحی علیہم السلام نے ہمیں اپنے زمانہ میں لوگوں کے چند گروہوں کی صحبت و دوستی سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے

ا ۔ چھوٹی سوچ کے مالک افراد کی صحبت

جو معاشرے میں اپنا مقام و مرتبہ اور شخصیت بنانا چاہتے ہیں وہ اپنے اطرافی اور دوستوں کی شناخت کی سعی و کوشش کریں کہ ان کا ماضی اور اس پر لوگوں کے اعتبار کو مد نظر رکھیں ۔ انجان دوست ، یاجو لوگوں میں اچھی صفات سے نہ پہچانا جاتا ہو ، وہ نہ صرف مشکل میں انسان کی پشت پناہی نہیں کرے گا بلکہ اس کی مشکلات میں مزید اضافہ کرے گا ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" واحذر صحابة من يفيل رايه و ينكر عمله فانّ الصّاحب معتبر بصاحبه "[1]

کمزور و ضعیف الرأی شخص کی ہمنشینی اور صحبت اختیار نہ کرنا کہ جس کے اعمال ناپسندیدہ ہوں کیونکہ ہر ساتھی کا قیاس اس کے ساتھی پر کیا جاتا ہے۔

----

[1]۔ نہج البلاغہ مکتوب: ٦٩

کیونکہ لوگ ظاہر کو دیکھ کر قضاوت کرتے ہیں ۔ ہمیشہ انسان کی اہمیت اس کے دوستوں کی اہمیت کے مانند ہوتی ہے ۔لہذا معاشرے میں بے ارزش اور ضعیف الرای افراد کی دوستی سے دور رہیں تاکہ ان کے منفی روحانی حالات سے محفوظ رہیں ۔ نیز اجتماعی و معاشرتی لحاظ سے بھی ان کے ہم ردیف شمار نہ ہوں ۔

یہ کائنات کے ہادی و رہنما حضرت امیر المومنین علی کی راہنمائی ہے جس سے درس لے کر اور زندگی کے ہر لمحہ میں اس پر عمل پیرا ہو کر آپ اپنے آئندہ کو درخشاں بنا سکتے ہیں ۔ اپنے روزانہ کے ہر لمحہ و اعمال اور رفتار کو تشیع کے غنی ترین مکتب کی بنیاد پر قرار دیں تاکہ ابدی سعادت حاصل کر سکیں۔

ملاحظہ فرمائیں کہ سید عزیز اللہ تہرانی کس طرح چھوٹی فکر والے افراد سے کنارہ کش ہو کر عظیم معنوی فیض تک پہنچ گئے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نجف اشرف میں شرعی ریاضتوں مثلاً نماز ، روزہ اور دعاؤں میں مشغول رہتا اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل نہ ہوتا ۔ جب عید الفطر کی مخصوص زیارت کے لئے کربلا مشرف ہوا تو میں مدرسہ صدر میں ایک دوست کا مہمان تھا ۔ بیشتر اوقات حرم مطہر حضرت سید الشہداء امام حسین (ع)میں مشرف ہوتا اور کبھی آرام و استراحت کی غرض سے مدرسہ چلا جاتا ۔

ایک دن کمرے میں داخل ہوا تو وہاں چند دوست جمع تھے اور واپس نجف جانے کی باتیں ہو رہی تھیں ، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کب واپس جائیں گے ؟ میں نے کہا کہ آپ چلے جائیں میں اس سال خانہ خدا کی زیارت کا قصد رکھتا ہوں اور محبوب کی زیارت کے لئے پیدل جاؤں گا ۔ میں نے حضرت سید الشہداء (ع)کے قبہ کے نیچے دعا کی ہے اور مجھے امید ہے کہ میری دعا مستجاب ہو گی ۔

میرے دوست مجھے مذاق کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سید! ایسا لگتا ہے کہ عبادت و ریاضت کی کثرت سے تمہارا دماغ خشک ہو گیا ہے ۔ تم کس طرح توشہ راہ کے بغیر بیابانوں میں ضعف مزاج کے ساتھ پیدل سفر کر سکتے ہو ۔ تم پہلی منزل پر ہی رہ جاؤ گے اور بادیہ نشین عربوں کے چنگل میں گرفتار ہو جاؤگے ۔

جب ان کی سر زنش حد سے بڑھ گئی تو میں غصہ کے عالم میں کمرے سے باہر چلا آیا اور شکستہ دل اور پر نم آنکھوں کے ساتھ حرم کی طرف روانہ ہو گیا کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کر رہا تھا ۔ حرم میں مختصر زیارت کی اور بالا سر حرم مطہر کی جانب متوجہ ہوا جس جگہ ہمیشہ نماز اور دعا پڑھتا وہاں بیٹھ کر گریہ و توسل کو جاری رکھا ۔

اچانک ایک دست ید اللّٰہی میرے کندھے پر آیا ، میں نے دست مبارک کی طرف دیکھا وہ عربی لباس میں ملبّس تھے ۔ لیکن مجھ سے فارسی زبان میں فرمایا کہ کیا تم پیادہ خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتے ہو ؟ میں نے عرض کیا ! جی ہاں ۔ انہوں نے فرمایا ! پھر نان جو تمہارے ایک ہفتہ کے لئے کافی ہوں ؟ ایک آفتابہ اور احرام اپنے ساتھ لے کر فلاں دن فلاں وقت اسی جگہ حاضر ہو جاؤ اور زیارت و داع انجام دو تاکہ ایک ساتھ اس مقدس جگہ سے منزل مقصود کی طرف حرکت کریں ۔

میں ان کے حکم کی بجا آوری و اطاعت کا کہہ کر حرم سے باہر آیا ۔ پھر خدم لی اور بعض رشتہ دار خواتین کو دی کہ میرے لئے نان تیار کر دیں ۔ میرے تمام دوست نجف واپس چلے گئے اور پھر وہ دن بھی آ گیا ۔ اپنا سامان لے کر معین جگہ پہنچ گیا ، میں زیارت وداع میں مشغول تھا کہ میں نے ان بزرگوار سے ملاقات کی ، ہم حرم سے باہر آئے ، پھر صحن اور پھر شہر سے بھی خارج ہوگئے ۔ کچھ دیر چلتے رہے نہ تو انہوں نے مجھے اپنے شیرین سخن سے سر فراز فرمایا اور نہ ہی میں نے ہی ان سے بولنے کی جسارت کی کچھ دیر کےبعد پانی تک پہنچے ۔ انہوں نے فرمایا : یہاں آرام کرو۔ اپنا کھانا کھاؤ اور انہوں نے زمین پر ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ خط قبلہ ہے نماز بجا لاؤ عصر کے وقت تمہارے پاس آؤں گا ۔ یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گئے میں وہیں ٹھہرا رہا ، کھانا کھایا ، وضو کیا اور پھر نماز پڑھی ۔ عصر کے وقت وہ بزرگوار تشریف لائے اور فرمایا : اٹھو چلیں ، چند گھنٹے چلنے کے بعد پھر اک جگہ اور پانی تک پہنچے، انہوں نے پھر زمین پر خط کھینچا اور فرمایا

: کہ یہ خط قبلہ ہے رات یہیں ٹھہرو ،میں صبح آؤ ں گا اور انہوں نے مجھے ‌پ ذکر تعلیم ‌رمائے ۔ یہاں یک کہ سات دن اسی طرح گزر گئے دوران سفر نہ تو مجھے کوئی تکلیف ہوئی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی تھکا وٹ ہوئی ۔

ساتویں صبح انہوں نے ‌رمایا : اس پانی میں میری طرح غسل کرو اور احرام باندہ لو اور جس طرح میں لبیک کہوں تم بھی کہو ۔میں نے تمام امور میں اس بزرگوار کی پیروی کی ۔پھر ‌پ دیر چلنے کے بعد ایک پہاڑ کے پاس پہنچے میری سماعتوں سے ‌پ آوازیں ٹکرائیں ۔ میں نے عرض کی ! یہ آوازیں کیسی ہیں ؟ انہوں نے ‌رمایا : اس پہاڑ پر چڑہنے کے بعد تم ایک شہر کو دیکھو گے ، اس شہر میں داخل ہو جاؤ پھر وہ مجھ سے جدا ہو گئے میں آگے بڑہا اور تنہا پہاڑ سے اتر کر ایک بڑے شہر میں داخل ہو یا ۔

وہاں لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے ؟

انہوں نے کہا : ‌ ‌ اور وہ بیت اللہ الحرام ہے ۔

اس وقت میں اپنی حالت سے آگاہ ہوا ۔ میں جان یا کہ میرا ‌ت بیدار تھا لیکن میں خواب ‌فلت میں تھا ۔ مجھے ‌ت افسوس ہو اکہ میں نے اس مدت میں ان بزرگوار کو کیوں نہیں پہچا اس وقت پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں تھا پشیمان ہوا اور ‌قل کو اپنے جہل کی وجہ سے شکوہ کیا۔ [1]

مر حوم سید عزیز اللہ تہرانی کے اس واقعہ پر دقت کرنے سے معلوم ہو ‌تا ہے کہ انہیں حاصل ہونے والی ‌ظیم ‌زیارت معنوی مسائل میں چھوٹی سوچ رکھنے والے دوستوں سے ‌کنارہ کشی کر نے کی وجہ سے نصیب ہوئی ۔ اگر وہ ان دوستوں کے وسوسوں اور ‌ باتوں میں آجاتے تو کبھی بھی اس ‌ظیم ‌زیارت سے مشرف نہ ہوتے ۔ ان کی انجام دی گئی ‌ریاضت و زحمات نے چھوٹی فکر رکھنے والے دوستوں سے ‌کنارہ کشی کے لئے آمادہ کیا اور اس کو اما ‌م‌زمان ارواحنا لہ فداہ کی ‌زیارت اور ان کی ملاقات نصیب ہوئی ۔

----

[1]۔ معجزات وکرامات آئمہ ا ‌ہار علیہم ا ‌لام: ‌ ‌

۲ ۔ گمراہوں کی صحبت

جب دین کے دشمنوں سے مبارزہ اور بر سر پیکار ہونے کا امکان نہ ہو تو منفی مبارزہ سے مدد لیں آپ منفی مبارزہ کے ذریعہ دشمنان دین کو نقصان پہنچا سکتے ہیں انہیں ان کے مذموم مقاصد تک پہنچنے سے روک سکتے ہیں ان سے بے اعتنائی ، کنارہ کشی اور ان سے صحبت نہ رکھنا منفی مبارزہ کی ایک نوع شمار ہوتا ہے ۔ ایسا کرنا اگر ان کی شکست کا وسیلہ نہ ہو تو کم از کم ان کے شر سے ایک طرح کی حفاظت ہے ۔

امام صادق(ع) ایک روایت میں فرماتے ہیں :

" لا تصحبوا اهل البدع ولا تجالسوهم فتصیروا عند النّاس کواحدٍ منهم ، قال رسول اللّٰه ، المرئ علیٰ دین خلیله و قرینه " [1]

بدعت گزاروں سے صحبت نہ کرو اور ان کے ساتھ نہ بیٹھو ۔ کیونکہ ان کی مصاحبت و مجالست سے تم بھی لوگوں کی نظروں میں ان ہی میں سے ایک شمار ہوگے ۔ پھر انہوں نے فرمایا : رسول اکرم(ص) نے فرمایا : انسان اپنے دوست اور نزدیکی فرد کے دین پر ہوتا ہے ۔

اس بناء پر ان لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا اور ان سے دوری سے انسان ان کے خطرے اور تاثیر فکری کے لحاظ سے بھی امان میں رہتا ہے ۔

----

[1] ۔ اصول کافی :ج۲ ص ۳۷۵

۳ ۔ خواہش پرستوں کی صحبت

خواہش پرست دوستوں کی ہمنشینی اور ایسے افراد کی کہ جنہیں اصلاً عالم معنی و آخرت سے کوئی سرو کار نہ ہو ، مومن افراد کے دلوں سے ایمان کو نکالنے اور گمراہ کرنے والے شیاطین کے حضور کا باعث بنتے ہیں ۔ ہوا و ہوس پرست جو مجلس تشکیل دیتے ہیں اور جب وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں تو یہ حق و حقیقت کو نابود کرنے کی ایک چال ہوتی ہے ابتداء اسلام سے اہل بیت کے دشمنوں نے ایسی مجالس اور اجتماعات تشکیل دے کر اپنے شیطانی اور مذموم مقاصد حاصل کئے ۔

کائنات کے پہلے مظلوم حضرت امیر المومنین (ع) ایسے اجتماعات کو شیاطین کی مجمع گاہ قرار دیتے ہیں اور نہج البلاغہ میں اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں :

" مجالسة اهل الهوٰی منسأة للایمان و محضرة للشّیطان"[۱]

خواہش پرستوں کی ہمنشینی ایمان والی ہے اور شیاطین کو ہمیشہ سامنے لانے والی ہے ۔

حضرت امیر المو منین (ع) خدا کے بہترین بندوں کی صفات میں سے ایک ہوس پرست لوگوں سے دوری کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :" احبّ عباد اللّٰہ الیه عبداً...خرج من صفة العمیٰ و مشارکة اهل الهوٰی "[۲]

خدا کے نزدیک اس کے محبوب ترین بندے وہ ہیں کہ جو کور دلی کو چھوڑ کر ہوا وہوس پرست لوگوں کے ساتھ شرکت کرنے سے گریز کریں ۔

----

[۱]۔ نہج البلاغہ خطبہ: ۸۶

[۲]۔ نہج البلاغہ خطبہ: ۸۶

اہل فسق و فجور کے ساتھ اٹھنا ، بیٹھنا اور ان کے ساتھ انس نہ صرف عام لوگوں کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ کبھی یہ معاشرے کے نیک افراد کے کردار و رفتار پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے ۔ ان سے نیک صفات سلب کر کے انہیں معاشرے کے شریر افراد کے ردیف میں قرار دیتا ہے ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" مجالسة الابرار للفجّار تلحق الا برار بالفجّار " [1]

نیک افراد کا اہل فسق و فجور سے ہمنشینی ، انہیں فجار کے ساتھ ملحق کر دیتا ہے۔

دوسری روایت میں فرماتے ہیں :

" ايّاک و مصاحبة الفسّاق "[2]

فساق افراد کی مصاحبت سے پر ہیز کرو ۔

یہ خاندان عصمت و طہارت کے فرامین و ارشادات کے چند نمونے ہیں کہ جو تمام انسانوں کی ہدایت کا سبب فراہم کرتے ہیں ۔اس بناء پر جو لوگ حقیقت کی جستجو میں ہو اور عالی مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں ہوں ، وہ ایسے افراد کی دوستی سے گریز کریں کہ جن کا ہدف و مقصد صرف مادیات تک پہنچنا ہو اور جوذکر اللہ اور یاد خدا سے غافل ہوں کیونکہ جن کا مقصد صرف دنیا کی زندگی ہو اور جو آخرت کے بارے میں فکر نہ کرتے ہوں ، وہ دوستی و رفاقت کی صلاحیت نہیں رکھتے ۔ خدا وند تعالیٰ قرآن مجید میں ارشادفرماتاہے :

----

[1]۔بحار الانوار:ج۷۴ص۱۹۷

[2]۔ شرح غرر الحکم:ج ۲ ص ۲۸۹

" فَأعرض عَن مَن تَوَلّٰی عَن ذکرنَا وَلَم یرد الاَّ الحَیَاۃَ اَلدّنیَا "[1]

لہٰذا جو شخص بھی ہمارے ذکر سے منہ پھیرے اور زندگانی دنیا کے علاوہ کچھ نہ چاہے ، آپ بھی اس سے کنارہ کش ہو جائیں ۔

کیونکہ اس گروہ کا ہدف صرف مال و دولت اور مادی دنیا سے استفادہ کرنا ہے وہ جتنا مال بھی جمع کر لیں ان کی ہوس میں اضافہ ہو تا رہتا ہے ۔ گویا وہ قارون کے خزانے کی تلاش میں ہیں قرآن اس واقعیت و حقیقت کی یوں تصریح کرتا ہے :

" قَالَ الَّذینَ یریدونَ اَلحَیَاۃَ اَلدّنیَا یَا لَیتَ لَنَا مثلَ مَاوتیَ قَارون انّہ لَذوحَظٍّ عَظیمٍ"[2]

جن لوگوں کے دل میں زندگانی دنیا کی خواہش تھی ، انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ کاش ہمارے پاس بھی یہ ساز و سامان ہوتا ، جو قارون کو دیا گیا ہے ۔ یہ تو بڑے عظیم حصہ کا ملک ہے۔

اگر فرض کریں کہ ایسے افراد کو قارون کا خزانہ بھی مل جائے تو یہ پھر بھی بیشتر ثروت و قدرت کی جستجو کریں گے کیا ایسے خواہش پرست لوگوں کی دوستی صحبت انسان کو خدا سے نزدیک کر تی ہے یا فانی دنیا کی طرف لے جا تی ہے ؟

ایسے افراد اس ننگی اور تیز تلوار کی طرح ہیں کہ جو انسان کے پیکر وبدن سے اس کی جان کو نکال دے ، اسی طرح یہ افراد بھی اپنے ہمنشینوں کی اہمیت اور ارزش کو ختم کر دیتے ہیں ۔

حضرت امام جواد(ع) فرما تے ہیں :" ایّاک ومصاحبة الشریر فانّہ کالسّیف الملول یحسن منظرہ و یقبح اثرہ "[3]

شریر لوگوں کی صحبت و ہمنشینی سے پر ہیز کرو کیونکہ وہ اس ننگی تلوار کی مانند ہے کہ جو ظاہراً اچھی ہے ، لیکن اس کا اثر قبیح ہے۔

----

[1]۔ سورہ نجم آیت: ۲۹

[2]۔ سورہ قصص آیت: ۷۹

[3]۔ بحار الا نوار :ج۷۸ ص ۳۶۴

۔ با بدان کم نشین کہ بد مانی — خو پذیر است نفس انسانی

من ندیدم سلامتی زخسان — گر تو دیدی سلام ما برسان

یعنی برے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو، کیونکہ انسان کا نفس دوسروں کے اثرات کو قبول کرتا ہے۔ میں نے برے اور کمینہ صفت افراد کے ساتھ بیٹھنے میں کوئی اچھائی اور فائدہ نہیں دیکھا اگر تم نے ایسا کوئی فائدہ دیکھا ہو تو اس تک ہمارا سلام پہنچانا۔

جس طرح اولیاء خدا اور بزرگان کی صحبت انسان کی عقل و فہم کی دلیل ہے ۔ اسی طرح اشرار کی صحبت اس کے برعکس ہے ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" ليس من خالط الا شرار بذی معقول "[1]

اشرار افراد کی صحبت و ہمنشینی میں بیٹھنے والا صاحب عقل اور معقول فرد نہیں ہے۔

کیونکہ شریر افراد کی ہمنشینی زندگی کی ارزشوں کو ویران کر دیتی ہے اور انسان کو اولیاء خدا کی نسبت سے بد گمان کرنے کا باعث بنتی ہے ۔

مہذب ، نیک اور صالح افراد کے بارے میں حسن ظن گمراہ و شریر افراد کی صحبت کی وجہ سے ان افراد کے بارے میں سوء ظن میں تبدیل ہوجاتا ہے ۔ اس واقعیت کو حضرت امیر المومنین (ع) یوں بیان فرماتے ہیں :

" صحبة الا شرار تورث سوء الظنّ با لا خيار "[2] شریر افراد کی صحبت ، اہل خیر افراد کے بارے میں سوء ظن کا باعث بنتا ہے ۔

کیونکہ نہ صرف ان کے پاس تنہا رہنا اور ان سے ملاقات منفی اثرات رکھتی ہے بلکہ ان کی زہر آلود باتیں اور مسموم افکار بھی گمراہی و ضلالت کا سبب بنتے ہیں

----

[9]۔ شرح غررالحکم :ج۵ ص ۸۶

[10]۔ بحار الانوار: ج۷۸ ص ۲

۴ ۔ کم ظرف لوگوں کی صحبت

بہت سے افراد گمراہ اور کثیر الشک افراد کی ہمنشینی اور دوستی کی وجہ سے واضح مسائل میں بھی مشکل میں دچار ہو جاتے ہیں یہ روایت امام صادق (ع) سے منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا :

" لاتجالس من يشكل عليه الواضح "[1]جس کے لئے واضح امر بھی مشکل ہو ، اس سے مجاست و مصاحبت نہ کروایسے افراد میں دین کے بارے میں بہت کم اطلاعات کی وجہ سے شیطانی وسوسے راسخ کرجاتے ہیں اور وہ اسے اپنے دوستوں اور ہمنشینوں میں القاء کر تے ہیں انکے دوست بھی کمزور اعتقاد کی وجہ سے ایسے شبہات کو قبول کر تے ہیں جس کے نتیجہ میں پاک لیکن سادہ لوح افراد شکاک افراد کی دوستی اور ہمنشینی کی وجہ سے ان ہی کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں ۔

حضرت امام صادق (ع) فرماتے ہیں :" من جالس اهل الريب فهو مريب "[2]جو اہل شک کی صحبت میں بیٹھے وہ بھی شک میں مبتلا ہو جائے گا ۔

گویند زمرگ سخت تر چیزی نیست ۔ اور منما کہ ہست ، گویم بہ تو چیست

با مردم بد سر شت محشور شدن ۔ سخت است ز صد ہزار مردن وازیست

کسی نے کہااچھا ہے کہ کوئی چیز موت سے بڑھ کر اذیت ناک اور تکلیف دہ نہیں ہے مگر اس بات کا یقین نہ کرومیں بتاتا ہو کہ اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ چیز کون سی ہے؟ برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا ہزار بار مرنے سے بھی زیادہ اذیت ناک اور تکلیف دہ ہے۔

----

[1]۔ بحار الا نوار:ج ۷۰ص ۳۰۷

[2]۔ بحار الانوار:ج ۷۴ص ۱۹۷

نتیجۂ بحث

خوبیوں کو جوب کرنے کے لئے بزرگ ، نیک و صالح ازراد کی صحبت اختیار کرو ۔ اس کے بہت سے مثبت اثرات ہیں ۔ ایسے ازراد کی صحبت سے استفادہ کریں اور اپنی روحانی قوت کو مزید قوی بنائیں خدا اور آل رسول اللہ کی طرف دعوت دینے والی بزرگ شخصیات کی صحبت و مجاست روح کی بالیدگی وبلندی اور معنوی قوت کی ازائش کا باعث ہے ۔ یہ ایک ایسی عظیم حقیقت ہے کہ جسے ہم نے مکتب اہل بیت سے سیکھا ہے ۔ اس بناء پر اس سے غافل نہ رہیں اور بزرگان دین کے محضر میں بیٹھ کر ان کے دستورات اور ارشادات اور ان کی رہنمائی سے اپنے قلبی اعتقادات کو محکم بنائیں اور انہیں اپنے دل کی گہرائیوں میں بسالیں ۔

چھوٹی فکر ، شکاک ، خواہش پرست اور گمراہ ازراد کی صحبت سے بچیں تاکہ آپ کا اعتقادی سرمایہ تاراج نہ ہو جائے اور شیاطین ، جن و انس کے شر سے محفوظ رہیں ۔ جب آپ ازراد سے ہمنشینی و صحبت کی شرائط کی رعایت کریں گے تو آپ عالی مقاصد کی طرف اپنی راہ ہموار کر سکیں گے ۔

با بدان کم نشین کہ صحبت بد　　گر چہ پاکی ، تو را پلید کند

آفتابی بہ این بزرگی را　　پارہ ای ابر ناپدید کند

یعنی برے لوگوں کی صحبت میں مت بیٹھو ان کی بری صحبت تمہاری اچھائیوں پر اثر انداز ہو کر انہیں ختم کر دے گی، جیسا کہ اتنے بڑے سورج کو بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا چھپا دیتا ہے۔

آٹھواں باب

تجربہ

حضرت امیر المو منین علی علیہ ا لام زماتے ہیں :

" من عنی عن التجارب عمی عن العواقب "

جو رتجربات سے مستفید ہو وہ کبھی بھی امور کے نتائج پر پشیمان نہیں ہو گا ۔

روحانی تکامل کے لئے تجربہ کی زورت

تجربہ اور سر پرستی وحکومت

علمی و صنعتی مسائل میں تجربہ

تجربہ عقل کی ازائش کا باعث

تجربہ ، زیب سے نجات کا ذریعہ

مشکلات میں دوستوں کو پہچاننا

تجربہ سے سبق سیکھیں

دوسروں کے رتجربات سے استفادہ کریں

دوسروں کے تجربہ سے استفادہ کرنے کا طریقہ

رتجربات زراموش نہ کریں

نتیجۂ بحث

روحانی تکامل کے لئے تجربہ کی ضرورت

نہ صرف تحصیل علم و دانش اور اعلٰی علمی مقامات تک پہنچنے اور نہ ہی معنوی و روحی مراتب کے حصول بلکہ ہر قسم کے ہدف تک پہنچنے کے لئے تجربہ کی ضرورت ہے کہ جن تک پہنچنا مشکل ہو ۔

اس بارے میں حضرت امیر المو منین (ع) فرماتے ہیں :

" کلّ معونة تحتاج الی التجارب " [1]

ہر مشکل امر تجربہ سے مدد لینے کا محتاج ہے۔

جو انسان بلند مقامات و اہداف تک پہنچنے کی جستجو میں ہو وہ مختلف شخصیات اور ایسے لوگوں کے تجربات سے استفادہ کریں کہ جو اس مقام تک پہنچ چکے ہوں تاکہ جلد اپنے مقصد تک پہنچ سکیں ۔

----

[1]۔ بحار الا نوار:ج ۷ص ۸ ۶

تجربہ اور سر پرستی وحکومت

عدالت کے پیکراور تاریخ کی مظلوم ترین شخصیت امیر المو منین(ع) سر پرستوں اور حکمرانوں کے تجربہ کو لازمی شرائط میں سے قرار دیتے ہیں حضرت امیر المومنین (ع) ، حضرت مالک اشتر کو اپنے ولایت نامہ (جس میں تمام ملتوں اور نسلوں میں عدالت کو قائم کرنے کی راہنمائی موجود ہے) میں یوں فرماتے ہیں :

" ثمّ انظر فی امور عمّالک فاستعملهم اختباراً ، ولا تولّهم محاباة و اثرة ، فانّهما جماع من شعبٍ الجور والجیانة و توّخ منهم اهل التجربة والحیاء من اهل البیو تات الصالحة "[1]

اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پر نگاہ رکھنا اور انہیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنا اور خبردار انہیں تعلقات یا جانبداری کی بنا پر عہدہ نہ دے دینا کیونکہ یہ باتیں ظلم اور خیانت کے اثرات میں شامل ہو تی ہیں ان میں بھی مخلص تجربہ کار اور غیرت مند اور جوا چھے گھرانے کے افراد تلاش کرنا ۔

اس فرمان میں مولائے کائنات علی کسی کام میں سر پرستی کے لائق ہونے کے لئے چند امور کو شرط سمجھتے ہیں ۔ وہ غیرت مند و صاحب حیاء ہونے کے علاوہ اس کام میں تجربہ رکھتا ہو کہ جو اسے سونپا جائے تاکہ اپنے تجربہ سے استفادہ کرتے ہو ان کا موں کو اچھے طریقے سے انجام دے اور ان سے عہد بر آہو سکے اور احسن طریقہ سے اپنی ذمہ داری کو نبھا سکے حضرت امیر المو منین نے اپنے فرمان میں افراد کے انتخاب میں حیا اور تجربہ کو اس لئے شرط قرار دیا ہے کہ کوئی ناخوشگوار و ناشائستہ واقعہ در پیش نہ آئے ۔

---

[1] ۔ نہج البلاغہ ومکتوبات:۵۳

علمی و صنعتی مسائل میں تجربہ

تجربہ نہ صرف مملکتی امور میں بلکہ علم و دانش اور علمی مسائل میں بھی مؤثر نقش رکھتا ہے اسی وجہ سے جابر بن حیّان علمی مقامات تک پہنچنے کے لئے تجربہ کو اہم شرط سمجھتے ہیں ۔ انہوں نے آج کے دور میں رائج لفظ تجربہ کی بجائے ، لفظ تدبیر کو استعمال کیا ان کے نزدیک ایک حقیقی دانش مند کی اساسی شرط تدبّر ہے ۔

وہ کہتے ہیں کہ حقیقی اور واقعی دانش مند وہ ہے کہ جو تجربہ سے استفادہ کرے اور جو اس روش کو استعمال میں نہ لائے اسے دانشمند نہیں سمجھا جا سکتا ۔ ہر علوم و صنائع میں تجربہ کی اہمیت کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ جو صنعتگر اپنے کام میں تجربے سے استفادہ کرتا ہے اس کی مہارت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے لیکن جو تجربے کو استعمال میں نہ لائے وہ اسی طرح راکد ہی رہتا ہے ۔

تجربہ عقل کی افزائش کا باعث

تجربہ سے نہ رف انسان کی علمی قوت و مہارت کو بڑھ جاتی ہے بل ، یہ انسان کی قلی قدرت کو بھی بڑھتا ہے ۔حضرت امیہر المو منین انسان کے لئے ذاتی و طبیعی قل کے علاوہ تجربی قل کو ام ترار دیتے ہوئے زماتے ہیں کہ جس طہرح طبیعی قل سے استفادہ کر سکتے ہیں ، اسی طرح تجربی قل سے بھی بہت سے فوائد لے سکتے ہیں ۔ حضرت امیر المو منین علی (ع) زماتے ہیں :

" العقل عقلان : عقل الطبع عقل التجربة ، وکلا ھما یؤدی الی المنفعة ، وا لمو ثوق بہ صاحب العقل والدین [1]"

کی دو قسمیں ہیں :

1 : قل طبیعی

2 : قل تجربی

قل کی یہ دونوں قسمیں سود و منفعت کا سبب ہیں اور صاحب قل و دین پر اعتماد و ا میدرکھنا چاہیئے

----

[1]۔ بحار الا نوار:ج ۷۸ ص ۶

اس بناء پر جتنا انسان کا تجربہ بڑھتا جائے گا اتنا ہی اس کی عقل تجربی بھی بڑھتی ہے ۔ عقل و تکامل میں اضافہ کے لئے تجربے سے استفادہ کریں اور تجربہ حاصل کرنے اور حاصل شدہ تجربے کے مطابق عمل کو انجام دینے کے لئے تکامل عقلی سے استفادہ کریں ۔

گزشتہ روایت کے علاوہ حضرت امام حسین (ع) سے ایک اور روایت میں نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

" طول التجارب زیادة فی العقل الشّرف و التقویٰ "[1]

تجربہ کے زیادہ ہونے سے انسان کی عقل و شرف اور تقوی میں بھی اضافہ ہوتا ہے ۔

ان ارشادات کی بناء پر درک کرتے ہیں کہ اہم امور اور پروگرام کی مسؤلیت اپنے کندھوں پر لینے والا تجربہ کار ہونا چاہیئے تاکہ اس کے ذریعہ سے وہ عقل ذاتی کے علاوہ عقل تجربی سے بھی استفادہ کرسکے اور اپنی عقلی قدرت کو افزائش دے ۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۷۸ ص ۱۲۸

تجربہ ، فریب سے نجات کا ذریعہ

ایک اور نکتہ کہ جس کی جانب متوجہ رہیں کہ ہماری آج کی دنیا ، دنیا پرستوں ، فریبیوں سے بھری پڑی ہے . وہ مختلف انداز سے سادہ لوح افراد کو اپنے جال میں پھانس کر فریب دیتے اور گمراہ کرتے ہیں .لہٰذا ہمیں اس بارے میں علم ہونا چاہیئے تاکہ پھر دوسروں کو بھی اس سے آگاہ کریں ۔

ان کے فریب سے نجات کی ایک راہ تجربہ ہے ، ہم تجربہ کے ذریعہ ان افراد کو پہچانیں اور اس طرح ان کے فریب سے امان میں رہیں ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :" من لم تجرّب الا مور خدع ، و من صارع الحقّ صرع "[1]

جو امور کے بارے میں تجربہ نہ کرے وہ فریب کھائے گا اور جو حق سے ٹکرائے گا حق اسے پچھاڑدے گا ۔

تجربہ انسان کو ہوشیارکرتا ہے اور انسان کی معلومات و اطلاعات میں اضافہ کرتا ہے تجربہ کار انسان نے دنیا دیکھی ہوتی ہے ، لہٰذا وہ مکار ، فریبی اور گمراہ کرنے والوں کے ہاتھوں فریب کھانے سے محفوظ رہتا ہے ۔

تجربہ کے ذریعے انسان ، راہ اور چاہ میں فرق کر سکتا ہے سعادت صرف اس کی ہے کہ جو صحیح راستہ کو دقیقاً جانتا ہو اور اپنے کو تباہی سے بچا سکے . شقاوت ایسے افراد کے عمل کا نتیجہ ہے کہ جو تجربات سے نہیں سیکھتے اور اپنے کو دوبارہ گزشتہ مسائل میں مبتلا کر دیتے ہیں ۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج ۷۷ ص ۴۲۲

مسکلات میں دوستوں کو پہچاننا

حقیقی دوستوں کو سختیوں اور تلخیوں میں پہچان سکتے ہیں اور ان کی صداقت کے میزان کو جان سکتے ہیں۔ اہل بیت علیہم السلام کے دور میں پیش آنے والے مصائب و مشکلات اور اسی طرح امام زمان کی غیبت حقیقی اور واقعی شیعوں کو پہچاننے کا اہم ذریعہ ہے کیونکہ فقط سچے پیروکار ، اپنے رہبروں کی شدید مشکلات میں بھی حمایت و پیروی کرتے ہیں اور تجربہ و امتحان میں سرفراز ہوتے ہیں ۔

اسی وجہ سے جب حضرت یوسف زندان سے آزاد ہوئے تو انہوں نے زندان میں لکھا :

" ھذا قبور الاحیاء و بیت الا حزان و تجربة الا صدقاء و شماتة الا عداء "[1]

زندان ، زندوں کی قبور ، غموں کا گھر ، دوستوں کو آزمانے اور دشمنوں کو سرزنش کرنے کا وسیلہ ہے ۔

اس بناء پر مشکلات و مصائب جیسے بھی ہوں، ان کے ذریعے انسان دوستوں کو آزما سکتا ہے ۔ حقیقی دشمن وہ ہوتے ہیں کہ جنہوں نے دوستی کا لبادہ اوڑھا ہوا ہو ۔ لیکن سخت مشکلات میں دوست کو تنہا چھوڑدیں اور دشمن سے بڑھ کر نقصان پہنچائیں مشکلات و تکالیف ایسے افراد کو پہچاننے کا وسیلہ وذریعہ ہے ۔

----

[1]۔ بحار الانوار :ج۱۲ ص ۲۹۴

تجربہ سے سبق سیکھیں

ہماری زندگی میں اچھے برے ، تلخ اور شیرین تجربات ہماری زندگی کو بہتری کی جانب لے جاتے ہیں ۔ یہ ہمارے مستقبل کے لئے عبرت کے بہترین درس ہیں تاکہ ہم ان کے ذریعہ گزشتہ اشتباہات کو تکرار نہ کریں اور مستقبل میں مفید تجربوں سے مطلع ہو سکیں ۔ اگر ہم تجربہ سے سبق نہ سیکھیں تو پھر ہم کس چیز سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں ؟

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" من لم ینفعه اللّٰه با لبلاء و التجارب لم ینتفع بشی ءٍ من العظة "[1]

خدا جسے مصائب و مشکلات اور تجربہ کے ذریعہ نفع نہ پہنچائے وہ کسی بھی وعظ و نصیحت سے مستفید نہیں ہو سکتا ۔

اس بناء پر مشکلات ، مصیبتوں اور حاصل ہونے والے تجربے سے بہترین طور پر استفادہ کریں اور اپنے کو بہتر زندگی کے لئے آمادہ کریں ۔

----

[1]۔ نہج البلاغہ خطبہ: ۱۷۵

دوسروں کے تجربات سے استفادہ کریں

تاریخ بشریت سے عظیم واقعات کی شاہد ہے کہ تجربے کے عنوان سے جن سے درس عبرت لیا جائے ماضی میں لوگوں کی اجتماعی یا انفرادی رفتار و کردار سے بر آمد ہونے والے اچھے یا برے نتائج سے استفادہ کریں کیونکہ تجربے سے پند و نصیحت اور درس لینا فقط آپ کے انجام دیئے گئے اعمال سے مختص نہیں ہے بلکہ دوسروں کے تجربات سے بھی مستفید ہوسکتے ہیں ۔

کبھی بہت زیادہ مشکلات اور موانع انسان کو ہدف تک پہنچنے سے نا امید و مایوس کر دیتے ہیں لیکن دوسروں کے تجربات سے استفادہ کر کے ان مشکلات و موانع کو برطرف کر کے نا امیدی کو امید میں تبدیل کر سکتے ہیں ۔

یہ ان بزرگ اور عمر رسیدہ افراد کا انداز ہے کہ جو زندگی کے ہر موسم کو دیکھ چکے ہیں ، انہوں نے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو دوسروں کے تجربات سے استفادہ کرنے کی سفارش کی ہے ۔ ان میں سے ایک عوف بن کنانہ ہے ۔ انہوں نے اپنی وصیت میں کہا ہے :

" خذوا من اَھل التَّجارب "[1]

اہل تجربہ سے استفادہ کریں ۔

کیونکہ جو بھی کسی کام کو انجام دینا چاہتا ہو وہ اس شعبہ میں تجربہ کار افراد سے استفادہ کرے اور ان کے تجربہ سے بہرہ مند ہو ۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۵۱ ص ۲ ۲۴

دوسروں کے تجربہ سے استفادہ ر   کا طریقہ

۔تاریخ کے م العہ اور ۔تاریخ رقم کرنے والوں کے حالات ، م اشرے میں ان کے نفوذ کرنے کی کیفیت اور ان کے سقوط کے علل و اسباب ، خصوصاً بنی اسرائیل کی۔تاریخ کے تجزیہ و تحلیل اور ان ستمگر زعونوں کی حکومت کے م العہ سے م اپنی زردی و اجتماعی زندگی میں بہ ت۔زیادہ تجربہ حاصل کر سکتے ہیں ۔

ظیم لوگوں کی شخصیت اور ان کے حالات زندگی کا تجزیہ و تحلیل ، ان کی شخصیت کوپہچاننے کی بہترین راہ ہے ۔ ہمیں بزرگوں کی معنوی زند گی کا م العہ رکہ ا چاہیئے . ان کی رفتار و کردار ہمارے لئے بہترین تجربہ و درس ہے . گزشتہ ازراد کے شخصی اعمال میں ہمارے لئے تجربہ کا درس ہے اور ان کے اجتماعی کردار میں ہمارے م اشرے کے لئے درس تجربہ ہے . م بزرگوں کے حالات ، گزشتہ زمانے میں ان کے زردی و اجتماعی رتجربات اور ان کو در پیش آنے والے واقعات کی بررسی کر کے استفادہ کریں ۔

۔مثال کے طور پر م کہہ سکتے ہیں کہ گزشتہ انبیاء کے ظہور و غیبت کے علل کی تحلیل اور ان کے ساتھ زمان غیبت میں بعض ازراد کے شخصی ارتباط کی بررسی سے ہمارے لئے تجربہ و راہنمائی ہے کہ جو غیبت و ظہور امام عصر کے مسئلہ میں ہمارے راہنمائی رکہ تا ہے ۔ شخصی اور دوسروں کے رتجربات سے استفادہ رکہ ا خداکی ظیم نعمتوں میں سے ہے کہ جو تمام ازراد کو میسر نہیں ہے مختلف رتجربات سے حاصل ہونے والے۔نتائج کو زراموش رکہ ا انسان کی کم سعادتی اور بدنصیبی کی دلیل ہے ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" انّ الشّقی من حرم نفع ما اوتی من العقل التجربة "[1]

یقیناً بد بخت وہ ہے جو عقل و تجربہ کے ہوتے ہوئے بھی اس کے فوائد سے محروم رہے ۔

جو تجربہ سے استفادہ نہ کرے وہ ایسے مسافر کی مانند ہے کہ جو کسی راہنما کے بغیر بیابان میں گھومتا رہے اور مدتوں رنج و مشقت برداشت کرنے کے بعد اپنی پہلے والی جگہ پر آجائے ۔ ایسے افراد کو مسافرت سے حاصل ہونے والا نتیجہ صرف رنج و مشقت ہے ۔ وہ فوائد و منفعت حاصل کرنے کی بجائے اپنے کو زحمت میں ڈالتا ہے اور اپنی زندگی کو تباہی کی جانب لے جاتا ہے ۔

لہذا عقل کا یہ تقاضا ہے کہ عاقل انسان تجربات سے استفادہ کرے اپنے اور دوسروں کے اچھے ، برے تجربات سے عبرت کا درس لے اور نتیجتاً گزشتہ تجربات آئندہ کے لئے سبق ہوں ۔

----

[1]۔ نہج البلاغہ مکتوب: ۷۸

تجربات فراموش نہ ریۓ

قل رتجربات کی نگہداری کی اساس ہے ۔ بن کے پاس کامل قوت قل نہ ہو وہ زندگی میں حاصل ہونے والے رتجربات کو بہلا دیتے ہیں . بن موارد میں ان رتجربات سے استفادہ رکرنا چاہیئے وہ اصلاً گزشتہ رتجربات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ۔ لیکن قل مند کسی ورت میں بہی تجربہ سے حاصل ہونے والے درس کو فراموش نہیں رکرتا ۔

حضرت امیر المومنین علی (ع) اپنی وصیت میں امام حسن مجتبیٰ (ع) سے فرماتے ہیں :

" والعقل حفظ التجارب و خیرما جرّبت ما وعظک "[1]

قل مندی رتجربات کے محفووظ رکھنے میں ہے اور بہترین تجربہ وہی ہے جس سے نصیحت حاصل ہو ۔

اس بناء پر تلخ یا شیریں، شخصی یا دوسروں سے حاصل ہو نے والے ، تمام رتجربات کو محفوظ رکھنا اور ضروری موارد میں ان سے استفادہ رکرنا ، انسان کے قل مند ہونے کی دلیل ہے . کیونہ رتجربات کو محفوظ رکرنا اور ان سے سبق سیکھنا ، قوت قل سے صادر وہرتا ہے ۔

----

[1]۔ بحار را لانوار :ج۱ ص ۱۶۰ ،نہج البلاغہ مکتوب: ۳۱

حضرت امیر المو منین(ع) ایک اور روا یت میں فرما تے ہیں :

" من التّوفیق حفظ التجر بة "[1]

تجربات کو محفوظ رکھنا توفیقات الٰہی میں سے ہے ۔

ہر حاصل ہونے والے تجربہ کو محفوظ کرو . اگر چہ وہ دوسروں کے توسط سے ہی حاصل ہوا ہو ، اور ضرورت کے وقت اس سے استفادہ کرو ۔ اس صورت میں تو فیق الٰہی انسان کے شامل حال ہو گی ، لہذا بہترین تجر بہ وہ ہے کہ جس سے انسان درس لے ، عبرت لے اور اپنے آئندہ کے رہنماموں میں اس سے استفا دہ کرے ۔

پس اگر تجربہ فراموش کردیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور پھر اس سے مستفید نہیں ہو سکتے جس طرح تاریخ اپنے کو دہرا کے بارہا مرتبہ بھولے ہوئے مسائل کو زندہ کر دیتی ہے . اسی طرح وقت گزرنے کے ساتھ ، زندگی کے اوراق کی ورق گر دانی کرنے سے گزرے ہوئے تلخ تجربات بھی تکرار ہو تے ہیں اور گزشتہ تجربہ دوبارہ سے انسان کے ذہن میں نقش ہو جا تا ہے ۔

پس زندگی میں منتخب کئے گئے ہدف تک پہنچنے کے لئے حاصل ہونے والے تجربات کو محفوظ کریں اور ان سے پند و نصیحت لیں. نیز ایسا بھی نہ ہو کہ غفلت کی وجہ سے گزشتہ تلخ تجربات آپ کی زندگی میں دوبارہ تکرار ہو اور جس تجربہ و تجزیہ کا سالوں پہلے سامنا ہوا تھا اب سالوں بعد پھر اس کا سامنا کرنا پڑے ۔

جی ہاں ! تجربات کو محفوظ رکھنا اور ضرورت کے وقت ان سے استفادہ کرنا بزرگان دین کی روش تھی . چاہے انہیں وہ تجربات خود حاصل ہوئے ہوں یا انہوں نے دوسروں سے سیکھے ہوں۔ اس ذریعہ سے استفادہ کر تے ہوئے آ پ موجودہ فرصت سے بہتر طور پر استفادہ کر سکتے ہیں اور بیشتر توفیقات کو اپنا مقدر بنا سکتے ہیں ۔

----

[۲]۔ بحار الا نوار:ج ۶۹ص ۴۱۰

نتیجۂ بحث

جو عظیم اہداف کی جستجو میں ہوں اور اعلیٰ علمی و عملی مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں ہوں وہ تجربہ کے ذریعہ اپنی علمی و معنوی قدرت و قوت کو بڑھائیں ۔

تجربہ آپ کی علمی و عملی قوت کی افزائش کرتا ہے ، کیونکہ تجربہ کے ذریعہ آپ کی عقل تجربی میں اضافہ ہوتا ہے اور آپ بہتر اپنے حقیقی دوستوں کو احسن طریقہ سے پہچان سکتے ہیں اور فریبیوں اور مکاروں کے شر سے محفوظ رہ سکتے ہیں ۔

تجربہ کے ذریعہ آپ اپنے ماضی کے نقصان و کمی کا جبران اور اپنے آئندہ کو درخشاں بنا سکتے ہیں . ان کے علمی و عملی تجربات کی بنیاد پر ہے . اپنے اور بزرگ شخصیات کے تجربات سے اپنی خوابیدہ قوتوں کو بیدار کریں اور ان سے استفادہ کرتے ہوئے دنیا کی علمی و معنوی فضا میں پرواز کریں ۔ اس بناء پر ہم سب تجربہ کے محتاج و ضرورت مند ہیں ۔

یک نصیحت بشنو از من کاندر آن نبود غرض

چون کنی رایٔ مہمی ، تجربت از پیش کن

مصلحت از لفظ دینداری کامل عقل جو

مشورت با رایٔ نزدیکان دور اندیش کن

جب کسی امر میں اپنی رائے کا اظہار کرو تو اپنے سابقہ تجربات سے کام لو،دینداری اور عقل کامل سے امور کی مصلحتوں کو جاننے کی کوشش کرو ہمیشہ دور اندیش دوستوں سے مشورہ لو۔

نواں ہباب

نفس کی مخالفت

حضرت امیر المو منین علی علیہ ا لام زرماتے ہیں :

" عظَم ملکٍ ملک النَّفس "

ظیم ترین ملکیت نفس کی ملکیت ہے۔

مخالفت نفس یا نفس پر حکومت

قل پر نفس کا غلبہ

نفس کا م البہ

اصلاح نفس کے لئے دعا

مخالفت نفس کی عادت

اصلاح نفس کے ذریعہ روحانی قوت سے استفادہ رکہ ا

قدرت نفس

نتیہ بہ

مخالفت نفس یا نفس پر حکومت

انسان نفس کی مخالفت اور خواہشات نفسانی پر کنٹرول کرنے سے ذہنوں سے بالاتر روحانی طاقت حاصل کر سکتا ہے اور روح کی عجیب قوت سے بہرہ مند ہو سکتا ہے انسان روحانی قوت کے تشکّل اور حصول سے اپنی اور دوسروں کی بہت سی مشکلات کو آسان کر سکتا ہے ۔

جس طرح نفس کی مخالفت یا نفس پر حکومت پراکندہ روحانی قوتوں کو جمع کرتی ہے اور انہیں فعال اور کارساز بناتی ہے ۔

مخالفت نفس کو پانی کے سامنے باندھے گئے بند سے تشبیہ دے سکتے کہ جو نہ صرف اسے ضائع ہونے سے بچاتا ہے بلکہ پانی کے جمع ہونے کی صورت میں بجلی کی پیداوار کا بہترین ذریعہ بھی ہے کہ جس سے شہر روشن اوربڑے بڑے کارخانے آباد ہوتے ہیں ۔

اسی طرح نفس کی مخالفت انسان کی روحانی اور آسمانی قوتوں کو ضائع ہونے سے بچاتی ہے بلکہ روحانی قوت کے جمع ہونے کی صورت میں یہ ایک عام اور معمولی انسان کو صاحب ارادہ اور باشخصیت انسان میں تبدیل کر دیتی ہے ۔

عقل اسی بند کی مانند ہے خداوند تعالی نے جسے انسان کی ذات میں قرار دیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ نفس کو لگام ڈال سکے اور روحانی قوتوںکو متمرکز کر سکے۔

کیا آپ نفس کی مخالفت سے اس عظیم روحانی طاقت سے استفادہ کرنے کو تیار ہیں جسے خداوند کریم نے آپ کے وجود میں قرار دیا ہے ؟

جس طرح زمین کی گہرائیوں میں بہت سے قیمتی خزانے موجود ہیں ، اسی طرح ہماری نفسانی خواہشات کے پس پردہ بھی عجیب روحانی طاقتیں موجود ہیں ۔ جس طرح خاک اور مٹی کو ہٹانے کے بعد خزانے تک پہنچ سکتے ہیں ، اسی طرح نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرکے روح کی قوت حاصل کر سکتے ہیں ۔

جس طرح نفس کی موافقت روحانی قوت وطاقت کو نابود کر دیتی ہے اسی طرح نفس کی مخالفت اور خواہشات نفسانی کو ترک کرنے سے آپ میں روحانی طاقت ظاہر ہوگی اور آپ کا دل صاحب حیات بن جائے گا۔ اس صورت میں آپ ایسی بزرگ طاقت کے مالک بن جائیں گے کہ جس کے وجود کی وجہ سے آپ خود تعجب کریں گے ۔

حضرت رسول اکرم(ص) فرماتے ہیں:

" بمَوت النَّفس یَکون حَیَاة القَلب "[1]

نفس کی موت سے دل کو حیات ملتی ہے ۔

جب نفس سے حیوانی خصلت ختم ہوجائے تو رحمانی حالات اس میں مستقر ہوجاتے ہیں اور قلب کی حیات کا وقت آجاتا ہے ۔ اس روایت کے ضمن میں رسول اکرم (ص) نے انوار معارف سے بیکراں دریا کو بیان فرمایا ہے حیات قلب سے روحانی ومعنوی توانائی ایجاد ہوتی ہے اور بے مثال معنوی قدرت حاصل ہوتی ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج ۷۰ ص۱۹۳، مصباح الشریعۃ: ۶۱

عقل پر نفس کا غلبہ

قوت نفس اس قدر قوی و سرکش ہے کہ جو انسان کے فطری مسائل کو بھی تبدیل کر سکتا ہے اور اسے اپنے عزیز ترین اور قریبی ترین فرد کو قتل کرنے کے لئے آمادہ کر سکتا ہے ۔ حالانکہ قرابتداروں سے محبت انسان کی فطرت وطبیعت میں شامل ہے ۔ لیکن نفس ان کی محبت کو دل سے نکال کر اس کی جگہ بغض و عداوت ڈال سکتا ہے قابیل وہ پہلا فرد ہے کہ جس سے یہ جنایت سرزد ہوئی اس بارے میں خداوند متعال فرماتا ہے ۔

" فَطَوَّعَت لَه نَفسَه قَتلَ اَخيه فَقَتَلَه فَاَ صبَحَ من الخَاسرينَ"[1]

پھر اس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا اور اس نے قتل کردیا اور وہ خسارہ والوں میں شامل ہو گیا ۔

اس بناء پر نفس نہ صرف انسان کی صفات کو تغییر دے سکتا ہے بلکہ وسوسہ کے ذریعہ انسان کے فطری مسائل کو بھی بدل سکتا ہے ۔ جس طرح قابیل نے اپنے دل میں ہابیل کی محبت کے بجائے اس کے لئے بغض و عداوت اور دشمنی کو جگہ دی

----

[1] سورہ مائدہ آیت۳۰:

اور اسے قتل کر کے اس کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کیا۔ایسے موارد میں نفس عقل پر حکومت رکھتا ہے ۔ کیونکہ کبھی نفس اتنا قوی ہوتا ہے کہ عقل اپنی تمام توانائی و طاقت کے باوجود ارشاد اور راہنمائی سے قاصر ہوتی ہے۔

حضرت امیرالمومنین (ع) فرماتے ہیں :

" وَکَم من عَقلٍ اَسیر تَحتَ هویٰ اَمیرٍ"[1]

عقل کا نفس کے تابع اور نفس کا حاکم ہونا بہت زیادہ ہے ۔

بہت سے افراد بہت زیادہ عقلی قوت سے آراستہ ہوتے ہیں اور ذاتاً اعلیٰ اہداف تک پہنچنے کے لئے آمادہ و تیار ہوتے ہیں ۔ لیکن وہ نہ صرف اس پر ارزش معنوی سرمایہ سے استفادہ کرتے ہیں بلکہ نفس امارہ کی پیروی سے عقل کو نفس کے تابع کرتے ہیں اور عقل کی ارشاد وراہنمائی کی قدرت وکو نابود کردیتے ہیں ۔اسی بناء پر اپنے نفس کا علاج کریں اور عقل کو اس کی اسارت سے نجات دیں ۔

----

[1] ۔ نہج البلاغہ کلمات قصار: ۲۰۲

نفس کا معالجہ

نفس ایک عجیب موجود ومخلوق ہے کیونکہ یہ انسان کو انسانیت کے بالاترین درجات تک لے جاسکتا ہے جس طرح یہ ا سے رذالت کے خوفناک دروں میں قرار دے سکتا ہے انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس کو آزاد نہ چھوڑیں اور اس کی چاہت کو آزاد نہ چھوڑیں ۔

حضرت امام صادق (ع) فرماتے ہیں :

" لَا تَدَعِ النَّفسَ وَ هوَاها" [1]

نفس اور خواہشات کو آزاد نہ چھوڑیں۔

کیونکہ نفس ایک عظیم قوت ہے لیکن سرکش اور نافرمان ہمیں اس پر غالب آنا چاہیئے تا کہ اس کی قدرت سے استفادہ کر سکیں۔

امام صادق (ع) ایک روایت کے آخر میں نفس کی دوا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" وَكَفّ النَّفس عَمَّا تَهوى دَوَاها" [1]

نفس کو اس چیز سے روکنا کہ جس کی وہ ہوس یا خواہش کرے،نفس کی دوا ہے۔

نفس کے معالجہ سے اسے ایک سالم و رحمانی قدرت میں تبدیل کریں اور آپ کے وجود میں موجود اس روحانی قوّت سے بہرہ مند ہوں۔

----

[1] ۔ اصول کافی:ج۲ ص ۳۳۶

نفس کی مخالفت سے اپنے وجود میں بالقوۃ موجود قدرت اور عظیم قوّت کو فعلیت کی منزل پر لاکر آپ اس سے بہتر طریقہ سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

جو اپنے مستقبل کو روشن و درخشاں رکھنا چاہیں وہ ولایت معصومین کے تابناک انوار سے منوّر ہوکر نفسانی حالات کو ختم کرکے ان میں تحول ایجاد کریں۔جب انسان اپنے نفسانی حالات کو تغیر دے تو اس کے معنوی حالات بھی تبدیل ہوجائیں گے۔

خداوند متعال قرآن مجید میں فرماتا ہے:

" انَّ اللّٰه لَا غَیّر مَا بقَومٍ حتّٰی یغَیّروا مَا بأَنفسهم" [1]

خدا کسی قوم کے حالات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے کو تبدیل نہ کرے۔

اس بناء پر معاشرے کی سرنوشت ،نیک بختی اور بد بختی کی بنیاد ان کے نفسانی خواہشات ہیں۔

----

[1] ۔ سورہ رعد آیت:11

اصلاح نفس کے لئے دعا

ہوس نفسانی اور خواہشات نفسانی سے نجات کے لئے خدا کی بارگاہ میں دعا اور اہل بیت علیہم السلام سے متوسل ہونا ایسا رکھنا بہت مؤثر ہے ۔ اسی وجہ سے ائمہ اطہار علیہم السلام بہت سی روایات میں ہماری راہنمائی فرماتے ہیں کہ خواہشات نفسانی کے بر طرف ہونے کے لئے دعاکریں۔

نمونہ کے طور پر ہر شب چہار شنبہ پڑھی جانے والی دعا میں وارد ہوا ہے :

" اللھم-----اَصلح مَا بَینی وَ بَینَکَ وَاجعَل ھوَایَ فی تَقوٰکَ" [1]

پروردگارا ! میرے اور اپنے درمیان اصلاح فرما اور میری خواہشات کو اپنی مخالفت سے پرہیز کی صورت میں قرار دے ۔

مہذب نفس کی خواہشات نفسانی تقوی الٰہی کے علاوہ پر نہیں ہوتی ۔ ہلذا اگر ہم پست نفسانی خواہشات سے دور رہنا چاہیں تو تہذیب نفس و اصلاح نفس اور خود سازی کی دعا کریں۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج ۹۳ص۹۰ ، البلد الامین۱۲۷ ، المصباح ۱۲۳

مخالفت نفس کی عادت

جو عمل بھی نفس کی خاطر انجام پائے ، اگر چہ وہ بہت چھوٹا کام ہو تو وہ عمل روحانی طاقت کی بہت مقدار کو زائل کر دیتا ہے نفس کی مخالفت سے انسان میں یہ قوت متمرکز ہوتی ہے کہ جس سے نورانیت ایجاد ہوتی ہے جس قدر نفس کی مخالفت زیادہ ہو اسی قدر روحانی قوت بھی بیشتر ہوجاتی ہے ۔ نفس کی مخالفت کے ہمراہ بہت سی مشکلات اور سختیاں بھی آتی ہیں کہ بہت سے لوگ ان ہی مشکلات کی وجہ سے اس کام سے ہاتھ روک لیتے ہیں دوسرا گروہ خواہشات نفسانی کے ساتھ مبارزہ آرائی رکھتا ہے لیکن استقامت اور ثابت قدم نہ ہونے کی وجہ سے بہت مدت کے بعد وہ اپنے کو آزاد چھوڑدیتا ہے اور پھر وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چل پڑتا ہے۔

ایک نکتہ کی جانب توجہ کرنے سے آپ ایسے افراد کو روحانی اعتبار سے تقویت دے سکتے ہیں اور جو اس راہ کو ادامہ نہیں دے سکے ، ان میں امید کی شمع روشن کر سکتے ہیں۔ وہ نکتہ نیک کاموں کی عادت ڈالنے کی اہمیت سے عبارت ہے نفس کی مخالفت سے وجود میں آنے والی سختیاں اور زحمات نیک کاموں کے عادی ہوجانے سے بر طرف ہوجاتی ہیں کہ پھر مخالفت نفس کو ترک کرنا مشکل ہوجائے گا ، اسی وجہ سے حضرت امام باقر(ع) کا فرمان ہے :

" عَوِّدوا اَنفسَکم اَلخَیرَ"[1]

اپنے نفوس کو نیک کاموں کی عادت ڈالو۔

----

[1]۔ بحارالانوار :ج۴۶ ص۲۴۴،الخرائج۲۲۹

کیونہ نیک کاموں کی عادت سے نہ رف انسان برے کاموں سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے بلہ نیک کاموں کی مزید عادت ڈالتا ہے اگرچہ وہ کام بہت مشکل اور پر زحمت ہی کیوں نہ ہوں کسی بھی چیز کی عادت انسان کی ذات کا حصہ اور فطرت ثانیہ بن جاتی ہے ، پھر انہیں انجام دینا مشکل نہیں ہوتا بلہ انہیں ترک کرنا رنج والم کا باعث بنتا ہے ۔ لہٰذا کار خیر کو انجام دینے اور ان کی عادت سے آپ نہ رف بہت آسانی سے نفس کی مخالفت کرسکتے ہیں ، بلہ ان کی عادت ہوجانے سے ان کو ترک کرنا آپ کے لیئے رنج آور ہوگا ۔

جب کوئی خائن شخص پہلی بار چوری یا کوئی اور خیانت انجام دے تو اس کا ضمیر شرم و ندامت محسوس کرے گا ، اس کا ضمیر قبول کرلے گا کہ اس کے نفس نے زشت و ناپسندیدہ کام انجام دیا ہے لیکن گناہ کو تکرار کرنے سے آہستہ آہستہ اس میں سے احساس شرم وندامت ختم ہوجائے گی پھر گناہ کو انجام دینے سے اسے نہ گناہ وشرم کا احساس ہوگا بلہ اس کی عادت پڑ جانے سے اس کو چھوڑنا بھی بہت مشکل ہوجائے گا ۔

جس طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گناہوں کو بارہا تکرار کرنے سے بعض اس کے عادی ہوجاتے ہیں پھر ان کے لیئے ترک کرنا مشکل ہوجاتا ہے اسی طرح اولیاء خدا اور اہل بیت کے تقرب کی راہ میں جستجو کوشش کرنے والوں کے لئے سنت عبادی رہتا ہے کو انجام دینے میں کوئی مشکل وزحمت نہیں ہوتی۔

بلہ انہیں اس سے لگن ہوجاتی ہے کہ پھر وہ کسی صورت بھی اسے ترک نہیں کر سکتے مخصوصاً جب وہ اپنے اورراد کے مثبت آثار کو جانتے ہوں تو اس طرلح بعض افراد کے لئے مخالفت نفس مشکل ہوتی ہے، اسی طرح ان کے لئے موافقت نفس مشکل ہوتی ہے۔

بعض افراد کو مخالفت نفس کی عادت ڈالنے اور خواہشات نفسانی کو ختم کرنے کے لئے مرور زمان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ناگہانی تفسیر سے اپنے نفس میں تحول ایجاد کرتے ہیں اور ایک نئی شخصیت کے مالک بن جاتے ہیں۔ پوریا ولی ان ہی افراد میں سے ایک ہیں۔

پوریا ایک پہلوان تھا کہ اس کے شہر میں کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا وہ دوسرے شہروں میں جاکر بھی تمام پہلوانوں کو مغلوب کردیتا۔ پھر اس نے دارالخلافہ جانے کا قصد کیا تاکہ وہاں جاکر بھی تمام پہلوانوں کو شکست دے اور خود ان کی جگہ بیٹھے۔

اس کی طاقت کا چرچا بہت دور دور تک ہو ررہا تھا اسی وجہ سے جب اس نے دارالخلافہ جانے کا قصد کیا تو وہاں کے پہلوانوں کے دل میں اس کا بہت رعب بیٹھ گیا اور وہ مہموم ومتفکر ہو گیا اس کی ماں نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو اس نے اپنی پریشانی کی علت بیان کی ۔

اس کی ماں ایک صالح اور با اعتقاد عورت تھی وہ متوسل ہوئی اور ہر روز نذر کرتی وہ حلوا پکاتی اور شہر کے دروازے پر بیٹھے فقراء و مساکین میں تقسیم کرتی ۔پھر ایک دن پوریا اس شہر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ایک عورت بیٹھی ہے جس کے سامنے پر حلوا پڑا ہے وہ قریب آیا اور پوچھا اس کی کتنی قیمت ہے؟ عورت نے کہا کہ فروخت کرنے کے لئے نہیں بلکہ نذر کی ہے؟

عورت نے کہا : میرا بیٹا دارالخلافہ کا پہلوان ہے اور اب کسی پہلوان نے یہاں آکر اسے شکست دینے کا ارادہ کیا ہے ۔ اگر ایسا ہوا تو ہمارا مال اور اعتبار دونوں برباد ہوجائیں گے ۔ پوریا نے دیکھا کہ وہ عورت حضرت حق سے متوسل ہوئی ہے یہاں اسے قرآن کی یہ آیت یاد آگئی:

" یا اَیّھاالَّذینَ اٰمَنوا کونوا اَنصَارَاللہ "[1]

اس نے سوچا کہ اس جوان کو پچھاڑدوں تو سلطان کے دارالحکومت کا پہلوان بن سکتا ہوں اور اگر اپنے نفس کو شکست دے دوں تو خدا کے دارالحکومت کا پہلوان بن جاؤں گا پس اس نے اپنے آپ سے کہا کہ رضائے خدا کے لئے اس بوڑھی عورت کو ناامید نہیں کروں گا۔

پھر اس نے عورت کی طرف دیکھ کر کہا کہ ماں تمہاری نذر قبول ہو گئی۔ اس نے اپنے چالیس حامیوں میں حلوا تقسیم کیا اور شہر میں وارد ہو گئے ۔

معین دن میں دارلحکومت کا پہلوان ، ہوا‌س باختہ پوریا کے ساتھ کشتی لڑنے کے لئے حاضر ہوا۔پوریا کے حامیوں نے اس سے کہا کہ ہم میدان میں جاکر اس کو سبق سکھاتے ہیں۔انہوں نے بہت اصرار کیا لیکن پوریانے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ میرا کام ہے اور کسی دوسرے کو اس سے سروکار نہیں۔

پوریا میدان میں گیا وہ اپنے نفس کو ہرانے کی ہمت رکھتا تھا دارالحکومت کا پہلوان اس سے لڑنے کے لئے آیا ۔پوریا نے اپنے آپ کو سست کرلیا اور اس کے حریف نے دیکھا کہ وہ بہت سست ہے اس کا دل قوی ہو گیا اس نے پوریا کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گیا ۔ جب پوریا کی پیٹھ زمین پہ لگی تو اس کے لئے بہت سے راز منکشف ہو گئے ۔

----

[1]۔ سورہ صف آیت :۱۴

افتادگی آموز اگر قابل فیضی   ہر گز نخورد آب زمینی کہ بلند است

اگرچہ اس جوان نے پوریا کو پچھاڑ دیا ۔ لیکن خدا نے اسے اولیاء پاک میں سے قرار دیا یہ شعر پوریا ولی کے سرود میں سے ہے ۔

گر بر نفس خود امیری مردی   وربر دگری نکتہ نگیری مردی

مردی نبود فتادہ را پای زدن   گر دست فتادہ ای بگیری مردی

اگر تمہیں اپنے نفس پر اختیار ہواور دوسروں پر نکتہ چینی نہ کرو تو تم مرد ہو،گرے ہوئے کو ٹھوکر مارنا مردانگی نہیں ہے بلکہ گرے ہوئے کو تھامنا مردانگی ہے۔آپ بھی پوریا کی طرح پختہ عزم وارادہ اور خدا کی امداد اور رہنمائی سے نفس کی مخالفت کر سکتے ہیں اور مختصر مدت میں اس پر قابو پا سکتے ہیں۔

اصلاح نفس کے ذریعہ روحانی قوت سے استفادہ [۱۰]

نفس کے بارے میں بہت بات اہم ہے جالب اور قابل توجہ ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے ۔

لیکن ہم خلاصتاً کہتے ہیں کہ جس طرح نفس ہمیں اپنے فطری مقام سے حیوانات کے درجہ پر گرادیتا ہے اسی طرح یہ ہمیں نورانی، روحانی اور ملکوتی ملکوت کے بلند مقام پر پہنچاسکتا ہے ۔

حضرت امیر المومنین (ع) فرماتے ہیں :

" مَن اَصلَحَ نَفسَه مَلَکَها "[1]

جو اپنے نفس کی اصلاح کرے وہ اس کا مالک ہے ۔

جو اپنے نفس کا مالک ہوا وہ اس کی قوت و قدرت سے بہرہ مند ہوتا ہے ۔کیونکہ اصلاح وتہذیب نفس سے نفس عقل کے تابع ہوجاتا ہے ۔ اس وقت پست نفسانی خواہشات کنٹرول ہوجاتی ہیں حتی کہ نفسانی خطورات بھی آسانی سے صفحۂ ذہن کو آلودہ نہیں کرسکتے ۔ اب اس وقت نفسانی خواہشات نیز گرائش رحمانی حاصل کر لیتی ہیں۔پھر آہستہ آہستہ نفس عقل کے ہمراہ اور ہمقدم ہوجائے گا پھر وہ عقل سے مبارزہ نہیں کرے گا بلکہ قوت عقلی کی پشتیبانی کرے گا جب آپ کی نفسانی قدرت مکمل طور پر قوہ عقلی کے ماتحت و تابع ہوجائے تو حالت(تروّح) ایجاد ہوتی ہے اس دوران آپ اپنے جسم سے مادیت کے آثار کو نکال سکتے ہیں اور مادہ کے اثرات کو ختم کرکے خوبصورت اور جذاب ترین حالات ایجاد کرسکتے ہیں۔

----

[1]۔ شرح غرر الحکم:ج ۵ ص۱۶۰

قدرت نفس

بزرگوں میں سے ایک بزرگ نفس کی قدرت یوں بیان کرتے ہیں ۔

نفس اپنے مقام میں خلاقیت سے خالی نہیں ہے کیونکہ انشاء وررکھتا ہے اور اس وجہ سے خلاقیت ق کی صفت کا مظہر ہے ۔

اے عزیز ! تم میں بھی یہ مظہریت ہے لیکن تمہارا اثر مطلوب ضعیف ہے ،چونکہ تمہارا وجود ضعیف ہے۔ تم آگ کا دریا خلق کرتے ہو حالانکہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ ور خیالیہ اگر قوی ہوجائیں تو اثر پیدا کرتی ہیں انبیاء کے معجزات میں سے ایک قوت نفس تھی کہ جسے محض ارادہ کرنے سے خلق کردیتے تھے لیکن چونکہ ہمارا نفس ضیّق ہے جو اس سے بڑھ کر توان و قوت نہیں رکھتا اسی وجہ سے بہشت میں نفوس قوت پائیں گے پس! ایسا کام کرو کہ یہ نفس اسی دنیا میں کامل ہوجائے

کیونکہ جب انسان کا نفس اصلاح و تکمیل کے ذریعہ خلاقیہ قدرت سے آراستہ ہوگا محض فکر وخطور سے جس چیز کا ارادہ کرے اسے خارج میں متحقق کرسکے گا ۔

جی ہاں ! جس طرح حضرت امیرالمومنین (ع) فرماتے ہیں :

" مَن قَویَ عَلیٰ نَفسه تَنَاهٰی فی القدرَة" [1]جو اپنے نفس پر قوی ہوجائے وہ قدرت کے لحاظ سے انتہاء کو پہنچ جاتا ہے

آپ بھی پختہ ، سنجیدہ عزم و ارادہ کے ذریعہ خداوند متعال سے مدد طلب کرکے اپنے نیک رفتاروکردار سے اپنے مستقبل میں عظیم تحول ایجاد کریں اور ایک جدید اورممتاز قدرت و شخصیت حاصل کریں۔

----

[1]۔ شرح غرر الحکم: ج ۵ ص۱۵۴

نتیجۂ بحث

خداوند کریم نے انسان کو اس طرح خلق کیا ہے کہ جو اپنے اندر موجود عظیم روحانی قدرت سے استفادہ کر سکتا ہے لیکن انسان کا نفس اسے نابود اور برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔نفس کی مخالفت خود سازی کے اساسی عوامل وشرائط میں سے ہے اپنے نفس کو کنٹرول کریں تاکہ عقلی قوت رشد وپرورش پائے آپ اپنے نفس کی مخالفت سے اپنی عقل کو قوی بنائیں اور نہ صرف اس قوت کو نابودی کے خطرے سے بچائیں بلکہ اسے فعال بنا کر خلاقیت بخشیں ۔

روحانی قوت کے لحاظ سے پیشرفت کرکے تکامل تک پہنچیں بلکہ کلاً نفس کی مہار اپنے ہاتھوں میں لیں اور خواہشات نفسانی کی مخالفت کرکے اس کی اصلاح کریں تاکہ آپ کے وجود میں عجیب اور ذہنوں سے بالاتر قدرت فعال ہوجائے اور پھر اس سے استفادہ کریں اور بزرگان کی طرح روحانی قوت کے ذریعہ دین اور مکتب اہل بیت کی بہترین طریقے سے خدمت کریں۔

زد سحر طائرقدسم زسرصد رہ صفیر کرد — کہ در این دامگہ حادثہ آرام مگیر

بال بگشا وصفیر از شجر طوبی زن — حیف باشد چوتو مرغی کہ اسیر قفسی

طائر قدسی ہمہ وقت یہ آواز دے رہا ہے کہ خبردار اے جال میں پھنسے پرندے آرام سے نہ بیٹھو بلکہ دام سے نکل جانے کی بھرپور کوشش کرو ،اور ہمیشہ بال و پر مارتے رہو۔تاکہ قفس سے آزاد ہوجاؤ لیکن صد افسوس کہ تم جال میں پھنس چکے ہو۔

دسواں باب

صبر و استقامت

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

"مَرَارَة الصَّبرتَذهبهاَ حَلاَوَة الظَّفر "

صبر کی تلخی کامیابی کی حلاوت و شیرینی ختم کر دیتی ہے ۔

صبر اسرار کے خزانوں کی کنجی

صبر واستقامت ارادہ کی تقویت کا باعث

صبر حضرت ایوب (ع)

اپنے نفس کو صبر واستقامت کے لئے آمادہ کرنا

مرحوم علی کَنی اور ان کے صبر کا نتیجہ

صبر قوت وقدرت کا باعث

نتیجہ بحث

صبر اسرار کے خزانوں کی کنجی

ان تلخیوں میں صبر سے کام لیں تو پھر انسان ان تلخیوں کو بھول جاتا ہے اور انسان کے لئے سختیاں آسان ہوجاتی ہیں ۔

بزرگان الٰہی شیریں نتائج تک پہنچنے کے لئے صبر سے کام لیتے اور صبر کو اسرار کے خزانوں کی چابی سمجھتے ۔ وہ معتقد تھے کہ ان خزانوں تک پہنچنے کے لئے ان کی چابی یعنی صبر کا ہونا ضروری ہے ۔

حضرت امام حسن (ع) اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں :

فَلَستم ایّھاالناس نَائلین مَا تحبّونَ الَّا بالصَّبرعَلیٰ مَا تکرھون [1]

اے لوگو ! تم جسے چاہتے ہو اس تک نہیں پہنچ سکتے مگر یہ کہ جس چیز سے تمہیں کراہت ہو اس پر صبر کرو ۔

اس زمان میں امام حسن مجتبیٰ (ع) ہدف تک پہنچنے کے لئے صبر کو مستقیم راہ قرار دیتے ہیں ۔ مورد نظر اہداف تک پہنچنے کے لئے شرط موانع اور مشکلات کے مقابلہ میں صبر کرنا ہے کیونکہ صبر قوت وارادہ کی ہمت میں اضافہ کا باعث ہے۔

----

[1]۔ بحار الانوار: ج ۵۰ ص ۴۴

صبر واستقامت ارادہ کی تقویت کا باعث

ارادہ کی بحث میں ہم نے اس کے مثبت اثرات کو ذکر کیا اور ہم نے عرض کیا کہ کہ ہر بلند اہداف رکھنے والے کے لئے ارادہ کا وجود ضروری ہے نیز ہم نے ارادہ کو ایجاد اور اسے تقویت دینے کے طریقے بھی ذکر کئے اب ہم مورد بحث موضوع میں اس کی اہمیت کو بیان کریں گے ۔

صبر ارادہ کی مؤثر ترین راہ ہے اس کی وجہ سے صبر کرنے والے شخص کی قدرت ارادہ قوی ہوجاتی ہے۔ قدرت ارادہ کے قوی ہونے سے مشکلات اور سختیاں آسانی سے حل ہوجاتی ہیں خداوند متعال قرآن مجید میں فرماتا ہے :

" وَاصبر عَلیٰ مَا اَصَابَکَ انَّ ذٰلکَ من عَزم الامور"[1]

اس راہ میں جو مصیبت پڑے اس پر صبر کرو یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔

----

[1] ۔ سورہ لقمان آیت:۱۷

اگر ز ـ م حوادث مصیبتی رسدت

درین نشین حرمان کہ موطن خطر ست

مکن بہ دست جزع دام صبوری چاک

کہ آہ و نالہ درینجا مصیبت دگر ست

اگر تمہیں زمانے کے حوادث میں سے کوئی مصیبت پیش آئے تو اس کی وجہ سے مایوس نہ ہو جانا کیونکہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے مصیبتوں پر واویلا کرکے صبر کا دامن چاک نہ کرنا کیونکہ یہاں آہ و واویلا کرنا ایک اور مصیبت ہے۔

جو مصیبتوں سختیوں اور مشکلات کے سامنے صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں تو مشکلات کو تحمل کرنے سے ان میں عزم وارادہ قوی اور راسخ ہوجاتا ہے ۔کیونکہ صابر انسان جب مشکلات و مصائب کو برداشت کرتا ہے تواس سے اس میں قوت ارادہ تقویت پاتی ہے اور اسے دیگر موانع کے سامنے بھی صبر واستقامت کے لئے آمادہ کرتا ہے۔کبھی قوت مقاومت اس قدر زیادہ ہوجاتی ہے کہ اس کا دل لوہے کی طرح مضبوط ہوجاتا ہے ۔

پھر وہ ہر قسم کے شیطانی وسوسہ اور خواہشات نفسانی کے مقابلے میں مقاومت کر سکتا ہے۔ ایسا انسان اپنی توانائی کے مطابق امر ولایت آل اللہ کو قبول کرتا ہے اور خاندان وحی کے عقائدومعارف کو دل وجان سے قبول کرتا ہے اور خدا کے امتحان سے عہدہ برآمد ہوتا ہے ۔

صبر حضرت ایوب (ع)

حضرت ایوب (ع) وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے مشکلات ومصائب کے سامنے صبر کیا اور خداوند متعال کے سخت امتحان سے بخوبی عہدہ برآمد ہوئے ۔

وہ مختلف گرفتاریوں اور مصائب میں مبتلا ہونے سے پہلے چالیس سال تک انہیں خدا کی عظیم نعمتیں میسر رہیں ۔ہر دن ہزار افراد ان کی نعمتوں کے دسترخوان سے استفادہ کرتے اور ان کی زراعتی زمین اس حد تک تھی کہ انہوں نے امر فرمایا تھا کہ ہر انسان یا حیوان ان کی زراعت سے جس چیز سے بھی چاہے استفادہ کر سکتا ہے چار سو غلام ان کے اونٹوں کے نگہبان تھے ۔

پھر ایک دن حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور کہا ! اے ایوب تمہاری نعمتوں کا زمانہ ختم ہو گیا اب مصیبتوں اور گرفتاریوں کا وقت آپہنچاہے، اب ان کے لئے آمادہ و تیار رہو ۔

حضرت ایوب (ع)مصیبتوں کے آنے کے منتظر تھے ۔ ایک دن نماز صبح کے بعد اچانک ایک آواز آئی یہ پردرد ناک آواز تھی جس کی طرف آپ متوجہ ہوئے،یہ شبان کی آواز تھی۔

جناب ایوب (ع) نے پوچھا شبان کیا ہوا ہے ؟ شبان نے کہا پہاڑوں کے دامن سے آنے والے سیلاب میں تمام گلہ بہہ گیا ہے اسی وقت نگہبان اپنی گریبان چاک کرکے آیا اور کہا ! سمانی بجلی گرنے سے تمام اونٹ ہلاک ہوگئے ۔

اسی وقت ۔ باغبان ہراسان ہوکر آیا اور کہا آندھی چلنے سے تمام درخت گر گئے ۔حضرت ایوب() یہ سب سن رہے تھے اور ذکر خدا میں مشغول تھے کہ ان کے بیٹوں کا معلم آہ وفغاں کرتا ہوا آیا اور کہا کہ آپ کے بارہ بیٹے آپ کے بڑے بھائی کے گھر مہمان تھے اچانک گھر کی چھت ان پر گری اور تمام کے تمام اس دنیا سے چلے گئے ۔

اس وقت حضرت ایوب (ع) کی حالت تھوڑی تبدیل ہوگئی لیکن وہ جلد ہی متوجہ ہوگئے اور سجدہ میں گرکر کہا:

پروردگارا! جب تم میرے ساتھ ہو تو گویا میں ہر چیز رکھتا ہوں جب ان کا تمام مال اور اولاد ختم ہوگئے تو پھر ان پر طرح طرح کی بیماریوں نے حملہ کیا وہ کئی سال تک بدترین وضعیت وکیفیت میں رہے لیکن انہوں نے اسی طرح صبر واستقامت کا دامن نہ چھوڑا اور خدا کے سخت ترین امتحان میں کامیاب ہوئے یہاں تک کہ امتحان کا وقت تمام ہوا ۔

انہوں نے سالوں بعد خدا کی بارگاہ میں عرض کیا:

"انّی مَسَّنی الضّرّوَ اَنتَ اَرحَمَ الرَّاحمین"[1]

مجھے بیماری نے چھو لیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے ۔

پھر ان کی دعا مستجاب ہوئی اور انہیں مشکلات ومصائب سے نجات ملی ۔

ترسم بہ عجز حمل نماید وگرنہ من شرمندہ می کنم بہ تحمل زمانہ را

میں اپنے عجز و ناتوانی سے خائف ہوں کہ کہیں وہ مجھے اپنی لپیٹ میں نہ لے ورنہ میں زمانے کی سختیوں کو برداشت کرکے شرمندہ کر سکتا ہوں۔

----

[1]۔ سورہ انبیاء آیت :۸۳

اپنے نفس کو صبر واستقامت کے لئے آمادہ کرنا

بعض لوگ مصائب ومشکلات کے مقابل میں صبور وبردبار ہوتے ہیں اور بعض لوگ زندگی کی تلخیوں اور مصائب اور مشکل امور کے مقابل میں تحمل وبرداشت کی طاقت نہیں رکھتے ۔

ایسے افراد پر ایسی مشکلات جنہیں صبر واستقامت کے ذریعہ ختم کر سکتے ہیں ۔ ان کو ختم کرنے کے بجائے پر اور مشکلات ایجاد کرتے ہیں جو ان کی زندگی کو برباد کردیتی ہیں ۔

حضرت امیرالمومنین (ع) فرماتے ہیں :

" وَ عَوِّد نَفسکَ باالتَّصَبّرَ"[1]

اپنے نفس کو صبر و استقامت کی عادت ڈالو ۔

کیونکہ نفس آرام پسند ہے جو کہ سختیوں اور تلخیوں سے بھاگتا ہے ۔

جو انہیں تحمل کرنے کی تاب نہیں رکھتا وہ کبھی بھی بلند مقامات تک نہیں پہنچ سکتا ۔ اگر چاہتے ہیں کہ نفس مشکلات ودشواریوں کو تحمل کر سکے تو صبر کا درس سیکھیں اور اپنے نفس کو صبر کرنے کی عادت ڈالیں تاکہ عظیم واعلی اہداف تک پہنچ سکیں

----

[1] ۔ نہج البلاغہ مکتوب: ۳۱

کیونکہ کسی بھی کام میں اکراہ واجبار کاکوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ بہت سے موارد میں اس کے منفی اثرات ہوتے ہیں ، حتی کہ صبر واستقامت بھی اس صورت میں نافع ہے کہ نفس اسے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو ۔ اسی وجہ سے حضرت خضر(ع)نے حضرت موسیٰ (ع)سے فرمایا :" وَ طَنِّ نَفسَکَ عَلَی الصَّبر "[1] اپنے نفس کو صبر کے لئے آمادہ کرو۔

جب انسان صبر واستقامت سے کام لے تو وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے ۔

صبر وظفر ہردو از دوستان قدیمند   بر اثر صبر ، نوبت ظفر آید

یعنی صبر اور کامیابی دونوں قدیم دوست ہیں صبر سے کام لینے کے بعد پھر کامیابی کی باری آتی ہے۔ اسی طرح ان کے ارشادات میں سے ہے:" رَضِّ نَفسَکَ عَلَی الصَّبر تخلّص من الاثم"[2]

اپنے نفس کو صبر پر راضی رکھو تاکہ گناہوں سے نجات پا سکو ۔

کیونکہ جب آپ نے اپنے نفس کو صبر کے لئے آمادہ و راضی نہ کیا تو باطنی اکراہ اور نفس کی بے میلی برے اثرات کا موجب بنے گی ۔ پھر نفس کی طغیانی اور سرکشی آپ کی شکست کا باعث بنے گی۔

جی ہاں! اہل بیت عصمت و طہارت نے ہمیں صبر و استقامت کا امر فرمایا اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ صبر امتحانات الٰہی میں کامیابی کا وسیلہ ہے صبر کے ذریعہ انسان آزمائش کے طور پر آنے والے مشکلات ومصائب کے مقابلے میں اپنے اعمال وا عتقادات پہ ثابت قدم رہتا ہے تمام اولیاء خدا کو یہ امتحانات در پیش آئے اور انہوں نے شدید مشکلات میں بھی مشیت خدا کے سامنے سر تسلیم خم کیا ۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج ۳۴ ص ۶۱

[2] ۔ بحار الانوار:ج ۱ص ۲۲۷

مرحوم علی کَنی اور ان کے صبر کا نتیجہ

جنہوں نے مشکلات کے مقابلہ میں صبر سے کام لیا اور اپنے راسخ عزم اور ایمان کو ثابت کیا ان میں سے ایک ملا علی کَنی ہے ۔ وہ نجف اشرف میں انتہائی فقر و احتیاج کے عالم میں زندگی بسر کررہے تھے وہ ہر ہفتہ میں ایک رات مسجد سہلہ میںجاتے اور دوسروں کو متوجہ کئے بغیر مسجد کے اردگرد کناروں میں ڈالے گئے روٹی کے ٹکڑوں کو جمع کرتے اور مدرسہ لے جاتے اور ایک ہفتہ اسی پر گزر بسر کرتے وہ مدتوں اسی طرح کرتے رہے اور صبر استقامت کو اپنی عادت بنا لیا پھر وہ نجف اشرف سے عازم کربلا ہوئے انہوں نے وہاں بھی انتہائی سختی اور تنگدستی میں زندگی گزاری لیکن کبھی صبر کا دامن نہ چھوڑا، اور استقامت سے کام لیتے رہے پھر وہ اپنی مشکلات سے نجات پانے کے لئے حضرت حر سے متوسل ہوئے یہ رسم تھی کہ تنگدست افراد چہار شنبہ کے چند ہفتے حضرت حر کی زیارت کو جاتے اور ان سے متوسل ہوتے۔ جناب حر سے متوسل ہونے سے ان کی مادی مشکلات حل ہوجاتیں مرحوم علی کَنی چہار شنبہ کی رات حضرت حر کی زیارت کو جاتے اور ایک رات حضرت حر نے خواب میں ان سے فرمایا میرے آقا نے تمہیں تہران کا آقا قرار دیا ہے ۔

اگلے روز ایک مومن ملا اور اسے پانی کا مشکیزہ دیا دوسرے شخص نے اس سے وہ مشکیزہ ایک سال کے لئے 25 تومان پر اجارہ پہ لے لیا ۔ مرحوم علی ان پیسوں کے ذریعہ تہران پہنچ گئے دوسرے سال وہ مشکیزہ چار سوتومان پر اجارہ دیا آہستہ آہستہ ان کا حکم مانا جانے لگا ۔ یہاں تک کہ ناصر الدین شاہ ان سے خائف ہونے لگا ۔

کہتے ہیں کہ شاہ کے حکم پہ تہران میں ایک خیابان بنا ئی گئی کہ جس کی وجہ سے ایک چھوٹی سی مسجد کو خراب کیا گیا چونکہ یہ شاہ کا حکم تھا لہٰذا تہران کے علماء اس کی مخالفت نہ کرسکے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ اس مسجد کے عوض دوسری جگہ ایک بڑی مسجد بنائی جائے مرحوم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے شاہ کو ایک خط لکھا جس کی ابتداء میں لکھا تھا۔

" بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرَّحیم اَ لَم تَرَ کَیفَ فَعَلَ رَبّکَ باَصحاب الفیل"

شاہ مسجد کو توڑنے سے باز رہا اور خیابان کا راستہ تبدیل کردیا ایک دن ناصر الدین شاہ اپنے خدام کے ہمراہ شکار کے قصد سے شہر کے دروازے سے باہر گیا شہر سے نکلنے کے بعد تہران کا نظارہ کیا اور پھر دیر فکر کرنے کے بعد اپنے ارادہ پرُ پشیمان ہوا اور واپس شہر چلا گیا اس کےُ بعض قرابت داروں نے اس کی وجہ پوچھی تو شاہ نے یہ جواب دیا جب شہر سے باہر نکلا تو میری نظر شہر کے دروازوں پر پڑی تھی تو مجھے خیال آیا کہ اگر حاجی علی نے حکم کیا کہ شہر کے دروازوں کو بند کردو اور پھر نہ کھولیں تو میں کیا کروں گا؟ اس خوف و وحشت سے میں نے سوچا بہتر یہ ہی ہے کہ واپس شہر چلا جاؤں مرحوم علی کنی کہ تجملات ایسے تھے کہ جو شہزادوں کے لئے بھی مورد توجہ تھے۔ کہتے ہیں کہ ناصرالدین شاہ کی بیٹی عراق گئی اور نجف اشرف میں مرحوم شیخ انصاری کی زیارت سے شرفیاب ہوئی اس نے زہد عیسوی اور ورع یحیوی کی علائم شیخ میں پائے ۔ شیخ کے کمرے کے آدھے فرش پر ایک بوریا بچھا ہوا تھا حصیر کا ایک دستر خوان دیار پر آویزان تھا اور ایک چراغ تھا کہ جس سے نصف کمرے میں روشنی تھی جب اس نے کمرے کی یہ حالت دیکھی تو اس سے رہا نہ گیا اور کہا کہ اگر مجتہد وملا ایسے ہیں تو پھر ملا علی کیا کہتا ہے ؟

ابھی اس کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ مرحوم شیخ انصاری اس کے بیان سے غضبناک ہوئے کہ وہ رونے لگی اور کہا آقا میں توبہ کرتی ہوں مجھے علم نہیں تھا ۔ مجھے معاف فرمائیں ۔ شیخ نے اس کی غلطی سے در گزر فرمایا اور کہا جناب علی کنی کو حق ہے کہ وہ ویسی زندگی گزاریں ۔ کیونکہ وہ تمہارے باپ کے سامنےُ ویسی ہی زندگی گزارے لیکن میں طلاب کے درمیان رہتا ہوں لہٰذا – امیری زندگی بھی طلاب کے مانند ہونی چاہئے اگر مرحوم علی مشکلات کے مقابل میں صبر و استقامت کا مظاہرہ نہ کرتے تو انہیں یہ تمام محبوبیت ، قدرت و عظمت کیسے حاصل ہوتی۔

صبر قوت وقدرت کا باعث

خداوندتعالیٰ صبر کو مدد اور استعانت کا وسیلہ قرار دیتا ہے اور قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے:

"وَاستَعینوا با الصَّبرِ وَ الصَّلٰوۃ " [۱]

صبر اور نماز کے ذریعہ مدد مانگو ۔

خداوند متعال نے صبر کو نماز کے ساتھ بلا ، اس پر مقدم فرمایاہے جو اس بات کا اشارہ

ہے کہ صبر کی وجہ سے انسان میں ایجاد ہونے والی قوت بخش آثار سے بخوبی مدد لے سکتے ہیں انسان صبر کی وجہ سے خدا کی غیبی

امداد سے بھی بہرہ مند ہوتا ہے یہ غیبی امداد ملائکہ صبر کرنے والوں تک پہنچاتے ہیں قرآن نہ صرف صبرواستقامت کو انسان وظیفہ۔

قرار دیتا ہے بلہ ، اس کے علاوہ یہ حکم بھی دیتا ہے کہ دوسروں کو بھی صبر کا امر کرو ۔

خدا وند متعال قرآن میں‌فرماتا ہے :

" یا ایھا الَّذینَ اٰمَنوا اصبروا وَ صَابروا وَ رَابطوا "[۲]

اے ایمان والو صبر کرو صبر کی تعلیم دو ۔

----

[۱] ۔ سورۂ بقرہ آیت: ۴۵

[۲] ۔ سورہ آل عمران آیت: ۲۰۰

انسان صبر واستقامت کے ذریعہ بیشتر قوت و قدرت حاصل کرتا ہے جس سے وہ مشکلات اور سختیوں کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے ۔ مشکلات کو تحمل کرنے کے لئے آمادگی اور مخالف قوت کے سامنے مقاومت میں اہم نقش رکھتا ہے ۔

خداوند متعال قرآن مجید میں فرماتا ہے :

" ان یَکن منکم عشرونَ صَابرون یَغلبوا "[1]

اگر ان میں سے بیس بھی صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آجائیں ۔

کیونکہ صبر انسان کی جسمانی قوت میں اضافہ کرتا ہے اوراسے دشمن کے سامنے مقاومت اور ثابت قدم رکھتا ہے ۔

پافشاری واستقامت میخ   سزد از عبرت بشر گردد

بر سرش ہرچہ بیشتر کوبی   پافشاریش بیشتر گردد

یعنی استقامت اور ثابت قدمی میخ کی شان ہے جس میں انسانوں کے لئے سبق ہے کیونکہ میخ کے سر پر جتنا زیادہ مارو وہ اتنا ہی زیادہ محکم اور ثابت قدم ہو جاتا ہے۔

----

[1]۔ سورہ انفال آیت: ۶۵

نتیجۂ بحث

عظیم مقاصد تک رسائی حاصل کرنے کی شرائط میں سے ایک اہم شرط صبر واستقامت ہے اپنے نفس کو صبرواستقامت پرتیار رکھو ۔ تاکہ بڑی سے بڑی مشکل بھی آپ کے لئے آسان ہوجائے ۔ صبر واستقامت سے آپ کی قوت ارادہ میں بھی اضافہ ہوتا ہے ۔

صبر واستقامت ۔ پانی کے ایسے بند کی مانند ہے جو پانی کو ضائع ہونے سے روکتا ہے یہ آپ کی توانائی کو متمرکز کرتا ہے ۔

بزرگوں نے بڑے سے بڑے موانع کو بھی صبر واستقامت سے برطرف کیا اور اپنی دیرینہ آرزو کو پورا کیا اس وقت زندگی کی تمام تلخیاں ، ناکامیاں صبر کی وجہ سے لذت میں تبدیل ہوجاتی ہیں آپ بھی صبر واستقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور بڑی بڑی مشکلات اور مصائب کے سامنے ثابت قدم رہیں تاکہ آپ بھی کامیاب بزرگان کی طرح اپنے اعلیٰ اور باارزش مقاصد کے حصول میں کامیاب ہوسکیں۔

باغبان گر پنج روزی صحبت گل بایدش

بر جفای خار ہجران ، صبر بلبل بایدش

اگر باغبان ۔ پانچ دن پھول کی صحبت میں رہے تو کانٹوں کی جفا سے رونما ہونے والی جدائی میں وہ بلبل کی مانند صبر سے کام لے۔

گیارہواں ہ ب

اخلاص

حضرت امیر المو منین علی علیہ ا لام ز رماتے ہیں :
" عندَ تَحَقّق الاخلَاص تَستَنیر البَصَائر "

جب اخلاص متحقق ہوجائے تو بصیرت نورانی ہوجاتی ہے۔

اہمیت اخلاص

اخلاص کا نتیجہ

صاحب جواہر الکلام کا اخلاص

م کیا صاحب اخلاص بن سکتے ہیں ؟

زحمت اخلاص

نتیجہٴ بہ

اہمیت اخلاص

اخلاص یعنی انسان کے کردار ورفتار کا ریا، ظاہر اور تمام شرک آمیز امور سے پاک ہونا یہ بہت اہم اور باارزش صفات میں سے ہے کہ خداوند کریم نے اپنے بعض بندوں کو اسی کی جو عالی مراتب رکھتے ہیں ۔خداوند متعال حضرت موسیٰ (ع) کے بارے میں فرماتا ہے :

" وَ اذکر فی الکتاب موسیٰ انَّه کَانَ مخلصاًوَ کَانَ رَسولاًنَبیّاً "[1]

اور اس کتاب میں موسیٰ کا ذکر کیجئے وہ یقیناً برگزیدہ نبی مرسل تھے ۔

اور حضرت یوسف (ع) کے بارے میں فرمایا :

"انَّه من عبَادنَا المخلصین "[2]

کیونکہ یوسف ہمارے برگزیدہ و مخلص بندوں میں سے تھے ۔

----

[1] ۔ سورہ مریم آیت: ۵۱

[2]۔ سورہ یوسف آیت: ۲۴

امام جواد (ع) اخلاص کو امام زمانہ کے تین سو تیرہ سپاہیوں کی صفات میں سے ایک قرار دیتے ہیں اور انہیں اس صفت و خصلت سے آراستہ ہونے کا حکم دیتے ہیں۔

حضرت امام محمد تقی (ع) فرماتے ہیں :

" فَاذا اجتَمَعَت لَہ ھٰذہ العدَّة من اَھل الاخلَاص اَظھر اَمرَہ "[1]

جب اہل اخلاص میں سے یہ گروہ حضرت مہدی کی خدمت میں آئے تو امام زمان اپنے امر کو ظاہر فرمائیں گے ۔

کیونکہ وہ بزرگان غیر معمولی توانائی اور غیر عادی قدرت سے بہرہ مند ہیں ، اخلاص ان کی ضروری صفات میں سے ہے تاکہ وہ اپنی روحانی طاقت سے کاملاً امام زمان کی ولایت وحکومت کے تحت استفادہ کریں ۔

----

[1] ۔ بحار الانوار:ج۲۸ص۳۵۲

اخلاص کا نتیجه

اگر ہمارا کردار ورفتار نفس کی پیروی کی بنیاد پر ہو تو ہماری زندگی تباہ ہوجائے گی۔ اور آخرت میں نقصان کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوگا لیکن ہمارے اعمال میں خدا کے لئے اخلاص ہو تو ہماری زندگی پر ثمر ہوجائے گی اور دنیا و آخرت میں بہترین نتیجہ حاصل ہوگا ۔

حضرت امام صادق (ع) اپنی گفتار میں فرماتے ہیں :

" اَلاخلَاص یَجمَع حَوَاصلَ الاَعمَال "[1]

اخلاص اعمال کے نتیجہ کو جمع کرتا ہے ۔

جب انسان کے کردار کے ثمرات ونتائج جمع ہوتے ہیں تو اس اجتماع سے ایک عظیم قوت وطاقت تشکیل پاتی ہے جس طرح پانی کا قطرہ قطرہ دریابن جاتا ہے ۔ اخلاص بھی انسان کے رفتارو کردار کے ثمرات کو جمع کرتا ہے اور نفس میں ایک عظیم قوت کو ایجاد کرتا ہے ۔

----

[1] ۔ بحارالانوار :ج۷۰ ص۲۴۵

صاحب جواہر الکلام کا اخلاص

تاریخ کے صفحات کی ورق گردانی سے اس حقیقت کے بارے میں بہت سے شواہد ملیں گے نمونہ کے طور پر صاحب جواہر الکلام کا تذکرہ کرتے ہیں ۔

مرحوم محدث قمی لکھتے ہیں :

اسلام میں حلال وحرام کے متعلق جواہر الکلام جیسی کتاب نہیں لکھی گئی صاحب جواہر الکلام نے پچیس سال کی عمر میں شرح شرائع یعنی جواہر الکلام کو تحریر کرنا شروع کیا۔

وہ فقر وتنگدستی کے باعث ضروری کتب خرید کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے لہذا انہوں نے جواہر الکلام لکھنا شروع کی تاکہ یہ شخصاً ان کے سفر میں ہمراہ ہو اور جب لوگ ان سے کوئی مسئلہ دریافت کریں تو وہ ضرورت کے وقت اس کی طرف رجوع کریں ۔

انہوں نے وہ کتاب اپنے لئے لکھی تھی نہ کہ دوسروں کے لئے ان میں کسی قسم کا ریا وتظاہر نہیں تھا۔ ان کے زمانے میں بیس علماء شرح شرائع لکھنے میں مشغول تھے ۔ لیکن ان میں سے نہ تو کوئی منتشر ہوئی اور نہ ہی مکمل ہوئی ۔

مرحوم صاحب جواہر الکلام کے ایک فرزند تھے کہ جن کا نام شیخ حمید تھا کہ جو ان کے کام اور دیگر امور انجام دیتے اور وہ اپنی کتاب کے تکمیل میں مصروف رہتے لیکن شیخ ناگہانی موت سے اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور صاحب جواہر الکلام کو داغ مفارقت دے گئے ۔

وہ خود فرماتے تھے کہ اپنے فرزند کی موت کے بعد مجھے دن رات چین وقرار نہیں تھا ۔ میں ہمیشہ مضطرب ومتفکر رہتا ۔ ایک رات میں کسی مجلس سے گھر جانے کے لئے نکلا تو میں راستہ میں فکر کے عالم میں جارہا تھا کہ کسی ہاتف نے میرے پیچھے سے آواز دی:

" لَا تَفکر ،لَکَ اللّٰہ "

فکر نہ کرو خداتمہارے ساتھ ہے ۔

جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا اس وقت خدا کی حمد کی اور خدا کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ اس رات کے بعد خدا نے اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دیئے ۔ میرے امور منظم ہوگئے اور حالات بھی بہتر ہو گئے ۔اس آواز کو سننے کے بعد اطمینان قلب کے ساتھ صاحب جواہر الکلام کتاب کو لکھنے میں اور اسے تمام کرنے میں مصروف ہوگئے ۔

یہ ان کے مخلصانہ عمل کا نتیجہ تھا سخت ترین حالات میں ان کی مدد کی گئی ایک ندائے غیبی کو سننے کے بعد وہ ایک علمی وپرارزش کتاب جواہرالکلام کو تکمیل کرنے میں کامیاب ہوئے ۔

اگر ہاتف غیبی سے ان کی مدد نہ ہو تو ایک مفصل ترین فقہی کتاب یعنی جواہر الکلام کی تالیف مکمل نہ ہوتی ۔مرحوم صاحب جواہرالکلام ، حضرت علی (ع) کے فرمان کے روشن مصداق ہیں ۔

حضرت امیرالمومنین (ع) فرماتے ہیں :"طوبیٰ لمن اَخلَصَ للہ العبَادَۃ وَ الدّعَاءَ"[1]

خوش بخت ہے وہ شخص کہ جو خدا کے لئے عبادت اور دعا کو خالص کرے ۔

وہ اپنے اس اخلاص کے ذریعہ نہ صرف اس دنیا میں سعادتمند ہوئے بلکہ آخرت میں بھی کامیاب و سرفراز ہیں۔

----

[1] ۔ بحارالانور :ج۷۷ص۲۲۹

ہم کیا صاحب اخلاص بن سکتے ہیں؟

فرمودات اہل بیت علیہم السلام میں اخلاص کے لئے اہم و قیمتی آثار ذکر ہوئے ہیں ۔ اخلاص اس حد تک اہمیت کا حامل ہے شاید بعض لوگ گمان کریں کہ اخلاص کا حصول، سب کا وظیفہ نہیں ہے بلکہ یہ صرف ممتاز شخصیات اور اولیاء خدا کے لئے ضروری ہے فقط وہ ہی اخلاص کی نعمت سے بہرہمند ہوں ۔ لیکن قرآن مجید ایک عمومی دعوت میں فرماتا ہے :

" فَادعوا اللہ مخلصینَ لَہ الدّ ینَ وَ لَوکَرہَ الکَافرونَ" [۱]

پس دین کو صرف اسی کے لیے خالص کرکے اللہ ہی کو پکارو اگرچہ کفار کو برا لگے۔

اس آیت سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ ہر انسان کے دینی اعمال ریاء سے پاک ہوں اور انہیں اخلاص اور خشوع اور خضوع سے بجا لائے۔ بلکہ اس طرح روایات میں آیا ہے کہ انسان اپنے تمام اعمال اور رفتار وکردار میں تظاہر ریاء اور خود نمائی سے پرہیز کرے ۔

امام صادق(ع) فرماتے ہیں :

" اخلص حَرَکَاتکَ من الرّیَائ"[۲]

اپنی حرکات کو ریاء سے پاک کرو ۔

کیونکہ انسان کی رفتار وکردار اس وقت ارزشمند ہوتی ہے جب اس میں ریاء وتظاہر نہ ہو۔

----

[۱]۔ سورہ غافر آیت: ۱۴

[۲]۔ بحارالانوار: ج ۷۱ ص ۲۱۶

می ٰروشد زاہد خود بین بہ دنیا دین خویش

گشتہ معلومش کہ در تي بہا‏عش اب نیست

جب متکبر اور خود پسند عبادت گزار کو یہ معلوم ہوا کہ آخرت میں اس کے لئے کوئی بہا‏ع نہیں ہے تو اس نے دنیا کے مقابل میں اپنے دین کو ٰروخت کر دیا ۔

پس اخلاص ایک عمومی وظیفہ ہے م سب کو اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ غفلت کی وجہ سے خدا کو رف سخت مشکلات میں مخلصانہ یاد کرتے ہیں ۔

قرآن مجید میں ارشاد قدرت ہے:

"هو الَّذی یسَیّرکم فی البرّ وَالبَحر حَتّیٰ اذَا کنتم فی الفلک وَ جَرَینَ بهم بریحٍ وَ فَر حوا بها جَائَتها بریحٍ عَاسفٍ وَ جَا ئَهم المَوج من کلّ مَکَانٍ وَ ظَنّوا اَنَّهم احیطَ بهم دَعَوالله مخلصینَ لَه الدّ ین لَئن اَنجَیتَنَا من هٰذه لَنکونَنَّ من الشَّاکرین"[1]

وہی تو ہے جو تمہیں خشکی اور دریا میں چلاتا ہے چنانچہ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور وہ لوگوں کو لے کر موافق ہوا کی مدد سے چلتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں ۔ اتنے میں کشتی کو مخالف تیز ہوا کا تھپیڑا لگتا ہے اور ہر طرف سے موجیں ان کی طرف آنے لگتی ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ (طوفان میں) گھر گئے ہیں تو اس وقت وہ

----

[۱]۔ سورہ یونس آیت: ۲۲

اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرکے اس سے دعا کرتے ہیں کہ اگر تونے ہمیں اس مصیبت سے بچایا تو ہم ضرور بضرور شکر گزاروں میں سے ہوجائیں گے ۔

دوسرے مورد میں خدا وند تعالی ارشاد فرماتا ہے :

"فَاذَا رَکبوا فی الفلک دَعَو اللہ مخلصینَ لَہ الدّینَ فَلَمَّا نَجَّیٰنھم الی البَرّ اذَا ھم یشرکونَ " [۴]

پھر جب لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو ایمان و عقیدہ کے پورے اخلاص کے ساتھ خدا کو پکارتے ہیں پھر جب وہ نجات دے کر خشکی تک پہنچادیتا ہے تو فورا شرک اختیار کرلیتے ہیں ۔

زاہد کہ ترس روز جزا را بہانہ ساخت

بیمش ز خلق بود ، خدا رابہانہ ساخت

جو زاہدروز قیامت کو بہانہ بنا کر زہد اختیار کرے حقیقت میں لوگوں سے رڈتا تھا مگر اس نے خدا سے ڈرنے کا بہانہ کیا۔

آیات قرآنی سے استفادہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ اخلاص ایک عمومی وظیفہ ہے ۔ ہر عبادی رفتار میں اخلاص ہونا چاہئے ،لیکن بہت سے لوگ خدا کو صرف شدید مشکل میں یاد کرتے ہیں ۔

---

[۴]۔ سورہ عنکبوت آیت: ۶۵

زحمت اخلاص

ایک عجولانہ قضاوت سے اپنے آپ کو مخلص شمار نہ کریں۔بلکہ یہ اعتراف کریں کہ اخلاص کا مالک بننا بہت مشکل و دشوار ہے۔

حضرت امیرالمؤمنین(ع) فرماتے ہیں:

" تَصفیَة من العَمَل اَشَدّ من العَمَل وَ تَخلیص النّیة من الفَسَاد اَشَدّ عَلی العَاملین من طولٍ" [1]

عمل کو خالص رکھنا ،جو اصل عمل سے سخت تر ہے اور فساد سے نیت کو خالص رکھنا اہل عمل کے لئے جنگ کو طول دینے سے زیادہ سخت ہے۔

دوسری روایت میں ہے امام صادق(ع) فرماتے ہیں:

" اَلابقَائ عَلی العَمَل حتّیٰ یَخلص اَشَدّ من العَمَل "[2]

عمل کو ادا کرنا تاکہ وہ خالص ہوجائے ،اصل عمل سے سخت ہے۔

ان روایات پر دقت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء خدا ،برجستہ شخصیات اور علماء حقہ نے کاموں میں اخلاص کو اختیار کیا اور اپنے اعمال کو مخلصانہ طور پر انجام دیا ،انہوں نے کن سختیوں اور دشواریوں کو برداشت کیا اور مرحلہ اخلاص تک پہنچے۔

----

[1]۔ بحار الانوار:ج۷۷ص۲۹۰

[2]۔بحار الانوار:ج۷۰ص۲۳۰

حضرت امام رضا(ع) فرماتے ہیں:

" يَخلصونَ كَمَا يَخلص الذَّهبَ" [۱]

جس طرح سونا ،سونار کے پاس حرارت کی وجہ سے زیادہ خالص ہوجاتا ہے اسی طرح وہ بزرگان بھی بہت مشکلات اور دشواریوں کو تحمل کرنے کے بعد اخلاص ملنے تک پہنچے۔وہ اس طرح خالص ہوجاتے تھے کہ جیسے سونا خالص ہوتا ہے۔

قلب روی اندوده نستانند در بازار حشر

خالصی باید که از آتش برون آید سلیم

انسان کا دل بہت سی سختیوں کو برداشت کرنے کے بعد اس قابل ہوتا ہے کہ بازار حشر میں پیش کیا جائے،جس طرح سونا تپش اور حرارت کے بعد ہی خالص ہوتا ہے اور اس میں چمک پیدا ہوتی ہے۔

اسی بناء پر رسول اکرم(ص) کے اس فرمان پر تعجب نہ کریں کہ جب رسول اکرم(ص) نے فرمایا :

"مَن اَخلَصَ للّٰه اَربَعينَ يَوماً فَجَّرَ الله يَنَابيعَ الحكمَة من قلبه عَلىٰ لسَانه"[۲]

جو بھی چالیس دن اخلاص سے خدا کے لئے عمل انجام دے خداوند کریم اس کے دل سے،اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری کرتا ہے۔

کیونکہ جو اپنے وجود و جسم کو شیطان کے وجود سے پاک کرے اور خواہشات نفسانی کو ترک کرے ملائکہ کو اپنے دل میں جگہ دے اور اپنے دل کو خدا کا گھر قرار دے تو اس کی خدمت میں مامور ملائکہ اس کے دل پر حکمتیں نازل کریں گے،اس پر الہام ہوگا۔

----

[۱]۔ بحارالانوار:۵۲ص۱۱۵

[۲]۔ بحارالانوار:ج۷۰ص۲۴۹

ان مراحل یک پہنچنے کے بار ے میں امام صادق(ع) فرماتے ہیں:

"اَلقَلب حَرَم اللہ فَلَا تسکن فی حَرَم اللہ غَیرَاللہ"[۱]

دل خدا کا حرم ہے ۔ پس خدا کے حرم میں غیر خدا کو جگہ نہ دو۔

جو انسان اخلاص کی منزل وکر پالے وہ تمام گناہوں سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔کیونکہ اخلاص اس وقت اپنی انتہا کو پہنچتا ہے کہ جب انسان مکمل طور پر گناہوں اور آلودگیوں سے پاک ہوجائے۔

حضرت امیرالمؤمنین(ع) اس حقیقت کی یوں تصریح فرماتے ہیں:

"تَمَام الاخلَاص تَجَنّب المعَاصی" [۲]

اخلاص کی انتہا ،تمام گناہوں سے پرہیز کرنا ہے۔

در راہ او شکستہ دلی می خرند و بس

بازار خود فروشی از آن سوی دیگر است

اس کی درگاہ میں صرف شکستہ دلوں کو ہی خریدا جاتا ہے۔خود فروشی کے بازار کہیں اور ملیں گے۔

واجبات کو انجام دینے میں پاک نیت کا ہونا اخلاص کی انتہا نہیں ہے بلکہ محرمات کو ترک کرنا بھی اس کی شرط ہے ۔بلکہ جو انسان عالم معنیٰ تک پہنچے اور حقائق کی جستجو میں ہو،وہ اپنی سوچ و فکر کو خالص اور پاک کرے۔

----

[۱]۔ بحارالانوار :ج۷۷ص۲۱۵

[۲]۔ بحارالانوار :ج۷۷ص۲۱۵

جس طرح رسول اکرم (ص)ایک روایت میں فرماتے ہیں:

"فَاتَّقِ اللہ تَعالیٰ وَ اَخلص ضَمیرکَ" [1]

خدا سے ڈرو اور اپنے ضمیر خالص و پاکیزہ رکھو۔

کیونکہ اگر انسان اپنے افکار و رفتار کو پاک کرے تو وہ راہ نجات تک پہنچ سکتا ہے۔

حضرت امیرالمؤمنین (ع) فرماتے ہیں :

"بالاخلَاص یَکون الخلَاصَ" [2]

اخلاص کے ذریعہ رہائی حاصل ہوتی ہے۔

جس طرح بدن کو دھونے سے وہ ہر قسم کی گندگی و آلودگی سے پاک ہوجاتا ہے ،اسی طرح اخلاص سے خواہشات نفسانی اور شیطانی سے رہائی پا سکتے ہیں ۔

اس وقت آپ کے دل میں حکمتوں کی کے چشمے اور چھپے ہوئے اسرار و رموز آپ کی زبان پر جاری ہوں گے۔یہ اس صورت میں ممکن ہے جب آپ اپنے کو خدا کے لئے خالص کریں ۔جیسا کہ اس جملہ میں ہے(مَن اَخلَصَ للّٰہ) یعنی جو خدا کے لئے اخلاص اختیار کرے نہ کہ حالات و مقامات کو حاصل کرنے کے لئے۔ مراتب و مقامات تک پہنچنے کے لئے اخلاص اختیار کریں اور آپ کا ہدف مجہولات کو کشف کرنا اور حالات و مقامات ہوں تو جان لیں ،کہ آپ اپنے آپ کو بہت بڑے خطرات میں مبتلا کررہے ہیں

----

[7]۔ بحارالانوار :ج۷۸ص۲۸۰

[8]۔ الکافی:ج ۲ص۴۶۸

نتیجۂ بحث

اخلاص اولیاء خدا کی ا م صفات میں سے ہے۔اگر آپ کے تمام اعمال و حرکات خالصتاً خدا کے لئے ہوں تو آپ ا ظمت زندگی سے بہرہ مند ہو نگے۔کیونکہ اخلاس انسان کے کردار کے اثرات کو جمع رکھتا ہے اور اس کے اجتماع سے بہت بڑے اثرات حاصل ہوتے ہیں ۔

اگر اخلاص کے حصول کے لئے اپنے کردار و رفتار حتّی کہ اپنی افکار و حرکات میں بھی سعی و کوشش کریںتو آپ فلاح و نجات کی راہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

اخلاص کو ادا کرنے کی صورت میں آپ کے دل میں حکمت کے چشمے جاری ہوں گے اور رحمانی الہامات آپ کے جسم و روح کو منور کریں گے۔ آپ اس وقت اولیاء خدا کی مخصوص ہدایت سے بہرہ مند اور مستفید ہونگے اور اس عظیم نعمت کے ذریعہ آب و سر آب کی پہچان کے علاوہ آپ گمراہی و ضلالت اور مشکلات سے با آسانی نکل پائیں گے۔بلکہ آپ اپنے اوپر ہونے والی عنایات کی بدولت دوسروں کی راہنمائی بھی کرسکیں گے۔

ای یک دلہ صد دلہ ، دل یک دلہ کن   مہر دگرانرا زدل خود یلہ کن

یک صبح ز اخلاص بیا بر در ما   ربناید اگر کام تو از ما گلہ کن

تو نے ایک دل میں سینکڑوں محبوب بسا رکھے ہیں۔اس میں صرف ایک ہی محبوب کی جگہ ہے،دوسروں کی محبت کو اپنے دل سے نکال کر ایک دن خلوص دل سے میرے در پر آؤ اگر میں تمہیں تمہارے ہدف و مقصد تک نہ پہنچا دوں تو پھر مجھ سے شکوہ وگلہ کرو۔

گیارہواں ،باب

علم   ودانش

حضرت امیر المو منین علی علیہ ا لام ٖرماتے ہیں :

" اَعوَن االاَشیَائ عَلیٰ تَزکیَة العَقل التَّعلیم "

تزکیہ نفس کے لئے تمام دیگر چیزوں کی بنسبت تعلیم بزیادہ مدو گلہ ثابت ہوتی ہے۔

علم ارتقاء کا ذریعہ

تحصیل علم میں ارادہ کی اہمیت

حصول علم کے لئے ۔ ٰاہوں کو ترک رکہ ٰا

کون سا علم روحانی تکامل کا باع   ہے؟

علم کی ترویج معنوی کمالات کا ذریعہ

نتیۃ ب

علم ارتقاء کاذریعہ

علم و دانش نہ صرف علمی بلکہ روحانی و معنوی اعتبار سے بھی انسان کو کمال کے اعلیٰ مراتب تک پہنچاتا ہے۔خدا وندمتعال ، قرآن مجید میں علم کو اعلیٰ معنوی مقامات و درجات تک پہنچنے کے لئے ارتقاء کا ذریعہ شمارکرتا ہے اور صاحبان علم و دانش کو بلند درجات کے مالک قرار دیتا ہے اس بارے میں ارشاد خدا وندی ہے:

" يَرفَع الله الَّذينَ اٰمَنوا منكم وَالَّذينَ اوتواالعلم دَرَجات "[۱]

خدا صاحبان ایمان اور جن کو علم دیا گیا ہے ،ان کے درجات کو بلندکرنا چاہتا ہے۔

علم انسان کے نفس میں تحول ایجاد کرکے نفسانی حالات کو مضطرب کرتا ہے۔علم و دانش کی وجہ سے نفس میں ایجاد ہونے والا تحول ،انسان کو کمال کے درجات تک پہنچاتا ہے علم و دانش اور اعلیٰ مراتب پر فائز ہونا ،دانشمندوں کو جاہلوں سے ممتازکرتا ہے ،خداوند متعال اس بارے میں قرآن مجید میں ارشادکرتا ہے:

" قل هل يَستَوى الَّذينَ يَعلَمونَ وَ الَّذينَ لَا يَعلَمون" [۲]

کہہ دیجئے کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں ،ان کے برابر ہوجائیں گے جو نہیں جانتے۔

.[۱] سورہ مجادلہ آیت: ۱۱

[۲]۔ سورہ زمرآیت:۹

ز دانش زندہ مانی جاودانی　　ز نادانی نیابی زندگانی

بود پیدا بر اہل علم ،اسرار　　ولی پوشیدہ گشت از چشم اغیار

نہ بہر خورد وخوابی ہمچوں حیوان　　برای حکمت وعلمی چو انسان

تم علم و دانش ہی سے زندہ و جاوید رہ سکتے ہو،نادانی و جہالت میں تمہیں زندگی نہیں ملے گی ،اہل علم پر وہ اسرار بھی کھل جاتے ہیں کہ جو جہلا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔حیوان کی طرح کھانے پینے اور سونے میں مصروف نہ رہو بلکہ انسان کی طرح علم و حکمت کے حصول کی کوشش کرو کیونکہ علم ہی انسان کو حیوان سے ممتاز کرتا ہے۔

ہم جو کام انجام دیتے ہیں ،ہمارے نفس پر اس کا اثر ہوتا ہے ۔اسی طرح علم و دانش ہمارے نفس میں تحول ایجاد کرتا ہے اور نفس پر مرتب ہونے والے اثرات کی وجہ سے یہ اعلیٰ درجات تک پہنچتا ہے۔

دین کی نظر میں علم و دانش کا حصول انتہائی اہم ہے ۔جس کی وجہ اہمیت ہمارے اذہان سے بالا تر ہے ،البتہ ہم شرائط کو ضرور مد نظر رکھیں کہ جنہیں خاندان عصمت و طہارت نے اپنے ارشادات میں بیان فرمایا ہے ۔علم نہ صرف انسان کی معلومات میں اضافہ کرتا ہے ،بلکہ یہ عبادات کی نوع بھی ہے۔حضرت امام باقر (ع) فرماتے ہیں:

" تَذَکّر العلمَ سَاعَةً خَیر من قیَام لَیلَةٍ " [1]

علمی گفتگو میں گزارنے والا ایک گھنٹا ایک رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

----

[1] ۔ بحارالانوار:ج۱ص۲۰۴

یہ بدیہی ہے کہ ایک گھنٹہ علمی گفتگو میں گذ ۱۰ ،اس   ورت میں ایک رات عبادت میں گزارنے سے بہتر ہے کہ تعلیم و تعلم سے تقرب الٰہی کے علاوہ کوئی قصد نہ ہو ۔اگر طالب علم کا مقصد عوام کالاز ام پر حکمرانی ہو تو یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہو گا۔

"اولٰئکَ کَالاَنعَام بَل هم اَضَلّ "[۱]

وہ وچ پایوں جیسے ہیں ۔بلہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

علم کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم (ص) کا رمان ہے:

" قَلیل من العلم خَیر من کَثیرالعبَادَة "[۲]

پہ علم حاصل رکہ ۱۰ ،بہ ت زیادہ عبادت کرنے سے افضل ہے۔

----

[۱] ۔ سورہ اعراف آیت:۱۷۹

[۲]۔ بحارالانوار:ج۱ص۱۷۵

تحصیل علم میں ارادہ کی اہمیت

علم کے ذریعہ روحانی و معنوی قوت کو حاصل کرنے کے لئے تحصیل علم میں ارادہ بہت اہم ہے تاکہ آپ کا نفس علمی و اعتقادی مسائل کو قبول کرنے کیلئے تیار رہے۔کیونکہ جن طالبعلموں کا کوئی ارادہ و ہدف نہ ہو،ان کا مستقبل درخشاں نہیں ہوتا ۔وہ اپنے وقت اور فرصت کے لمحات سے استفادہ نہیں کرتے۔بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ جو طالبعلم علمی و معنوی مقامات کے حصول کے لئے بے ہدف و بے ارادہ ہوں،تاریک مستقبل ،ان کا منتظر ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے خدا وند عالم کی حضرت داؤد پر کی گئی وحی میں آیا ہے :

" اَلمتَعَلّم یَحتَاج الیٰ رَغبَۃٍ وَ ارَادۃٍ" [1]

متعلم کو شوق و ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس بناء پر علم دانش حاصل کرنے کیلئے شوق کے ساتھ اگر ارادہ نہ ہو تو یہ علم حاصل کرنے اور سیکھنے کے لئے مؤثر نہیں ہوگا۔

پس اگر آپ حصول علم کی طرف مائل ہوں اور آپ کو علم حاصل کرنے کا شوق اور آرزو ہو تو اپنی منزل و مقصد کی طرف پختہ ارادہ کے ساتھ گامزن ہوں۔

----

[۱] ۔ بحارالانوار:ج۲ص۳۲

حصول علم کے لئے گناہوں کو ترک کرنا

علم کی حصول کی راہ میں قابل توجہ اور اہم مسائل میں سے ایک گناہوں کو ترک ہے۔جس طرح گناہوں کا ارتکاب، اہم سے بہت سی عبادات کی توفیق کو سلب کرتا ہے ،اسی طرح یہ حصول علم کے لئے بھی مانع ہے۔بہت سے لوگ گناہوں کو انجام دینے کی وجہ سے نہ تو نور علم سے منور ہیں اور نہ ہی وہ عقائد اور معارف اہل بیت سے زیادہ آگاہ ہیں۔

کیونکہ خداوند عالم کبھی اپنے بندوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے علم کی نعمت سے محروم کردیتا ہے۔

حضرت امیرالمؤمنین (ع) فرماتے ہیں:

" اذَا اَرذَلَ الله عَبداً حَظَرَ عَلَیه العلم "[1]

جب پروردگار کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اسے علم و دانش سے محروم کردیتا ہے۔

اس فرمان کے رو سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے موارد میں خاندان عصمت و طہارت کے معارف سے بے بہرہ اور علم و دانش سے محروم ہونے کی وجہ انسان کی پستی ہے کہ جو اس کے گناہوں کا نتیجہ ہے۔

اسی بناء پر تشنگی علم رکھنے والے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ علوم و معارف کے حصول اور اس میں پیشرفت کے لئے اپنے کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور اپنے کو اطاعت خدا اور زیور عبادت سے آراستہ کرے۔

----

[1] ۔ نہج البلاغہ، کلمات قصار:۲۸۰

کون سا علم روحانی تکامل کا باعث ہے؟

تحصیل علم کی شرائط کے بارے میں گذشتہ مطالب سے روشن ہوتا ہے کہ روایات کی رو سے حصول علم با ارزش اور اہم شمار علوم کی تمام انواع کو شامل نہیں کرتے۔اگرچہ بعض افرادلفظ علم سے عمومی معنی کو مراد لیتے ہیں یعنی وہ علم کہ آج کی دنیا میں جس کا حصول رائج ہو۔لیکن روایات کی نظر میں علمی مسائل سے آگاہ بات سے افراد کو صاحبان فضل (نہ کہ علم)شمار کیا گیا ہے بلکہ مکتب اہلبیت و طہارت کی نظر میں ہر قسم کے مطالب کو علم کے عنوان سے سیکھنا واجب نہیں ہے۔

ایک مشہور روایت میں پیغمبر اسلام حضرت محمد (ص) سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے کہا:

" طَلَب العلم فَریضَة عَلیٰ کلّ مسلِمٍ وَ مسلمَةٍ "

علم کاحصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے۔

اس روایت کی تفسیر میں امام صادق (ع) فرماتے ہیں:

" اَیّ علم التَّقویٰ وَالیَقین" [1]

یعنی پیغمبر (ص) کے نزدیک جس علم کو حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر واجب ہے وہ ایسا علم ہے کہ جس سے انسان کے تقوی و یقین میں اضافہ ہو۔

----

[1] ۔ بحارالانوار:ج۲ص۳۲

اس بناء پر علم و دانش کی مدح میں وارد ہونے والی روایت کا مقصود ایسے علوم ہیں کہ جو انسان کو تکامل تک پہنچائیں نہ کہ ہر قسم کا علم، بعض ایسے علوم بھی ہیں کہ جو ظاہراً علم کی صورت میں جلوہ گر ہیں۔لیکن در حقیقت وہ خیالی مسائل سے زیادہ نہیں ہیں۔

پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں:

انَّ من البَیَان سحراً وَ من العلم جَهلاً وَ من القَول عَیّاً

بعض خطبات و بیانات سحر، بعض علوم جہل اور بعض اقوال میں درماندگی ہوتی ہے۔

بہت لوگ خطاب کرنے سے عاجز ہوتے ہیں اور بعض خطاب کرنے میں اس حد تک مہارت رکھتے ہیں کہ اگرچہ ان کی باتیں باطل ہی کیوں نہ ہوں ،لیکن انداز خطابت سے لوگوں پر سحر طاری ہوجاتا ہے۔

اگر ایسے افراد دنیا کی علمی محافل میں بعض خرافات علمی تھیوری کے نام پر پھیلائیں تو کیا انہیں حاصل کرنا واجب ہے؟

بطلمیوس نے ہیئت کے بارے میں ایک غلط عقیدہ پھیلاکر دنیا کے تین ہزار سال تک کے دانشمندوں حتیٰ کہ ابوعلی سینا جیسے شخص کو اشتباہ میں ڈال دیا اور انہیں اپنا ہم عقیدہ اور ہم رائے بنالیا۔یہاں تک کہ بطلمیوس کے باطل مفروضہ پر علمی پیشرفت ہونے لگی۔

ایک زمانے میں ڈارون نے تنازع بقاء کے مسئلہ کو مطرح کیا۔اور اس نے اس خرافی فرضیہ کو اس طرح سے علمی رنگ دیا کہ بہت سے دانشمندوں نے اس نظریہ کو قبول کیا ۔ بہت عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ ان کا یہ غلط مفروضہ فریب سے قائم کیا گیا تاکہ بعض دوسرے لوگوں کو دھوکہ دے سکے۔ لیکن ان دانشمندوں کی خیانت سے پردہ اٹھ گیا،اور ان کا فریب آشکار ہو گیا۔اب ہم یہاں چند سطور کے ذکر کرنے سے ان کے فریب سے پردہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

گزشتہ صدی کے اوائل میں ماہرین کو کھوپڑی اور نچلے جبڑے کے پرانے نمونے ملے۔ان ماہرین میں انگلینڈ کے مشہور ماہر آثار قدیمہ" چالز ڈیوس "بھی شامل تھے۔ان نمونوں سے یہ ایسا لگتا تھا کہ یہ ڈارون کے نظریہ کے مطابق بندر اور انسان کے درمیان مفقود حلقہ سے متعلق ہے۔نومبر 1912 کو منچسٹر گارڈن میں اس کی خبر شائع ہوئی۔یہ نمونے "ساسکن " میں واقع" پیلٹ ڈاون کمن " کے مقام پر

ایک نشیبی علاقے میں دریافت ہوئے اور اسے پیلٹ ڈاون کا نام دیا گیا۔بعض ماہرین کا شک تھا کہ کھوپڑی اور جبڑے کے ٹکڑے ایک ہی چیز کے ہیں۔جب 1917 ء میں یہ اعلان ہوا کہ دو سال پہلے بھی ایسا ہی ایک نمونہ دریافت ہوا ہے تو اکثر شکاک خاموش ہو گئے۔

1953ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر "وائنز "نے اس قضیہ کے بارے میں تحقیق شروع کی تو وہ اس وقت شک میں مبتلا ہو گیا کہ جب اس کو یہ پتہ چلا کہ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہے کہ پیلٹ ڈاون کا دوسرا نمونہ کس مقام سے دریافت ہوا تھا۔اس نے آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر "سر ویلفوڈ ڈیگراس کلار "اور برطانیہ کے عجائب گھر میں آثار قدیمہ کے ماہر "کنٹ آکلی " سے مدد کا تقاضا کیا۔پھر مدت کے بعد ان کی کوششوں کے نتائج انگلینڈ کے میوزیم کی گزارشات میں شائع ہوئے۔اب اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ انہوں نے جبڑے کے دانتوں کی اصلاح کی تھی۔تاکہ یہ انسان کی شبیہ لگے۔

مختلف تجربات سے پتہ چلا کہ کھوپڑی اور جبڑے کے نمونے بھی مختلف ہیں ۔اس سے ثابت ہوا کہ پیلٹ ڈاون کا دوسرا نمونہ خود ساختہ اور مصنوعی تھا۔وہاں سے ملنے والی حیوانات کی ہڈیوں کو جمع کرکے پیلٹ ڈاون کی شکل دی گئی۔لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس کی سازش تھی؟

پس معلوم ہوا کہ علم میں بھی دوسری چیزوں کی طرح تقلّب ممکن ہے۔نیز یہ بھی مشخص نہیں کہ عمل میں کس طرح یہ تقلّب انجام پاتا ہے۔

ایسی سازشوں اور تقلّبات سے بچنے کا واحد راستہ خاندان عصمت و طہارت علیہم السلام کی تعلیمات ہیں۔ ہم خاندان وحی و عصمت و طہارت علیہم السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی روح کو تکامل حاصل سکتے ہیں ۔

حضرت امیرالمومنین علی (ع)، پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا :

" وَلٰکنیّ اَخَاف عَلَیکم کلّ منَافق الجَنَان عَالم الّلسان یَقول مَا تَعرفونَ وَیَفعَل مَا تَنکرون" (1)

لیکن سارا خطرہ ان لوگوں سے ہے جو زبان کے عالم ہوں اور دل کے منافق ،کہتے وہی ہیں جو تم سب پہچانتے ہو اور کرتے وہ ہیں جسے تم برا سمجھتے ہو۔

بعض دانشمند یہ سوچتے ہیں کہ وہ معاشرے کی خدمت کے لئے جستجو کررہے ہیں ،لیکن در حقیقت وہ نادانی کی وجہ سے استعمار کے ہاتھوں استعمال ہورہے ہوتے ہیں ۔استعماری طاقتیں ان کے علم ودانش کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتی ہیں۔" آئن سٹائن " بھی ایسے افراد میں سے ایک ہے۔

اس کا روحانی افسوس و افسردگی اور اس کے ساتھ کام کرنے والے " رابرٹ " کی پشیمانی اس حقیقت و واقعیت کی گواہ ہے۔ ان دونوں کو روحانی افسوس و پشیمانی اس وقت ہوئی کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ ایٹم کی عظیم قوت کو انسانیت کی فلاح و فائدہ میں استعمال کرنے کی بجائے بعض ممالک کی سیاسی شخصیات اسے بعض اقوام و ملل اور انسانوں کو نابود کرنے کے لئے استعمال کررہے ہیں۔

----

[1]۔ نہج البلاغہ مکتوب:۲۷

یونیسکو کے توسط سے منعقد کی جانے والی آئن سٹائن کی دسویں برسی سے خطاب کرتے ہوئے "آئن سٹائن " کے قریبی دوست نے کہا:

" آئن سٹائن " نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں تسلیحاتی مسابقات اور جنگوں سے مایوس ہوکر کہا تھا کہ اگر میں زندگی کو دوبارہ سے شروع کر سکتا تو میں ایک الیکٹریشن بننے کو ترجیح دیتا۔

آئن سٹائن اس تمام علمی شہرت کے باوجود اپنی زندگی کی آخری ایام میں اپنے ماضی پر پشیمان تھا ۔جب اس نے اپنے علم و دانش کو استعماری اور دنیا کو برباد کرنے والی طاقتوں کے ہاتھوں استعمال ہوتے دیکھا،نہ کہ لوگوں کی خدمت میں ،تو اسے پشیمانی ہوئی۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا استعمار اور دنیا کی ظالم اور ستمگر قوتوں کی خدمت میں استعمال ہونے والا علم روح کی بلندی اور معنوی درجات کے عروج کا سبب بن سکتا ہے؟

جو دانشمند نادانی کے باعث غیروں کی خدمت اور اپنوں سے خیانت کرے کس طرح ممکن ہے کہ وہ اہلبیت کی مدح و ستائش کا مستحق ہو۔

ہماری روایات میں ایسا عالم مدح و ستائش کا مستحق ہے کہ جو صرف گفتار کی حد تک نہیں بلکہ مقام عمل میں بھی دین کا خدمتگار ہو۔اسی وجہ سے امام صادق (ع) فرماتے ہیں:"يعنى بالعلماء مَن صَدَّقَ قَولَه فعله وَمَن لَم يصَدّق قَولَه فعله فَلَيسَ بعَالِمٍ "[1]

عالم سے مراد وہ شخص ہے کہ جس کا کردار اس کی گفتار کی تصدیق کرے اور جس کا کردار ، اس کی گفتار کی تصدیق نہ کرے وہ عالم نہیں ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج ۲ ص ۳۴۴

علم کی ترویج معنوی کمالات کاذریعہ

جو علم قلب کو حیات بخشتا ہے ،اس کی فضیلت فقط اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ عالم کے نفس میں تحولات ایجاد کرتا ہے۔بلکہ یہ علم دوسروں کو سکھائے تو یہ معاشرے میں تحولات ایجاد کرنے کے لحاظ سے بھی فضیلت رکھتا ہے۔کیونکہ علم کا لازمہ ،اس کی نشر و اشاعت اور دوسروں کو سکھانا ہے۔تعلیم حاصل کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسرے افراد کو بھی تعلیم دیں۔اس طرح سے اگرچہ علم کم ہو لیکن ایک دوسرے کو تعلیم دینے سے یہ ہزاروں افراد میں فروغ پائے گا۔اب ہم جو واقعہ بیان کرنے جارہے ہیں اس سے آپ علم کی نشر و اشاعت کی فضیلت کا اندازہ بخوبی لگاسکتے ہیں۔

مرحوم مجلسی اول بزرگ شیعہ علماء میں سے ہیں۔وہ اپنی پوری زندگی ریاضت، مجاہدہ، تہذیب اخلاق اور لوگوں کی خدمت میں مشغول رہے۔وہ اپنی ایک تحریر میں بیان کرتے ہیں:

میں زیارت کے لئے گیا ،جب نجف اشرف پہنچا تو سردیوں کا موسم شروع ہوچکا تھا ،میں نے ارادہ کیا کہ سردیاں نجف اشرف میں گزاروں رات کو عالم خواب میں حضرت امیرالمومنین کی زیارت نصیب ہوئی،انہوں نے مجھ پر بہت لطف و کرم کیااور فرمایا:اب تم نجف میں نہ رہو بلکہ واپس اپنے شہر (اصفہان)چلے جاؤ کیونکہ وہاں تمہاری زیادہ ضرورت ہے اور وہاں کے لئے تم زیادہ مفید ہو۔چونکہ مجھے نجف اشرف رہنے کا زیادہ اشتیاق تھا میں نے بہت اصرار کیا کہ کسی طرح مولا مجھے وہاں رہنے کی اجازت دے دیں لیکن حضرت امیرالمومنین نہ مانے اور فرمایا:اس سال شاہ عباس وفات پاجائیگا اور شاہ صفی اس کا جانشین بنے گا ،ایران میں سخت فتنہ برپا ہوگا،خدا چاہتا ہے کہ تم اس فتنہ کے دوران لوگوں کی ہدایت کرو۔[1]

---

[1]۔ فوائدالرضویہ مرحوم محدث قمی :۴۴۰

م نکتہ یہ ہے کہ حضرت امیرالمومنین (ع) نے فرمایا کہ تم خود تنہا خدا کی طرف آنا چاہتے ہو،لیکن خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہدایت سے ستر ہزار افراد خدا کی طرف آئیں،پس تم واپس چلے جاؤ ۔اس خواب کی وجہ سے میں واپس اصفہان چلا گیا۔میں نے اپنے ایک نزدیکی دوست سے یہ خواب بیان کیا،اس نے یہ خواب شاہ صفی کو بتایا کہ جو ان دنوں مدرسہ صفویہ میں تھا ۔چند دن گزرنے کے بعد شاہ عباس مازندران کے سفر کے دوران چل بسااور شاہ صفی اس کا جانشین بن گیا۔

اس خواب کی وجہ سے مرحوم علامہ مجلسی اول اصفہان چلے آئے اور لوگوں کو علوم و معارف اہلبیت کے تابناک انوار سے آشنا رکھا۔جی ہاں !غیبت کے دوران دانشمندوں اور خاندان امامت و طہارت کے عقائد و معارف سے آگاہ افراد پر لازم ہے کہ ایک مہربان و شفیق باپ کی طرح دوسروں کی مدد کریں اور ان کی رہنمائی کی کوشش کریں۔اس حقیقت سے آگاہ امام حسن عسکری کی ایک روایت ہے کہ جو انہوں نے پیغمبر(ص) سے نقل فرمائی ہے:" اَشَدّ من یتم الیَتیم الّذی انقطَعَ عَن اَبیه،یتم یَتیمٍ انقطَعَ عَن امَامه، وَلَایَقدرالوصول الَیه وَلَا یَدری کَیفَ حکمه فیمَایَبتَلی به من شَرایع دینه اَلَا فَمَن کَانَ من شیعَتنَا عَالما بعلومنَاوَهذا الجَاهل بشَریعَتنا،اَلمنقَطع عَن مشَاهدَتنَا،یَتیم فی حجره-اَلَا فَمَن هداه وَاَرشَدَه وَ عَلَّمَه شَریعَتَنا کَانَ مَعَنَا فی الرَّفیق الاَعلٰی " (1)

اپنے باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے والے یتیم سے بڑھ کر بے سرپرست وہ یتیم ہے کہ جو اپنے امام سے دور ہو اور امام تک پہنچنے کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ نہیں جانتا کہ اسے درپیش آنے والے شرعی احکامات میں اس کا کیا وظیفہ ہے؟

آگاہ ہوجاؤ کہ ہمارے شیعوں میں سے جو ہمارے علوم سے آشنا ہیں،ان میں سے جو بھی ایسے شخص کی ہدایت کرے اور اسے شریعت کے احکام بتائے کہ جو ہماری شریعت سے جاہل ،ہمارے دیدار سے محروم اور ہمارے حجر میں یتیم ہو تو وہ بہشت میں بلند مقام پر ہمارے ساتھ ہوگا۔

----

[1]۔ بحارالانوار :ج۲ص ۲

اس روایت میں پیغمبر اکر(ص) م علوم کی ترویجکر ۔۰۱ ربلو ۔۰۱ آشنا ا زراد کی ہدایت کرنے کو تکامل معنوی کا ذریعہ ترار دیتے ہ-وئے زرماتے ہیں:

جو لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کرے گا وہ بہشت برین میں ہمارے ساتھ ہوگا۔اسی وجہ سے ب ت سے علماء نے علم و دانش کو کسب کرنے کی ب ت کوششیں کی،ان میں سے بعض تو اس طرح علمی صلاحیت و مسائل میں کھو جاتے کہ وہ کھانے پینے اور سونے کو ہی بھول جاتے۔

مرحوم حاج کریم زراش کہ جو حضرت امام حسین(ع) کے حرم کے خدام میں سے تھے وہ کہتے ہیں:میں حرم مطہر میں خدمتگ- اری میں مصروف تھا خدام نے زواروں کو حرم کے دروازے بند ہونے کی ا لاع دی،میں نے دیکھا کہ وحید بہبہانی اور آقا شیخ یوسف بحرانی ایک ساتھ حرم سے باہر آئے اور برآمدے میں آکر علمی مسائل پر ب   کرنے لگے،پھر خدام نے زائرین کو برآمدے کے دروازے ب ند ہونے کی ا لاع دی تو ان دونوں بزرگواروں نے صحن میں آکر ب   کو جاری رکھا،یہاں تک کے صحن کے دروازے ب ند ہونے کے بارے میں بھی زائرین کو مطلع کیا یا۔

وہ دونوں بزرگوار صحن سے نکل کر دروازے کے پیچھے اپنی علمی گفتگو میں مصروف رہے،میں حرم کے صحن میں تھا سحری کے وقت حرم کے دروازے کھولنے یا ،جب میں نے حرم کے دروازے کھولے تو دیکھا کہ وہ دونوں بزرگوار ابھی تک کھڑے ہیں اور علمی ب   کررہے ہیں۔

جب میں نے دیکھا تو ان کے تریب کھڑا ہو یا اور ان کی ب   سننے گا ،لیکن انہوں نے اپنے مباحثہ کو جاری رکھا،یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان دی تو اس وقت آقا شیخ یوسف بحرانی حرم مطہر کی طرف چلے گئے کیون ۔ وہ حرم مطہر میں امام جماعت تھے،پھر ان کی ب   تمام ہوئی۔[1]

----

[1]۔ فوائدالر ضویہ مرحوم محدث قمی:۴۰۶

پوری شیعہ تاریخ میں علماء حقہ نے ان زحمات و تکالیف کو برداشت کیا ،ان کی زحمات لوگوں کو بتائیں اور ان کے احترام کی کوشش کریں،ان کی بدگوئی اور استخفاف سے گریز کریں۔

امام صادق (ع) فرماتے ہیں:

" من اَفسَدَ بالعلَماء اَفسَدَدینَه" (1)

علماء کی اہانت کرنے والا اپنے دین کو فاسد کرتا ہے۔

یہ فرامین ان علماء کے بارے میں صادر ہوئے ہیں کہ جنہوں نے دین خدا کی خدمت میں اپنی زندگی بسر کی۔ایسے علماء کی اہانت ،دین اور خدا کے دستورات کی اہانت ہے۔کیونکہ ایسے علماء علم ودانش کو کسب کرنے کی جستجو و کوشش اور اسے معاشرے میں فروغ دینے کی وجہ سے خدا کی بارگاہ اوراہلبیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے مقربین میں سے ہیں۔

اس بناء پر جو ان کی اہانت کرے، حقیقت میں وہ دین کی اہانت کرتا ہے،اور جو خدا کے دستورات کی اہانت کرے وہ اپنے دین کو تباہ کرتا ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۲۳ص۳۷۸

نتیجۂ بحث

علم و دانش کے حصول کیلئے شوق اور ارادہ بہت اہم کردار کے حامل ہیں۔لہٰذا اپنے اندر ان دونوں صفات کو ایجاد کیجئے اور انہیں تقویت دیں۔اس علم کو حاصل کرنے کی کوشش کریں کہ جس کا سرچشمہ مکتب وحی ہو،اور اپنے وجود کو ان کے تابناک انوار سے منور کریں۔

ان علوم کو حاصل کرنے سے آپ کے نفس میں عظیم تحولات جنم لیں گے۔کیونکہ علم و دانش شعور پر اثرانداز ہوتے ہیں اور آپ کے افکار کو بلند مقام پر پہنچاتے ہیں۔

ان روحانی تحولات کا نتیجہ جاویدانی حیات اور اغیار سے پوشیدہ اسرار تک رسائی ہے۔اس صورت میں آپ کو بلند درجات کا وسیلہ فراہم ہوجائے گا۔

آپ ان عالی اور علمی مقامات کو کسب کرنے سے معاشرے اور امت کی ہدایت اور راہنمائی کریں اور انہیں ضلالت اور گمراہی سے نجات دے کر مکتب اہل بیت سے آشنا کروائیں۔

چو علمت ہست خدمت کن کہ زشت آید بر دانا

گرفتہ چینیان احرام و مکّی خفتہ در بطحا

تمہارے پاس علم ہے تو خدمت کرو کیونکہ عالم کے لئے زشت ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے علم سے مستفید نہ کرے ہماری غفلت کا یہ حال ہے کہ اہل چین نے احرام بھی باندھ لیا اور ہم مدینہ میں بیٹھے سو رہے ہیں۔

بارہواں باب

توفیق

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

" لَا ینفَع اجتهاد بغیر تَوفیق "

توفیق کے بغیر کوشش کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

انسان کی ترقی میں توفیق کا کردار

سعادت کے چار بنیادی ارکان

توفیق نیکیوں کی طرف ہدایت کا ذریعہ

کامیاب اشخاص

توفیق حاصل کرنے کے ذرائع

1۔ کسب توفیق کے لئے دعا کرنا

ایک اہم نکتہ

2۔ ماں باپ کی دعا توفیق کا سبب

3۔ توفیق کے حصول کے لئے جستجو اور کوشش کرنا

4۔ خدا کی نعمتوں میں تفکر، توفیق الٰہی کا سبب

نتیجۂ بحث

انسان کی ترقی میں توفیق کا کردار

نیک کام انجام دینے کے لئےانسان کو خداوند متعال کی جانب سے توفیق اور عنایت کی ضرورت ہوتی ہے،جب تک توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو تب تک وہ کسی بھی خدا پسندانہ کام کو انجام دینے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔اپنے اہداف تک پہنچنے اور اپنے امور زندگی میں کامیابی کے لئے خداوندعالم سے دعا کرنا ضروری ہے کہ اے پروردگار ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم اپنے اعلیٰ اہداف و مقاصد تک پہنچ سکیں اور ان کا حصول ہمارے لئے آسان فرما۔

حضرت جوادالائمہ امام محمد تقی (ع) فرماتے ہیں:

"اَلمؤمن يَحتاج الٰی تَوفيقٍ من اللّه وَ وَاعظٍ من نفسه وَ قَبول ممَّن يَنصَحَه"[۱]مومن تین چیزوں کا محتاج ہے:

1۔ خدا کی طرف سے حاصل ہونے والی توفیق۔

2۔ اپنے نفس کے ذریعہ خود کو وعظ کرنے والا ہو۔

3۔ جو اسے نصیحت کرے اس کی نصیحت قبول کرے۔

اس فرمان کی رو سے توفیق الٰہی ہر مومن شخص کی ضرورتوں میں سے ہے تاکہ اس کی مدد سے وہ اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنائے۔زیارت سے مشرف ہوتے وقت جس دعا کو پڑھنا مستحب ہے،اس دعا میں کہتے ہیں:

"اَللّٰھمَّ صل نیَّتي باالتَّوفيق "[۲]پروردگارا میرے ارادہ کو توفیق کے ساتھ متصل فرما۔

----

[۱]۔ تحف العقول مرحوم حرّانی:۴۵۷

[۲]۔ بحارالانوار:ج ۱۰۲ ص ۱۶۳

کیونکہ جس خدا پسندانہ اور نیک کام کی نیت و ارادہ میں توفیق الٰہی شامل نہ ہو ،وہ کام کبھی بھی مؤثر نہیں ہوتا۔

ہاں انسان کی نیت و ارادہ ،توفیق الٰہی کے ہمراہ ہونی چاہئے تاکہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ سکے ۔ لیکن اگر نیت کے ساتھ توفیق الٰہی شامل نہ ہو تو اس کام کا کوئی عملی اثر نہیں ہوگا،اگرچہ انسا ن وعدہ دیئے گئے ثواب سے بہرہ مند ہوجائے گا۔

اس بناء پر خدا کی توفیق ہر مؤمن کی ایک اہم ترین ضرورت ہے۔کیونکہ کسی نیک کام کو انجام دینے کی قدرت اور نیت ،اس کام کے وقوع پذیر ہونے کی علت تامہ نہیںہے۔

کار خیر کو انجام دینے کے لئے نیت اورتوانائی کے علاوہ توفیق الٰہی کی بھی ضرورت ہوتی ہے،اگر خدا کی توفیق آپ کے شامل حال نہ ہو تو نیک کام انجام دینے کا امکان ہی نہیں ہے۔

خدا وند متعال قرآن میں حضرت شعیب کے قول کو یوں بیان فرماتا ہے ،جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

" ان اریدَ الّا الاصلَاح مَا اَستَطَعت وَ مَا تَوفیقی الّا باللّٰه " [1]

میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں، جہاں تک میرے امکان میں ہو،میری توفیق صرف اللہ سے وابستہ ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نیک کام کو انجام دینے کے لئے فقط استطاعت اور قدرت کافی نہیں ہے بلکہ خدا کی توفیق بھی مورد نیاز ہے۔

پروردگا ر کی توفیق اور لطف انسان کی قوت اور قدرت کی تکمیل کرتی ہے ورنہ صرف انسان کی توانائی مشکلات کو حل کرنے سے قاصر ہے۔

----

[1]۔ سورہ ہود آیت:۸۸

اس بیان کی رو سے نہ رف عام ا‌ز‌راد بلہ ۔ اولیاء خدا اور بزرگان دین بھی اسی ورت میں نیک کاموں کو انجام د یے‌نے م‌ےیں کامیا‌ب ہوسکتے ہیں کہ جب خدا کی جانب سے توفیق شامل حال ہو۔

اس نکتہ کی جانب توجہ نہ رف لازم اور ‌زروری ہے، بلہ ۔ اس کے بہ‌ت ا م اثرات بھی ہیں۔

اس نکتہ پر اعتقاد اور توجہ کہ تمام ا‌ز‌راد کے لئے خداپسندانہ امور کو انجام دینے میںتوفیق الٰہی کا حاصل و‌ہ‌ ‌نا نہ رف لازم اور ‌-روری ہے بلہ ۔ اس کے بہ‌ت ‌م اثرات بھی ہیں اور وہ یہ کہ اس سے انسان میں غرور اور تکبر پیدا نہیں وہ‌تا۔اولیاء خدا اور بـ‌زرگان دیـ‌ن اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ ان کے تمام نیک کاموں میں خدا کی توفیق شامل ہے،لہ‌ا ان میں غرور اور تکبر پیدا نہیں وہ‌تا۔ وہ اس دنیا میں خود کو ‌پہ بھی نہیں سمجھتے،اس اعتقاد سے ان کے اخلاص میں اضافہ وہ‌تا ہے۔جو انہیں خودپسندی‌اور ا‌ن‌انیـ‌ت سے ‌ب‌از رکھ‌تا ہے۔

صبر بردرد، نہ از ہمت مردانہ ماست

درد از او، صبر از او، ہمت مردانہ از اوست

دگری را بہ جز او،راہ بہ ویرانہ دل

نتوان داد،کہ این گوشہ ویرانہ از او ست

شمع و پروانہ از او سوختن آموختہ اند

شعلہ شمع از او ،سوزش پروانہ از اوست

مصیبتوں پہ صبر ہماری مردانگی کی علامت نہیں ہے ، صبر درد اور ہمت مردانہ اسی کی ا ہے لہ‌ا اپنے دل م‌ےیں اس کے عـ‌لاوہ کسی اور کو نہ ب‌ٹھاؤکیونہ ‌۔ یہ دل اسی کا گھر ہے، شمع اور پروانے نے جلنا اسی سے سیکھا شمع کا شعلہ اور پروانے کا جلنا بھی اسی سے ہی ہے۔

سعادت کے چار بنیادی ارکان

نیت ، قدرت، توفیق، منزل تک پہنچنا۔

توفیق کے مطابق عمل کرنے والا انسان سعادتمند ہوتا ہے یعنی جو نیت و ارادہ اور قدرت و توفیق کے علاوہ توفیق الٰہی کو عملی صورت میں لائے اور شیطان کے فریب و وسوسہ سے توفیق کو نہ کھودے۔ بہت سے لوگ کامیابی کی تمام شرائط کے باوجود منفی و شیطانی افکار کی وجہ سے کام کو انجام دینے سے گریز کرتے ہیں اور یوں توفیق کھودیتے ہیں۔امام صادق(ع) فرماتے ہیں:

" مَا کلّ مَن نَویٰ شَیئا قَدَرَ عَلَیه وَ لَا کلّ مَن قَدَرَ عَلیٰ شئی وفّقَ لَه وَلَا کلّ مَن وفّقَ لشَئی اَصَابَ لَه فَاذااجتَمَعَت النّیةوَالقدرَة وَالتَّوفیق وَالاصَابَةفَهنَالک تَمَّت السَّعَادَة"[1]

بالکل ایسا نہیں ہے کہ جو شخص کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرے وہ اسے انجام دینے کی قدرت بھی رکھتا ہو اور جو قدرت بھی رکھتا ہو وہ اسے انجام دینے کی توفیق بھی رکھتا ہو،نیز ایسا بھی نہیں ہے کہ جو کسی کام انجام دینے کی توفیق بھی رکھتا ہو وہ اس تک پہنچ جائے ، پس جب نیت، قدرت، توفیق اور مقصد تک پہنچنا ایک ساتھ جمع ہوجائیں تو انسان کی سعادت مکمل ہوتی ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار:۵ ص۲۱۰

توفیق نیکیوں کی طرف ہدایت کا ذریعہ

روایت سے لائے گئے نکتہ سے استفادہ کرتے ہیں کہ توفیق کے مسئلہ میں اجباری طور پر اجراء کی قدرت کا وجود نہیں ہے،کیونکہ سعادت تک پہنچنے کے لئے توفیق کے علاوہ مقصد تک پہنچنے کی بھی ضرورت ہے۔توفیق،ایک ایسی قوت ہے کہ جو انسان کی خوبیوں اور پسندیدہ امور کی طرف ہدایت کرتی ہے۔حقیقت میں توفیق نیک کاموں کو انجام دینے کے لئے راہنمائی کرتی ہے۔اس مسئلہ میں جبر کا کوئی عمل دخل نہیں ہے کیونکہ کامیاب فرد اسے انجام دینے کے لئے مجبور نہیں ہے البتہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قوت سے استفادہ کرے اور اسے ضائع نہ کرے۔اس بناء پر توفیق نیک اعمال کے لئے فقط راہنمائی کرتی ہے۔اس میں کسی قسم کا اجبار اور اکراہ موجود نہیں ہوتا۔اسی وجہ سے حضرت امیرالمؤمنین (ع) فرماتے ہیں:" لَا قَائِدَ خَیر من التَّوفیق "[1]توفیق سے بہتر کوئی راہنماموجود نہیں ہے۔حضرت امیرالمؤمنین (ع) توفیق کو بہترین راہنما کے عنوان سے متعارف کرواتے ہیں ۔کیونکہ جس طرح ہم نے کہا کہ اجراء توفیق میں کوئی اجباری قدرت پوشیدہ نہیں ہوتی،ہاں!کبھی خدا ہمیں توفیق عنایت کرتا ہے لیکن ہم اسے ضائع کرتے ہیں۔حضرت امیرالمؤمنین (ع) نے جو تعبیر فرمائی ہے وہ ان افراد کے لئے جواب ہے کہ جو نیک اور پسندیدہ کاموں کو انجام دینے سے گریز کرتے ہیں۔اگر ان سے اس بارے میں پوچھا جائے اور ان پر اعتراض کیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالی نے ہمیں توفیق عطا نہیں کی ۔اس بیان کی رو سے واضح ہوجاتا ہے کہ بہت سے موارد میں توفیق الٰہی ہماری مدد کرتی ہے۔لیکن ہم اسے ضائع کر دیتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے اس بناء پر حتمی کامیابی اور ہدف تک رسائی کی شرائط میں سے ایک شرط توفیق الٰہی کے مطابق عمل کرنا ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۹۷ص۴۱

کامیاب اشخاص

مرحوم سید محمد باقر قزوینی بزرگ شخصیت کے مالک تھے ۔ وہ عظیم و بیکران توفیق سے بہرہ مند تھے۔یہ مرحوم بزرگ علماء شیعہ میں سے اور خلق خدا کے گزار تھے ،یہ سید بحرالعلوم کے بھانجے تھے۔

ان کے بھتیجے مرحوم سید مہدی قزوینی (جو خود بھی بزرگ علماء میں سے تھے) نقل کرتے ہیں کہ عراق میں طاعون کی وبا پھیلنے سے دو سال پہلے اس بزرگ نے اس کے آنے کی خبر دی تھی اور اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں میں سے ہر ایک کو دعا لکھ کر دی اور فرمایا حضرت امیرالمؤمنین(ع) نے خواب میں مجھ سے فرمایا ہے " وَ بکَ ختم یا وَلَدی" طاعون کی بیماری تم پر ختم ہوجائے گی۔اس سال انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ایسی خدمت کہ جس سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔انہوں نے شہر اور شہر سے باہر ہر میت کی نماز پڑھی،وہ ہر بیس ،تیس یا اس سے کم یا زیادہ افراد پر ایک نماز پڑھتے۔طاعون کے مرض سے اتنی زیادہ ہلاکتیں ہوئیں کہ ایک دن ہزار افراد کے لئے ایک نماز بجا لائی گئی۔وہ ۱۲۴۶ ھ کو عرفہ کی رات نماز مغرب کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔وہ طاعون کے مرض سے ہلاک ہونے والے آخری شخص تھے۔

ایک بار وہ دسیوں علماء و صلحاء کے ہمراہ کشتی میں سوار تھے،طوفان کی وجہ سے وہ سب غرق ہونے کے قریب تھے ،لیکن اس بزرگوار نے اپنی غیر معمولی معنوی قوّت سے طوفان کو ٹال دیا اور کشتی کو غرق ہونے سے بچالیا۔ان کے بھتیجے کا کہنا ہے کہ علماء و صالحین کے ایک گروہ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوکر کربلا سے آرہے تھے کہ اچانک بہت تیز ہوا چلنے لگی کہ جس سے کشتی کے الٹنے کا خطرہ لاحق ہوا،ہمارے ساتھ ایک شخص بہت خوفزدہ اور مضطرب ہو یا اور اس کی حالت متغیر ہوگئی،وہ کبھی روتا تھا اور کبھی حضرت امیرالمؤمنین سے متوسّل ہوتا،لیکن اس دوران مرحوم سید اپنی عادی حالت میں بیٹھے رہے،

جب وہ شخص خوف کے مارے بہت زیادہ رونے لگا تو اس سے فرمایا: تم کس چیز سے ڈر رہے ہو؟ہوا، آندہی،اور رعد و برق یہ تمام خدا کے امر کے مطیع ہیں،پہر انہوں نے اپنی عباء کو اکٹہا کیا اور ہوا کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: آرام کرو اسی وقت طوفان تھم گیا اور کشتی بہی طوفان سے بچ گئی۔

یہ بزرگوار اس توفیق کی وجہ سے ایسے عظیم علوم حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے کہ عام حالات اور شرائط میں جن کا حصول ممکن نہیں ہے۔

اس مرحوم کی شخصیت اور غیر معمولی عظمت کو بیان کرنے والے اس واقعہ کو مرحوم محدّث نوری یوں بیان کرتے ہیں۔امام زمان نے اس بزرگوار کو بشارت دی تہی کہ مستقبل میں تمہاری روزی علم توحید ہوگا۔مرحوم فرماتے ہیں کہ اس بشارت کے بعد ایک رات خواب میں دیکہا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ،ان میں سے ایک کے ہاتہ میں چند لوح تہے جن پر کچہ لکہا تہا اور دوسرے کے ہاتہ میں ایک میزان تہا، ان فرشتوں کے دونوں لوح ترازو کے دونوں پلڑوں میں رکہے اور انہیں تولنے لگے ،پہر انہوں نے وہ لوح مجہے دیئے اور میں نے ان پر لکہی ہوئی تحریر کو پڑہا ،پہر انہوں نے تمام لوح میرے سامنے رکہے اور میں نے انہیں پڑہا ،ان میں سے بعض لوح پر اصحاب پیغمبر (ص)اور اصحاب ائمہ اطہار (سلمان،ابوذر،سے نوّاب اربعہ تک)کے علوم و عقائد لکہے تہے اور بعض دیگر پر علماء شیعہ جیسے کلینی،صدوق تا بحرالعلوم اور ان کے بعد متاخرین علماء کے علوم و عقائد درج تہے،وہ دونوں فرشتے پیغمبر اکرم(ص) اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے اصحاب اور بزرگ شیعہ علماء کے علوم و عقائد کو ترازو میں رکہ کر تول رہے تہے۔اس خواب کی وجہ سے میں علوم کے بہت سے اسرار سے آگاہ ہوا کی اگرمجہے نوح کی عمر بہی مل جاتی اور میں جستجو کرتا تو اس کا ایک فیصد بہی حاصل نہ ہوتا۔

توفیق حاصل کرنے کے ذرائع

۱۔ کسب توفیق کے لئے دعا کرنا

خدا وند متعال سے توفیق کی درخواست و دعا کریں تاکہ بزرگان دین کو حاصل ہونے والی توفیقات الٰہی سے ہم بھی بہرہ مند ہوسکیں ،اکثر دعاؤں میں خدا وند بزرگ و برتر سے توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

1۔ نماز جعفر طیار کے بعد دعا میں پڑھتے ہیں :

"اللّٰھمَّ انّی اَسالُکَ تو فیقَ اَھلِ الھدیٰ وَ اَعمَالَ اَھلِ التَّقویٰ"[۱]

پروردگار ا میں تجھ سے اہل ہدایت کی توفیق اور اہل تقویٰ کے اعمال و رفتار کا سوال کرتا ہوں۔

یہ جملہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ فقط توفیق کا حاصل ہوجانا نیک کام کو انجام دینے کی دلیل نہیں ہے ،اسی وجہ سے اس دعا میں اہل ہدایت کی توفیق طلب کرنے کے علاوہ خدا سے پرہیز گاروں کے اعمال و رفتار کا بھی سوال کرتے ہیں۔

2۔آیت قرآن" صراط الذین انعمت علیھم" کی تفسیر میں امام حسن عسکری (ع) سے نقل ہوا ہے کہ امام نے فرمایا:

"قولوا اھدنَا الصِّراطَ الَّذینَ اَنعَمتَ عَلَیھم باالتَّوفیق لدینک وَ طَا عَتکَ"[۲]

کہو کہ ہمیں ان کے راستے کی طرف ہدایت فرما جن پر تو نے اپنے دین کو قبول کرنے اور تیری اطاعت کرنے کی توفیق کے ذریعہ نعمتیں نازل کی ہیں۔

----

[۱]۔ بحارالانوار:۹۱ص۱۹۸

[۲]۔ معانی الاخبار: ۱۵ ، بحارالانوار: ۲۴ ۱۰، تفسیر الامام العسکری:۱۷

اس بناء پر خدا کی اطاعت و فرمانبرداری اور دینداری کی توفیق ،خدا کی طرف سے بندوں کو عنایت ہونے والا لطف ہے۔ ہم سب کو خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ پروردگار دنیا کے اس پر خطر سفر میں توفیق الٰہی کو ہمارا مونس و ہمسفر قرار دے تاکہ ہمارا سفر خیریت سے اختتام پذیر ہو۔

3۔ماہ مبارک رمضان کی تیرہویں دن کی دعا میں آیا ہے:

"اَللّٰھمَّ وَفّقنی فیه عَلی التّقیٰ وَ صحبَۃالاَبرَار" [1]

پروردگارا! اس دن میں مجھے تقویٰ کی اور نیک و متقی افراد کی صحبت کی توفیق عطا فرما۔

4۔ماہ رمضان کی اکیسویں شب کی دعا میں وارد ہوا ہے :

"وَارزقنی فیھا التَّوفیقَ لماوَفَّقتَ له شیعَۃَ آل محمَّد "[2]

پروردگارا! آج کی رات میں مجھے وہ توفیق عنایت فرما کہ جس سے تو نے پیروان آل محمد کو کامیاب فرمایا۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۹۸ص۳۷

[2]۔ بحارالانوار:ج۹۸ص۵۳

ایک اہم نکتہ

اگرچہ ممکن ہے کہ سائل مقربین آل محمد اور شیعوں کی توفیقات کو بہت بڑی حاجت سمجھے اور اپنے آپ کو اس عظیم نعمت کے سامنے پست اور نا اہل سمجھے ، لیکن چونکہ وہ خدا بزرگ و برتر کے حضور میں ہے اور خالق کائنات کی بارگاہ میں سوال کررہا ہے لہذا وہ بہترین اور پر ثمر ترین حاجات طلب کرے ۔ کیونکہ خدا کے حضور اور خدا کی بارگاہ میں خدا کی عظمت و بزرگی کو مدّ نظر رکھیں نہ کہ فقط اپنی پستی و ذلت کو ملاحظہ کریں۔

بعض لوگ معتقد ہیں کہ انسان خداوند متعال سے اپنی حد اور اوقات سے زیادہ طلب نہ کرے ،لہذا اپنی حیثیت و صلاحیت اور حدود کو مد نظر رکھ کر اپنے ہدف تک پہنچنے کی دعا کریں۔اگر فرض کریں کہ یہ قیدہ صحیح بھی ہو تو یہ کلیت نہیں رکھتا۔کیونکہ بعض مقامات پر اور بعض اوقات انسان خدا کے نزدیک اس قدر عظیم و عالی مقام رکھتا ہے کہ انسان خدا سے ہر قسم کی عظیم حاجت طلب کرسکتا ہے۔حضرت امیرالمؤمنین (ع) کی زیارت وداع میں پڑھتے ہیں:"اَللّٰھمَّ وَفّقنا لکلّ مَقامٍ مَحمودٍوَ اَقلبنی من ھذا الحَرَم بکلّ خَیرٍ مَوجودٍ"[1]

پروردگارا، مجھے ہر قسم کے مقام محمود کے حصول کی توفیق عطا فرما اور مجھے اس حرم سے ہر موجود خیر کے ساتھ لوٹا۔

خدا کے نزدیک حضرت امیرالمؤمنین کے حرم مطہر کی شرافت و محبوبیت کی وجہ سے زائر کو اجازت ہے کہ وہ خدا سے ہر قسم کی توفیق اور مقام محمود کو طلب کرسکتا ہے۔

اسی بناء پر اگرچہ سائل بعض مقامات کو طلب کرنے کی لیاقت و صلاحیت نہ رکھتا ہو لیکن زمان ومکان کی عظمت کی وجہ سے اسے بزرگ حاجات کو طلب کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار:ج۱۰۰ص۳۸۲

۲۔ ماں،باپ کی دعا توفیق کا سبب

ماں باپ کی دعا توفیق کو ایجاد کرنے میں موثر کردار کی حامل ہے،بعض بزرگان اپنی تمام تر توفیقات کو اپنے والدین کی دعاؤں کا نتیجہ قرار دیتے ہیں،مرحوم مجلسی جو کہ کثرت تالیفات اور اہلبیت کی خدمت کے لحاظ سے شیعہ علماء میں کم نظیر بلکہ بے نظیر ہیں،وہ اپنی عظیم توفیقات کو اپنے والد بزرگوار کی دعاؤں کے مرہون منت سمجھتے ہیں۔

مرحوم مجلسی اول فرماتے ہیں کہ ایک رات نماز شب سے فارغ ہونے کے بعد مجھ پرایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس سے میں یہ سمجھا کہ اگر دعا کروں تو ضرور مستجاب ہوگی،میں ابھی اسی سوچ میں مبتلا تھا کہ آخر خدا سے کس چیز کی دعا کروں؟اچانک جھولے سے محمد باقر کے رونے کی آواز بلند ہوئی،میں نے کہا :پروردگار بحق محمد و آل محمد علیہم السلام اس بچے کو شریعت محمد(ص) اور دین کا خادم اور مروج قرار دے اور اسے بے انتہا توفیقات سے بہرہ مند فرما۔صاحب مراۃالاحوال کہتے ہیں علامہ مجلسی سے ظاہر ہونے والے غیر معمولی امور مسلماً اسی دعا کے آثار ہیں[1]

---

[1]۔ فوائد الرضویہ محدث قمی:۴۱۱

۳۔ توفیق کے حصول کے لئے جستجو اور کوشش کرنا

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ توفیق حاصل کرنے کے ذرائع میں سے ایک خدا سے دعا کرنا ہے ۔ دل سے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور پروردگار بزرگ و برتر سے نیک مقاصد کے حصول کی دعا کریں،دعا کے بعد ان مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی و کوشش بھی کریں ورنہ آپ کی دعا استہزاء اور تمسخر شمار ہوگی۔

حضرت امام رضا (ع) فرماتے ہیں:

"مَن سَالَه التَّوفیق وَ لَم یَجتَهد فَقَد استَهزَئَ بنَفسه "[1]

جو خدا سے توفیق کا سوال کرے لیکن اس کے لئے کوشش نہ کرے وہ اپنے ساتھ مذاق کرتا ہے۔

کیونکہ توفیق کی دعا کے علاوہ ایک اور بنیاد بھی ہے کہ جسے سعی و کوشش کہتے ہیں ،اس بناء پر عالی مقاصد اور خدا پسندانہ اہداف کو حاصل کرنے کیلئے توفیق کی دعا کے علاوہ کوشش اور جستجو بھی کریں، جب آپ دعا کے بعد کوشش بھی کریں گے تو خدا کی توفیق آپ کے لئے شامل حال ہوگی۔

----

[۱]۔ بحارالانوار:ج۷۸ص۳۵۶

۴۔ خدا کی نعمتوں میں فکر، توفیق الٰہی کا سبب

پروردگار کی بے شمار نعمتوں کے بارے میں تفکر کرنا توفیق حاصل کرنے کا اہم ترین ذریعہ ہے۔خدا کی مخلوقات میں تفکر سے آپ خدا کی توفیقات کو جلب کرسکتے ہیں۔حضرت امیرالمؤمنین (ع) فرماتے ہیں:"مَن تَفَکَّر فی آلائِ اللّٰہ وفّق "[۱]جو خدا کی نعمتوں میں تفکر کرے ،وہ کامیاب ہو گیا۔

کیونکہ انسان اس ذریعہ سے اپنے دل میں خدا کی محبت پیدا کرتا ہے۔جب دل میں خدا کی محبت پیدا ہوجائے تو وہ خدا کی طرف جذب ہوجاتا ہے اور خدا کی طرف مجذوب ہونے کے ثمرات میں سے ایک ہے۔اسی وجہ سے امیرالمؤمنین(ع) اپنے دوسرے فرمان میں ارشاد فرماتے ہیں:"التَّوفیق من جَذَبات الرَّب "[۲]توفیق خداوند تعالیٰ کے جذبات میں سے ہے۔

مذکورہ بیان کے رو سے انسان خدا کی بے شمار نعمتوں میں تفکر کے ذریعہ توفیقات کو اپنی طرف جذب کرکے درگاہ الٰہی کے مقربین سے مخصوص جدید عنایتوں سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔البتہ اس امر کی جانب متوجہ رہیں کہ اہلبیت اطہار کا وجود مبارک نہ صرف خدا کی اہم ترین نعمت ہے بلکہ ہم پر نازل ہونے والی ہر نعمت ان ہی مقدس ہستیوں کے طفیل ہے،یہ بزرگ ہستیاں وجہ تخلیق کائنات ہیں،اسی بناء پر اہلبیت عصمت و طہارت بالخصوص اس خاندان کی آخری کڑی حضرت امام زمان کے فضائل و مناقب میں تفکر و تامل کے ذریعہ اپنی توفیقات میں اضافہ کریں۔اس صورت میں عنایت رحمانی شامل حال ہوگا، اس صراط مستقیم پر عمل پیرا رہنے اور ان ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے سے آپ بلند مقام حاصل کرسکتے ہیں۔

----

[۱]۔ شرح غرر الحکم:ج۵ ص۳۰۸

[۲]۔ شرح غرر الحکم:ج۱ص۱۴۴

نتیجۂ بحث

عظیم مقاصد اور عالی معنوی اہداف تک پہنچنے کے لئے ارادہ و تصمیم کے علاوہ توفیق کی قوت سے بھی بہرہ مند ہوں،توفیق راہنما کی حیثیت رکھتی ہے اسی وجہ سے اگرچہ یہ کامیابی کی علت تامہ نہیں ہے لیکن اس کے متحقق ہونے سے مؤثر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

آپ کی ذمہ داری ہے کہ توفیق کے حصول کے لئے دعا کریں اور پھر توفیقحاصل ہونے پر اکتفاء نہ کریں بلکہ کوشش کریں کہ یہ حاصل ہونے والی توفیق ضائع نہ ہوجائے۔

خدا کی نعمتوںاور بالخصوص وجود اہلبیت اطہارعلیہم السلام کی عظیم نعمت کے فضائل ومناقب میں تفکرکرنا ، توفیق کے اہم ترین عوامل میں سے ہے ،اپنی توفیقات میں اضافہ کے لئے حضرت بقیۃاللہ(ارواحنا فداہ) کی عظمت پر تفکر کریں اور امام عصر کی غیبی امداد کو اپنے ذہن میں پروان چڑہائیں اس سے آپ کی توفیقات میں اضافہ ہوگا ،ضعف، سستی و کاہلی اور گناہوں کے ارتکاب سے فراہم ہونے والی توفیقات کو ضائع نہ ہونے دیں۔

راہ جستن ز تو ہدایت از او   جہد کردن زتو عنایت از او

جہد بر تو است و بر خدا توفیق   زآن کہ توفیق و جہد ہست رفیق

یعنی تم کسی راہ کا انتخاب کرو اور وہ تمہاری ہدایت کرے گا۔تم کوشش کرو ،خدا عنایت کرے گا۔ جدوجہدکرنا تمہاری ذمہ داری ہے جب تم کوشش کرو گے تو خدا تمہیں توفیق عنایت فرمائے گا۔کیونکہ توفیق اور کوشش ہمیشہ سے دوست ہیں۔

تیرهواں باب

یقین

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں :" باالیَقین تدرَک غَایَة القصویٰ "یقین کے ذریعہ مقصد کی انتہا حاصل ہوتی ہے ۔ یقین کی اہمیت یقین کے آثار

1۔ یقین دل کو محکم کرتا ہے

مجلس مباہلہ میں حاضری

۲۔ یقین اعمال کی اہمیت میں اضافہ کا ذریعہ

3۔ یقین آپ کے باطن کی اصلاح کرتا ہے

یقین کو متزلزل کرنے والے امور

1۔ شک و شبہ

2۔ گناہ

یقین کھودینا

تحصیل یقین کے ذرائع

1 ۔ کسب معارف

2 ۔ دعا اور خدا سے راز و نیاز

3 ۔ تہذیب و اصلاح نفس

نتیجہ

یقین کی اہمیت

یقین باعظمت عالم غیب کی طرف جانے کا آسان اور سیدھا راستہ ہے۔ یقین عالم ملکوت تک پہنچنے اور نامرئی دنیا سے ارتباط کے لئے صراط مستقیم ہے۔ یقین تہذیب یافتہ اشخاص اور بزرگان کی اہم ترین صفات میں سے ہے، یقین اہلبیت اطہار کے اصحاب اور اللہ کے خاص بندوں کی اہم ترین خصوصیات میں سے ہے۔ یقین ،انسان میں قوی ترین روحانی قوّت کو ایجاد کرتا ہے، یقین خاندان وحی سے ارتباط کا وسیلہ ہے، دل میں یقین کا وجود معنوی پیوند کے موانع کو برطرف کرتا ہے اور اہلبیت کے تقرب اور ان تک پہنچنے کی راہ کو ہموار کرتا ہے۔ یقین کی افزائش سے آپ اپنے دل کو ملائکہ کی قیامگاہ قرار دے کر اسے شیاطین کے شر اور وسوسوں سے نجات دے سکتے ہیں۔ شیاطین کے شر سے رہائی پانے کے بعد آپ کو بہت سے معنوی فیض حاصل ہونگے۔اس صورت میں آپ کا دل نورانیت سے سرشار ہوجائیگا۔

اسی وجہ سے حضرت بقیۃ اللہ (عج) کے ظہور کے دن تمام لوگوں کے دل و جان میں یقین پیدا ہوجائیگا ، کیونکہ اس دن جب تاریخ کی قدیم ترین عبادت گاہ (خانہ کعبہ) سے حضرت قائم آل محمد (عج) کی حیات بخش صدا لوگوں کی سماعتوں تک پہنچے گی تو ابلیس اور اس کے پیروکاروں کے دلوںمیں خوف طاری ہوجائے گا ،حضرت بقیۃاللہ اعظم کے ظہور سے سب شیاطین ہلاک ہوجائیں گے۔ اس وقت لوگوں کے دل وسوسہ سے نجات پاجائیں گے اور ان کے دل و جان پر آرام و اطمینان کی حاکمیت ہوگی۔اس دن لوگوں کے دلوں میں یقین اور ایمان میں اضافہ ہوگا۔اس دن یقین پیدا کرنے والے سب امور فراہم ہوجائیں گے اور یقین کے ذریعہ سب کے باطن کی اصلاح ہوجائے گی۔ یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ ظہور کے وقت سب اہل یقین بن جائیں گے، ہم مقدمہ کے طور پر چند مطالب ذکر کرتے ہیں: خداوند متعال قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کے بارے میں فرماتا ہے:

" وَ كَذٰلکَ نریَ ابرَاهیمَ مَلَکوت السمٰوات وَالاَرض وَ لیَکون من المؤمنین" [۱]

او ر اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمان اور زمین کے اختیارات دکھاتے ہیں اور اس لئے کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہوجائیں۔

صفوان کہتا ہے کہ میں نے امام رضا(ع) سے پوچھا کہ خدا نے حضرت ابراہیم (ع) کے بارے فرمایاہے:

" اَوَ لَم نؤمن قَال بلیٰ وَ لٰکن لیَطمَئنَّ قَلبی " [۲]

کیا ابراہیم کو یقین نہیں تھا اور کیا ان کے دل میں شک و شبہہ موجود تھا؟

" قَالَ لَا،کَانَ عَلیٰ یقینٍ وَ لٰکن اَرادَ منَ اللّٰہ الزّیَا دَةَ فی یَقینه "[۳]

حضرت امام رضا (ع) نے فرمایا : نہیں ، انہیں یقین تھا لیکن اس نے خدا سے چاہا کہ اس کا یقین زیادہ ہوجائے۔

اس بناء پر حضرت ابراہیم نے ملکوت آسمانی اور زمین کو دیکھا اور ان کے یقین میں اضافہ ہوا ملکوت آسمان و زمین کو دیکھنے کی وجہ سے ان کا یقین زیادہ ہوا ، پھر ان میں دوسروں کے دلوں میں بھی یقین ایجاد کرنے کی قدرت پیدا ہو گئی۔

ظہور کے زمانے کے لوگوں کی حالت اور امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی سلطنت پر توجہ کریں کہ آنحضرت صاحب ملکوت ہیں وہ جلوہ ولایت و ملکوتی سے زمین و آسمان کا مشاہدہ کرسکتے ہیں کیا اس زمان کے لوگ یقین حاصل نہیں کرسکتے؟پس عصر غیبت میں بھی ہر کوئی یقین حاصل کرنے کی کوشش کرے یقین حاصل کرنے سے انسان شیطان پر حاکم بن سکتا ہے اور معنویت کے صراط مستقیم پر گامزن ہوسکتاہے۔

----

[۱]۔ سورہ انعام آیت:۷۵

[۲]۔ سورہ بقرہ آیت:۲۶۰

[۳]۔ بحارالانوار:ج۷۰ص۱۷۶

یقین کے آثار

۱۔ یقین دل کو محکم کر دیتا ہے

آپ اپنے دل کوپند و نصیحت کے ذریعہ حیات بخش سکتے ہیں اور وعظ کے ذریعہ اس میں تازہ روح پھونک سکتے ہیں۔جس طرح ایمان کامل اور یقین کو مضبوط و قوی کرسکتے ہیں اسی طرح آپ مشکلات و موانع کے سامنے ایک پہاڑ کی مانند ڈٹ جائیںگے۔ اگر یقین قوی و کامل صورت میں موجود ہو تو پھر وسوسہ اور تردد کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔پھر ضعف، سستی اور کاہلی ختم ہوجائیگی۔اسی وجہ سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے یقین کو قوی کریں حضرت امیرالمؤمنین (ع) فرماتے ہیں:

"اَحیِ قَلبکَ بالمو عظَة ------- وَ قَوّه بالیَقین" [۱]

وعظ و نصیحت کے ذریعہ اپنے دل کوحیات بخشو اور یقین کے ذریعہ اسے قوّت دو۔

گر عزم تو در راہ حق، آہنین است

می دان بہ یقین کہ راہ آن یقین است

اگر راہ حق میں تمہارا عزم و ارادہ پختہ ہو تو یقین جانیئے کہ اس کا راستہ صرف یقین ہی ہے۔

----

[۱] ۔ بحارالانوار: ج۷۷ص۲۱۹

جب انسان کے دل میں یقین پیدا ہوجائے تو دل محکم و استوار ہوجاتا ہے اور جب تک یقین قوی ہو تب تک شیطانی وسوسہ کے نفوذ کرنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔اسی وجہ سے اس میں اضطراب و وہم پیدا نہیں ہوگا،وہ مصائب و مشکلات کے سامنے سیسہ پلائی دیوار کی مانند قائم رہے گا۔حضرت امیرالمؤمنین (ع) فرماتے ہیں:"مَن قَویٰ یقینه لَم یَرتَب" [1]جس کا یقین قوی ہو اس میں شک پیدا نہیں ہوتا۔

گر بہ صورت ملَکی یا بہ لطافت حوری

تا بہ معنی نرسی ،از ہمہ دلہا دوری

اگر فرشتہ صورت یا حور کی لطافت کے مالک ہی کیوں نہ ہو تو مگر جب تک اپنے ہدف اور مقصد تک نہیں پہنچو گے تب تک تم سب کے دلوں سے دور رہو گے یعنی ان کے دلوں میں جگہ نہیں بنا پاؤ گے ۔ہمیشہ اعتقادی مسائل یا دیگر مسائل میں شک وشبہہ اسی شخص کے لئے پیداہوتا ہے کہ جسے قوی یقین حاصل نہ ہو۔جن میں یقین کمال کی حد تک نہ پہنچا ہو،اس میں شیطانی وسوسہ منفی اثرات مرتب کرتاہے۔لیکن جن کے دل میں یقین کی شمع روشن ہو وہ شیاطین کے شر اور ان کے وسوسہ کے سامنے فولاد کی مانند ثابت قدم رہتے ہیں۔امام باقر(ع) فرماتے ہیں:" فَیَمرّالیَقین بالقَلب فَیَصیر کَأَنَّه زبر الحَدید " [2]جب دل میں یقین پیدا ہوجائے تو وہ اسے لوہے کے ٹکڑے کی مانند قوی و محکم کردیتا ہے۔دل کو محکم و مضبوط کرنے سے نہ صرف انسان کے دل میں اعتقادی مسائل کے بارے میں شک و شبہہ پیدا نہیں ہوتا ہے بلکہ اسے قدرت عطا ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے ایمان و یقین میں بھی اضافہ کرے۔اب ہم شیعہ علم کے ایک ستون کے ایمان و یقین کی داستان رقم کرتے ہیں کہ جس نے دوسروں کے دلوں میں مسائل پر اعتقاد میں اضافہ کیا۔

----

[1]۔ شرح غررالحکم:ج۵ص۲۳۰

[2] ۔ بحارالانوار:ج۷۸ص۱۸۵

مجلس مباہلہ میں حاضری

شیعہ علماء نے بہت تکلیفیں اور زحمتیں برداشت کرکے خدا کے دین کی پاسداری کی اور اسے انحراف سے بچالیا۔ہمارے بزرگان نے حریم ولایت کے دفاع اور شیعہ مذہب کو اثبات کرنے کے لئے کسی قسم کی کوشش اور قربانی سے دریغ نہیں کیا۔

اہل بیت عصمت و طہارت کے عالی اور بلند عظمت مقام پر اعتقاد و یقین کی بناء پر وہ مخالفین اور دشمنوں سے مباہلہ کے لئے بھی حاضر ہوئے، اس عمل سے انہوں نے ولایت کی راہ میں حائل کانٹوں کو اکھاڑا اور دشمنوں کو نابود کردیا۔جلیل القدر عالم دین جناب محمد ابن احمد کا مباہلہ ان فداکاریوں کا ایک نمونہ ہے۔انہوں نے دشمنوں کے لئے بھی شیعہ عقائد کی حقانیت کو ثابت کیا،وہ شیعوں کے بزرگ علماء میں سے ہیں اور بعض بزرگ شیعہ علماء جیسے شیخ مفید ،ان سے روایت نقل کرتے تھے۔انہوں نے شیعہ عقائد کے بارے میں بہت سی کتابیں لکھیں اور جناب قاسم ابن علاء کے بابرکت محضر سے استفادہ کیا۔

وہ بینائی کھوجانے کے بعد پڑھنے لکھنے کی نعمت سے محروم ہوجانے کے باوجود اپنے سینے میں محفوظ معلومات کو کاتب کے ذریعہ کاغذ کی نظر کرتے،اس طرح سے انہوں نے مکتب تشیع کو بہت سی گرانبہا اور انمول کتابیں فراہم کی۔وہ سیف الدولہ ہمدانی کے نزدیک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے سیف الدولہ ہمدانی کے سامنے موصل کے قاضی سے مباہلہ کیا کہ جو جاہلانہ تعصب کی عینک اتارنے کو تیار نہ تھا،مجلس مباہلہ برپا ہوئی اور مباہلہ کے اختتام کے بعد موصل کے قاضی کو اپنی سلامتی سے ہاتھ دھونے پڑے،وہ بخار میں مبتلا ہو گیا،اس نے مباہلہ میں جو ہاتھ بلند کیا تھا وہ بھی سیاہ ہو گیا اور اگلے روز ہلاک ہو گیا۔[1]

----

[1] ۔ فوائدالرضویہ محدث قمی:۳۸۸

بزرگ شیعہ عالم مرحوم محمد ابن احمدنے اپنے یقین کامل اوراعتقاد کی وجہ سے متعصب دشمن پر غلبہ پایا۔اس طرح انہوں نے اپنے اس عمل سے سب کے لئے شیعہ عقائد کی حقانیت کو مزید آشکار کیا اور ان کے دلوں میں یقین کو محکم کیا۔شیعہ تاریخ ایسے نمونوں سے بھری پڑی ہے کہ بزرگان دین نے اپنے یقین کامل اور ایمان قلب کے ذریعہ دشمن کے ساتھ مقابلہ کیا اور دوسروں کے دلوں میں بھی یقین کا پیدا کیا۔

"میر فندرسی "بھی ہی ایک اور مثال ہیں کہ جنہوں نے اپنے ایمان و یقین کامل کے ذریعہ دشمن کو محکوم و مغلوب کیا اور دوسروں کے دلوں میں یقین کا بیج بویا۔

اس واقعہ کو مرحوم نراقی کتاب" الخزائن "میں یوں رقم کرتے ہیں:

"میر فندرسی"سیاحت کے ایام میں کفار کے ایک شہر میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے گفتگو کے لئے بیٹھ گئے،ایک دن ایک گروہ نے ان سے کہا کہ ہمارے عقائد کی حقانیت اور آپ کے عقائد کے بطلان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ہماری عبادت گاہیں دوہزار سال پہلے تعمیر ہوئی ہیں اور ابھی تک ان میں خرابی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔لیکن آپ کی اکثر مساجد سو سال سے زیادہ باقی نہیں رہتی اور خراب ہوجاتی ہیں چونکہ ہر چیز کی بقاء اور حفاظت،اس کی حقانیت کی دلیل ہے،پس ہمارا دین برحق ہے اور آپ کا دین باطل ہے۔

" میر فندرسی " نے اپنے یقین و اعتقاد کی بناء پر جواب دیا کہ آپ کی عبادت گاہوں کا باقی نہ رہنا اور ہماری مساجد کے خراب ہونے کی یہ وجہ نہیں ہے، بلکہ اس کا راز یہ ہے کہ ہماری مساجد میں صحیح عبادت انجام پاتی ہے اور مساجد میں خداوند بزرگ و برتر کا نام لیاجاتا ہے کہ وہ عمارت اسے تحمل کرنے طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے خراب ہوجاتی ہیں۔

لیکن آپ کی عبادت گاہوں میں صحیح اور حقیقی عبادت انجام نہیں دی جاتی، بلکہ کبھی اس میں فاسد اعمال انجام دیئے جاتے ہیں لہذا ان میں کسی قسم کی خرابی رونما نہیں ہوتی۔اگر ہمارے پروردگار کی عبادت تمہاری عبادت گاہوں میں انجام دی جائے تو وہ اسے بھی متحمل نہیں کر پائینگی اور خراب ہوجائینگی۔

انہوں نے کہا یہ بہت آسان کام ہے ،آپ ہماری عبادت گاہوں میں جاکر وہاں اپنی عبادت کریں۔تاکہ ہماری حقانیت اور آپ کا بطلان ثابت ہوجائے،سید نے قبول کیا اور وضو کرنے کے بعد خدا پر توکل اور اہل بیت عصمت و طہارت سے توسل کیا،پھر وہ ان کی بہت بڑی عبادت گاہ میں داخل ہوئے کہ جو بہت مضبوط بنی ہوئی تھی اور دو ہزار سال پرانی تھی۔

لوگوں کی بہت بری تعداداس نظارہ کو دیکھنے کے لئے بیٹھی ہوئی تھی ،سید نے عبادتگاہ میں داخل ہونے کے بعد اذان و اقامت کہی اور نماز کی نیت سے بلند آواز سے (اللہ اکبر) کہا اور عبادتگاہ سے باہر کی طرف بھاگ آئے، اچانک اس عبادتگاہ کی چھت گر گئی اور دیواریں بھی خراب ہوگئی ۔اس کرامت کی وجہ سے بہت سے کفار دین اسلام سے مشرف ہوئے۔[۲]

"میر فندرسکی" نے اپنے اعتقاد ویقین اور کامل ایمان کے ذریعہ اپنے دل کو محکم و مضبوط کیا۔

----

[۲] ۔ جامع الدرر:ج۲ص۳۰۷، تذکرۃالقبور:۶۰

۸۔ یقین اعمال کی اہمیت میں اضافہ کا ذریعہ

اگر کیمیا اور اکسیر کو کسی کم قیمت مادہ کے ساتھ بھی ملائیں تو یہ اس کو بہت با ارزش اور قیمتی و دہات میں تبدیل کردیتا ہے اور اس کی قیمت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔یقین بھی اسی طرح ہے،کیونکہ یقین اعمال کو ارزش عطا کرتا ہے۔اگر قلیل عمل کو یقین کے ساتھ انجام دیا جائے تو خدا کے نزدیک اس کی ارزش شک و شبہ میں انجام دیئے گئے بہت زیادہ عمل سے زیادہ ہے۔امام صادق(ع) فرماتے ہیں:

"انَّ العَمَلَ الدَّائمَ القَلیلَ عَلی الیَقین اَفضَل عندَاللہ من العَمَل الکَثیر عَلی غَیر الیَقین" [1]

خدا کے نزدیک یقین کے ساتھ انجام دیا گیا کم اور دائمی عمل یقین کے بغیر انجام دیے گئے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔

یہ فرمان واضح دلالت رکھتا ہے کہ یقین اعمال وکردار کی اہمیت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے،یعنی یقین کے ساتھ انجام دیا گیا کم عمل،یقین کے بغیر انجام دیئے گئے زیادہ عمل سے افضل ہے۔اس بناء پر یقین اس کیمیاگری کے اس مادہ کے مانند ہے،کہ جو کم قیمت دہات کو سونے میں تبدیل کرتاہے۔یقین بھی اسی طرح کیونکہ اس میں یہ قدرت ہے کہ یہ قلیل عمل کو یقین کے ساتھ انجام سے ارزش و قیمت عطا کرتا ہے۔

متوجہ رہیں کہ بہت سے موارد میں خدا کے نزدیک اہمیت رکھنے والے کم عمل کے ظاہراً بھی بہت سے آثار و ثمرات ہوتے ہیں،اب ہم جو واقعہ بیان کرنے لگے ہیں وہ اس حقیقت کا شاہد ہے۔

----

[1] ۔ الکافی :ج۲ص۵۷

مرحوم آیۃاللہ العظمیٰ خوئی، متین سے کہی جانے والی (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کے بارے میں شیخ احمد (یہ استادالفقہاء مرحوم میرزاشیرازی کے خادم تھے) سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ مرحوم میرزا کے ایک اور خادم بھی تھے جن کا نام شیخ محمد تھا کہ جو مرحوم میرزا کی وفات کے بعد لوگوں سے نہ ملتے اور گوشہ نشین ہوگئے تھے۔

ایک دن کوئی شخص شیخ محمد کے پاس آیا تھا اور اس نے دیکھا کہ وہ غروب آفتاب کے وقت اپنے چراغ میں پانی ڈال کر روشن کر رہے ہیں اور چراغ بھی مکمل طورپر روشن ہے۔وہ شخص بہت حیران ہوا اور اس کی علت پوچھی ؟شیخ محمد نے اس کے جواب میں کہا مرحوم میرزا کی وفات سے مجھے بہت صدمہ ہوا اور ان بزرگوار کی جدائی کے غم کی وجہ سے میں نے لوگوں کے ساتھ میل جول قطع کردیا اور اپنا وقت گھر میں ہی بسر کرتا، میں بہت ہی غمزدہ تھا ۔ایک دن عرب طلاب کی صورت کا ایک جوان میرے پاس آیا اور میرے ساتھ بہت پیار، محبت اور انس سے پیش آیا وہ غروب تک میرے پاس رہا، اس کی باتیں مجھے بہت پسند آئیں اور میرے دل کا بوجھ اور غم ہلکا ہو گیا،وہ چند دن تک میرے پاس آتا رہا اور میں اس سے مانوس ہو گیا تھا۔ایک دن وہ میرے ساتھ باتیں کررہا تھا کہ مجھے یاد آیا کہ آج رات میرے چراغ میں تیل نہیں ہے۔ اس وقت دکانیں غروب کے وقت بند ہوجاتی تھیں۔اسی وجہ سے میں یہ سوچ رہا تھا اگر میں ان سے اجازت لے کر تیل لینے کے لئے گھر سے نکلوں تو ان کی پر فیض باتوں سے محروم ہوجاؤں گا اور اگر تیل نہ خریدوں تو آج رات تاریکی میں بسر کرنی پڑے گی۔

وہ میری اس حالت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آج تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ میری باتوں کو دلچسپي سے نہیں سن رہے؟میں نے کہا نہیں، ایسی بات نہیں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔انہوں نے فرمایا نہیں تم میری باتوں سے نہیں سن رہے۔میں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ آج میرے چراغ میں تیل نہیں ہے۔انہوں نے فرمایا بہت تعجب ہے کہ میں نے تمہارے لئے اتنی احادیث بیان کی اور(بسم اللہ الرحمن الرحیم) کی فضیلت بیان کی ،کیا تم ان سے اتنا بھی مستفید نہیں ہوئے کہ تم تیل کی خریداری سے بے نیاز ہوجاؤ؟میں نے کہا کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کوئی ایسی حدیث بیان فرمائی ہو؟

انہوں نے فرمایا تم بھول گئے ہو میں نے بتایا تھا کہ(بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے خواص و فوائد میں سے یہ ہے کہ اگر تم اسے کسی قصد سے کہو تو وہ مقصد حاصل ہوجائے گا۔تم اپنے چراغ کو اس قصد کے ساتھ پانی سے بھردو کہ پانی تیل کی خاصیت رکھتا ہو ،تم(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)کہو میں نے قبول کیا اور اٹھ کر اسی قصد سے اپنے چراغ کو پانی سے بھر دیا اور اس وقت کہا(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پھر میں نے اسے جلایا تو وہ روشن ہو گیا۔اس وقت سے آج تک جب بھی یہ خالی ہوجائے تو اسے پانی سے بھرکر (بسم اللہ) پڑھتا ہوں تو چراغ روشن ہوجاتا ہے۔

مرحوم آیۃاللہ العظمیٰ خوئی اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:تعجب یہ ہے کہ اس واقعہ کے عام ہوجانے کے بعد مرحوم شیخ محمد کے اس عمل میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ اعتقاد و یقین کے ساتھ ایک (بسم اللہ)پڑھی جائے تو اس قدر غیر معمولی اثرات ظاہر ہوتے ہیں ،جو اسم اعظم کی معرفت رکھتے ہیں وہ بھی دوسرے لوگوں میں رائج اور متداول اسم سے ہی استفادہ کرتے ہیںلیکن جو چیز ان کے عمل کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے ، وہ ان کا یقین ہے کہ جو تلفظ کئے جانے والے اسم کی تاثیر میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔

یقین آپ کے باطن کی اصلاح کرتا ہے

کبھی انسان محاسبہ کے ذریعہ اپنے ظاہر کو سنوار لیتا ہے،لیکن پس پردہ حقیقت و واقعیت سے آگاہ نہیں ہوتا۔اسی وجہ سے وہ تشویش و اضطراب میں مبتلا ہوتا ہے۔انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ کیا اس کی گفتار و کردار مورد رضایت پروردگار ہے یا نہیں؟کیا اس کا باطن آلودگی سے پاک ہے؟یا وہ باطناً نفس اور شیطان کے ہاتھوں اسیر ہے اور خود اس سے بے خبر ہے؟اگر فرض کریں اس کا باطن آلودہ ہو تو وہ کس طرح اپنے باطن کو اس سنگین خطرے سے نجات دلا سکتا ہے؟کیا اس روحانی رنج و غم سے نجات پانے کا کوئی راستہ ہے؟

ان سوالات کے جواب میں کہتے ہیں کتب عصمت و طہارت کے قائد پر یقین سے باطنی و روحانی پاکیزگی حاصل کی جاسکتی ہے۔کیونکہ یقین باطن کی اصلاح کرتا ہے۔اتوار کی رات پڑھی جانے والی دعا میں آیا ہے:

" اَللّٰهمَّ اَصلح باليَقين سَرَائرَنا"[1]

پروردگارا!یقین کے ذریعہ ہمارے باطن کی اصلاح فرما۔

----

[۱] ۔ بحارالانوار:ج۹۰ص۲۸۶

اہل تقویٰ نیک سیرت اور پاک ذات کے مالک ہوتے ہیں وہ فساد اور تباہی سے دور ہوتے ہیں۔ جن کے باطن میں بری صفات ہوں وہ تقویٰ پیدا کرنے سے اپنے باطن کی اصلاح کرسکتے ہیں۔

تقویٰ نہ صرف آپ کے شعور اور ضمیر کو شیطان کے وسوسہ سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ اگر آپ کے باطن میں کوئی فساد موجود ہو تو یہ اس کی بھی اصلاح کرتا ہے اور باطن کی برائیوں کو ختم کرتا ہے۔اسی وجہ سے حضرت پیغمبر اکرم(ص) ایک خطبہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

" خَیر مَا القی فی القَلب الیَقین" (1)

مؤمن کے دل میں القاء ہونے والی بہترین چیز تقویٰ ہے۔

کیونکہ جیسا ہم نے کہا کہ تقویٰ نہ صرف شعور اجاگر کرتا بلکہ یہ باطن کو اخلاقی و اعتقادی اشتباہات سے بھی پاک کرتا ہے۔

----

[1] ۔ بحارالانوار: ج۲۱ص۲۱۱

یقین کو متزلزل کرنے والے امور

۱۔ شک و شبہ

جو انسان شک وشبہ میں مبتلا ہو وہ نہ صرف اپنی معنوی اہمیت کو کھو دیتا ہے،بلکہ جب تک وہ شک و شبہہ اور وسواس کا اسیر رہے تب تک وہ متوقف اور جمود کی حالت میں رہے گا۔وہ کبھی بھی معنوی ترقی نہیں کرسکتا۔وہ اپنی نجات کے لئے اپنے صفحۂ دل سے شک و شبہ کو ہمیشہ کے لئے نکال دے۔امام صادق (ع) فرماتے ہیں:

" الفوا عَن نفوسکم الشّکوکَ "[1]

اپنے نفوس سے شکوک کو برطرف کریں۔

اس بناء پر روحانی و معنوی ارزشوں کو حاصل کرنے اور انہیں محفوظ کرنے کے لئے اپنے دل سے شک اور وسوسہ کو نکال دیں اور ایمان و یقین کامل پیدا کرنے کے بعد اپنے عقائد کے استحکام کی کوشش کریں۔ایسا نہ کرنے کی صورت میں نہ صرف آپ کے اعتقادات ہی متزلزل نہیں ہونگے بلکہ آخری زمانے کے آشوب میں بھی شریک ہوں گے۔کیونکہ شک وشبہہ ایک طرف سے آشوب، پریشانیاں اور آزمایشات الٰہی کا سامان فراہم کرتا ہے تو دوسری طرف سے شک و شبہہمیں گرفتار افراد اس امتحان میں بھی ناکام ہوتے ہیں۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج۵۱ ص۱۴۷

خاندان عصمت و طہارت کے فرامین و دستورات میں ہمیں اپنے دل سے شک و شبہہ کو برطرف کرنے کا حکم دیا گیا ہے،یہ صرف آزمائشات الٰہی کو قبول کرنے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فتنہ اور آشوب کے اسباب کو ختم کرنے کے لئے بھی شک و شبہہ کو بر طرف کرنے کا امر کیا گیا ہے۔کیونکہ شک وشبہہ اور بے مورد گمان فتنہ و فساد اور مشکلات کو ایجاد کرنے کے اسباب فراہم کرتا ہے۔

امام سجاد (ع) مناجات مطیعین میں خدا سے عرض کرتے ہیں:

" وَاَثبت الحَقَّ فی سَرَائرنَا فَانَّ الشّکوکَ وَ الظّنونَ لَوَاقع الفتَن " [1]

پروردگارا ! میرے باطن میں حق کو ثابت فرما، کیونکہ شکوک و ظنون فتنہ ایجاد کرتے ہیں۔

تاریخ کے مطالعہ سے اس حقیقت کا مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ صدر اسلام سے آج تک جن فساد و فتنہ نے مسلمان معاشرے کو گمراہ کیا،ان میں سے اکثر ایسے افراد تھے کہ جو صراط مستقیم سے متعلق اپنے یقین کو کھوکر شک و شبہہ میں گرفتار ہوچکے تھے۔

حقیقت میں شک و شبہ گمراہ کر نے والے فتنوں اور بلاؤں میں گرفتار ہونے کا وسیلہ ہے۔ شک وشبہ سے انسان فتنوں اور مصائب میں مبتلا ہونے کے علاوہ شکاک اور متزلزل افراد کے لئے بھی مشکلات اور فتنوں کے اسباب فراہم کرتا ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج۹۴ ص۱۴۷

۱۔ شک و شبہ

جو انسان شک وشبہ میں مبتلا ہو وہ نہ صرف اپنی معنوی اہمیت کو کھو دیتا ہے،بلکہ جب تک وہ شک و شبہہ اور وسواس کا اسیر رہے تب تک وہ متوقف اور جمود کی حالت میں رہے گا۔وہ کبھی بھی معنوی ترقی نہیں کرسکتا۔وہ اپنی نجات کے لئے اپنے صفحۂ دل سے شک و شبہ کو ہمیشہ کے لئے نکال دے۔امام صادق (ع) فرماتے ہیں:

" الفوا عَن نفوسکم الشّکوکَ " [1]اپنے نفوس سے شکوک کو برطرف کریں۔

اس بناء پر روحانی و معنوی ارزشوں کو حاصل کرنے اور انہیں محفوظ کرنے کے لئے اپنے دل سے شک اور وسوسہ کو نکال دیں اور ایمان و یقین کامل پیدا کرنے کے بعد اپنے عقائد کے استحکام کی کوشش کریں۔ایسا نہ کرنے کی صورت میں نہ صرف آپ کے اعتقادات ہی متزلزل نہیں ہونگے بلکہ آخری زمانے کے آشوب میں بھی شریک ہوں گے۔کیونکہ شک وشبہہ ایک طرف سے آشوب، پریشانیاں اور آزمایشات الٰہی کا سامان فراہم کرتا ہے تو دوسری طرف سے شک و شبہہمیں گرفتار افراد اس امتحان میں بھی ناکام ہوتے ہیں۔

خاندان عصمت و طہارت کے فرامین و دستورات میں ہمیں اپنے دل سے شک و شبہہ کو برطرف کرنے کا حکم دیا گیا ہے،یہ نہ صرف آزمائشات الٰہی کو قبول کرنے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ فتنہ اور آشوب کے اسباب کو ختم کرنے کے لئے بھی شک و شبہہ کو بر طرف کرنے کا امر کیا گیا ہے۔کیونکہ شک وشبہہ اور بے مورد گمان فتنہ و فساد اور مشکلات کو ایجاد کرنے کے اسباب فراہم کرتا ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج۵۱ ص۱۴۷

امام سجاد (ع) مناجات مطیعین میں خدا سے عرض کرتے ہیں:

" وَاَثبت الحَقَّ فی سَرَائرنَا فَانَّ الشّکوکَ وَ الظّنونَ لَوَاقع الفتَن " (1)

پروردگارا ! میرے باطن میں حق کو ثابت فرما، کیونکہ شکوک و ظنون فتنہ ایجاد کرتے ہیں۔

تاریخ کے مطالعہ سے اس حقیقت کا مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ صدر اسلام سے آج تک بعض فساد و فتنہ نے مسلمان معاشرے کو گمراہ کیا ہے، ان میں سے اکثر ایسے افراد تھے کہ جو صراط مستقیم سے متعلق اپنے یقین کو کھوکر شک و شبہہ میں گرفتار ہوچکے تھے۔

حقیقت میں شک و شبہ گمراہ کرنے والے فتنوں اور بلاؤں میں گرفتار ہونے کا وسیلہ ہے۔ شک وشبہ سے انسان فتنوں اور مصائب میں مبتلا ہونے کے علاوہ شکاک اور متزلزل افراد کے لئے بھی مشکلات اور فتنوں کے اسباب فراہم کرتا ہے۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج۹۴ ص۱۴۷

۲۔گناہ

گناہوں کا مرتکب ہونا اہل بیت عصمت و طہارت کے دستورات کے منافی ہے۔یہ شرم آور اور تباہی کا باعث ہے۔ممکن ہے کہ یہ مردان خدا کے بہترین حالات کو ختم کردے۔اس بناء پر گناہ کو انجام دینا نہ صرف معنوی حالات کو ایجاد کرنے کے لئے مانع ہے۔بلکہ یہ اس ایجاد شدہ حالات کو درہم برہم کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔امام صادق (ع) فرماتے ہیں:

" قَالَ سَمعت اَبَا عَبداللہ - یَقول-اتَّقواللہ ،وَ لَا یحسد بَعضکم بَعضاً-انَّ عیسیٰ بنَ مَریَمَ کَانَ من شَریعه السَّیح فی البلَاد،فَخرَجَ فی بَعض سَیحه وَ مَعَه رَجل من الصَّحابَةقصیر وَ کَانَ کَثیراللّزوم لعیسی بن مَریمَ،فَلَمَّا انتهیٰ عیسیٰ الی البَحرقَالَ بسم اللہ بصحّةیَقینٍ منه،فَمَشیٰ علیٰ ظَهرالمائ فقَالَ الرَّجل القَصیر حینَ نَظَرَ الیٰ عیسیٰ جَازَه،بسم اللہ بصحَّةیَقینٍ منه فَمَشیٰ عَلیٰ المائ وَ لَحقَ بعیسیٰ،فَدَخلَه العَجب بنَفسه "

"فَقَالَ هٰذا عیسیٰ روح اللہ یَمشی عَلی المائ وَ اَنَا اَمشی عَلی المائ فَمَا فضله عَلَیَّ ؟قَالَ فَرمسَ فی المائ فَااستَغَاثَ بعیسیٰ فَتَنَاوَله منَ المائ فَاَخرَجَه، ثمَّ قَالَ لَه،مَا قلتَ یَا قَصیر؟قَالَ قلت هٰذا روح اللہ یَمشی عَلی المائ وَ اَنَا اَمشی ،فَدَخَلَنی من ذَالکَ عجب "

" فَقَالَ لَه عیسیٰ:لَقَد وَضَعت نَفسَکَ فی غَیرالموضع الَّذی وَضَعَکَ اللہ فیه فَمَقَّتَکَ اللہ علیٰ مَا قلت فَتب الی اللہ عَزَّوَجَلَّ ممَّا قلتَ، قَالَ فَتَابَ الرَّجل وَعَادَ الیٰ المرتَبَة الَّتی وَضَعَه اللہ فیها،فَاتَّقوا اللہ وَلَا یَحسدَنَّ بَعضکم بَعضاً" [1]

داؤد رقّی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق (ع) سے سنا کہ آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کی شریعت میں شہروں کی سیاحت تھی،ان سیاحتوں میں سے ایک دفعہ چھوٹے قد کا ایک مرد بھی ان کے ہمراہ تھا ، وہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ بہت نزدیک تھا ۔

----

[1]۔بحار الانوار:ج۷۳ ص۲۴۴، اصول کافی:ج۲ص۳۰۶

وہ چلتے ہوئے ایک دریا کے پاس پہنچے حضرت عیسیٰ نے اپنے صحیح و کامل یقین سے بسم اللہ کہااور پانی پر چلنے لگے . جب اس مرد نے یہ واقعہ دیکھاتو اس نے بھی صحیح یقین کے ساتھ بسم اللہ کہی اور پانی پر چلتاہوا حضرت عیسیٰ تک پہنچ گیا ۔

اسے اس وقت ایک عجیب حالت کا سامنا ہوا اور اس نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ عیسیٰ روح اللہ ہے کہ جو پانی پر چلتا ہے . میں بھی پانی پر چل سکتا ہوں پس وہ کس بات میں مجھ سے بر تر ہے ؟ اسی وقت وہ پانی میں ڈوبنے لگا ۔ پھر اس نے حضرت عیسیٰ (ع)سے مدد طلب کی حضرت عیسیٰ نے اسے پکڑکر پانی سے نکالا ، اور اس سے فرمایا تم نے اپنے آپ سے کیا کہا تھا؟ اس نے اپنے آپ سے جو کچھ کہا تھا وہ حضرت عیسیٰ سے عرض کیا اور کہا کہ اسی وجہ سے میں پانی میں ڈوبنے لگا تھا ۔

حضرت عیسیٰ(ع) نے اس سے فرمایا : خدا نے تمہیں جس جگہ قرار دیا تھا تم نے اپنے آپ کو اس کے علاوہ کہیں اور قرار دیا اور تم نے حسد کی وجہ سے خدا سے دشمنی کی پس خدا کی طرف واپس لوٹ جاؤ اور تم نے جو کچھ کہا اس سے توبہ کرو ۔ اس مرد نے اسی وقت توبہ کی اور خدا نے اسے جو رتبہ دیا تھا ، اسے دوبارہ لوٹادیا . پس خدا سے ڈرو اور تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ۔

یہ روایت اس واقعیت و حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ گناہ اولیاء خدا سے ان کے بہترین معنوی حالات سلب کرسکتا ہے اور انہیں معنویت کی اوج سے گرا سکتا ہے

یقین کھودینا

تاریخ کی طرف رجوع کرنے اور اس کی ورق گردانی سے ایسے افراد ملیں گے کہ جو اپنی زندگی کے ایک حصے میں یقین و اعتقاد رکھتے تھے . لیکن استقامت اور ثابت قدم نہ تھے . لہٰذا انہوں نے بعد کی وجہ سے اپنے ایمان و یقین کو کھودیا ۔

ایسے افراد میں سے ایک زبیر تھا جو رحلت پیغمبر اکرم (ص) کے بعد حضرت امیر المومنین اور اہل بیت وحی علیہم السلام کے دفاع میں سب سے پیش پیش تھا ، وہ امیر المومنین کے دوستوں میں سے تھا . لیکن اس کے بیٹوں کے بڑے ہونے سے ان کے شیطانی وسوسوں نے اس کے ایمان و یقین کو شک و شبہہ اور تردید میں تبدیل کردیا اور پھر یہ امیر المومنین سے عداوت اور جنگ پر اتر آیا . حضرت امیر المومنین (ع) اس کے بارے میں فرماتے ہیں :

ما زال كان الزبير منّا اهل البيت حتّى نشاء بنوه فصرفوه عنّا [1]

زبیر ہمیشہ ہم اہل بیت علیہم السلام میں سے تھا . لیکن جب اس کے بیٹے بڑے ہو گئے تو انہوں نے اسے ہم سے روگرداں کردیا۔

لہٰذا ہمیں خداوند متعال سے ایسے یقین کے لئے دعا کرنی چاہیئے کہ جس میں کبھی بھی شک وشبہ اور انکار ایجاد نہ ہو ۔ امام صادق سے نقل روز جمعہ کی دعا میں پڑھتے ہیں :" اللّهمّ انّى اسألك ايما ناً صادقاً و يقينا ليس بعده كفر " [2]

پروردگارا! میں تجھ سے سچے ایمان اور ایسے یقین کا سوال کرتا ہوں کہ جس کے بعد کفر و انکار نہ آئے ۔

----

[۱] ۔ بحار الانوار:ج۲۸ص۳۴۷

[۲]۔ بحار الانوار:ج۹۰ص۴۲

ایسی تعبیرات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ گناہ کی وجہ سے یقین کی حالت کا شک وشبہ یا کفر و انکار میں تبدیل ہونے کا امکان ہے۔ یقین کی سرزمین پر داخل ہونے والوں کو متوجہ رہنا چاہیئے کہ نفس امارہ بہت قوی ہے۔ اگر آپ نے غفلت برتی تو آپ یقین سے ہاتھ دھو کر کفر و انکار میں مبتلا ہوجائیں گے۔ لہذا خداوند کریم سے ایسے یقین کو طلب کریں کہ جس کے بعد کسی قسم کا تزلزل نہ ہو۔

اس بناء پر جو دل یقین کے تابناک نور سے منور ہوا ہو اور جو یقین دل میں اتر چکا ہو، گناہ کی صورت میں اس کی نورانیت میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور ایک دیگر حالت ایجاد ہوتی ہے۔ اس وجہ سے کبھی بھی معنوی صفات کے مالک افراد اپنے اندر تکبر اور خود پسندی پیدا نہ ہونے دیں۔ کیونکہ جس خدا نے ان کے دلوں میں یقین کی نعمت القاء کی ہے وہ اسے تکبر اور خود پسندی کی وجہ سے واپس لینے پر بھی قادر ہے۔

تحصیل یقین کے ذرائع

ا۔ کسب معارف

اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے برکت سے فرامین و ارشادات میں یقین کی مقام کی فضیلت واہمیت کو بیان کیا گیا ۔ اب ذہن میں یہ سوال پیداہوتا ہے کہ کس طرح یقین کی منزل تک پہنچ سکتے ہیں ؟ اس سوال کا جواب بھی خاندان وحی علیہم السلام کے فرمودات میں موجود ہے یقین کا مقام حاصل کرنے کا مؤثر ترین ذریعہ ، معرفت ، ہے جب انسان معارف الٰہی سے مستفید ہو تو وہ راسخ اعتقاد سے یقین کی منزل تک رسائی حاصل کر سکتا ہے ۔ روایت میں اس حقیقت کی تصریح ہوئی ہے شب معراج خدا نے پیغمبر اکرم (ص) سے موعظہ میں فرمایا:

" المعرفة تورث اليقين ، فاذا استيقن العبد لا يبالي ليف اصبح بعسرٍ اَم بيسرٍ "[1]

معرفت یقین کا موجب ہے پس جب بھی بندے کو یقین حاصل ہو جائے تو پھر اس سے کوئی خوف نہیں ہوتا کہ رات کس طرح سے گزر گئی اور کیسے صبح ہو ئی ، چاہے یہ سختی میں ہو یا راحت میں ۔

اس بناء پر معلوم ہوا کہ تردد و اضطراب یقین کے نہ ہونے سے پیداہوتا ہے انہیں رفع کرنے کے لئے اپنے اندر یقین کی حالت پیدا کریں اور یقین کی حالت ایجاد کرنے کے لئے معرفت حاصل کریں کیونکہ معارف اہل بیت حاصل کرنے سے یقین کے بلند مقام تک پہنچ سکتے ہیں ۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج۷۷ص۲۷

ا ۔ کسب معارف

اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے بہت سے فرامین و ارشادات میںیقین کیمقام کی فضیلت واہمیت کو بیان کیا گیا ۔ اب ذہن میں یہ سوال پیداہوتا ہے کہ کس طرح یقین کی منزل تک پہنچ سکتے ہیں ؟ اس سوال کا جواب بھی خاندان وحی علیہم السلام کے فرمودات میں مو جود ہے ۔

یقین کا مقام حاصل کر نے کا مؤثر ترین ذریعہ ، معرفت ، ہے جب انسان معارف الٰہی سے مستفید ہو تو وہ راسخ اعتقاد سے یقین کی منزل تک رسائی حاصل کر سکتا ہے ۔ روایات میں اس حقیقت کی تصریح ہوئی ہے شب معراج خدا نے پیغمبر اکرم (ص) سے موعظہ میں فرمایا:

" المعرفة تورث اليقين ، فاذا استيقن العبد لا يبالى ليف اصبح بعسرٍ اَم بيسرٍ "[1]

معرفت یقین کا موجب ہے پس جب بھی بندے کو یقین حاصل ہو جائے تو پھر اس سے کوئی خوف نہیں ہوتا کہ رات کس طرح سے گزر گئی اور کیسے صبح ہو ئی ، چاہے یہ سختی میں ہو یا راحت میں ۔

اس بناء پر معلوم ہوا کہ تردد و اضطراب یقین کے نہ ہو نے سے پیداہوتا ہے انہیں رفع کرنے کے لئے اپنے اندر یقین کی حالت پیدا کریں اوریقین کی حالت ایجاد کرنے کے لئے معرفت حاصل کریں کیونکہ معارف اہل بیت حاصل کرنے سے یقین کے بلند مقام تک پہنچ سکتے ہیں ۔

----

[1]۔ بحارالانوار :ج۷۷ص۲۷

۲۔ دعا اور خدا سے راز و نیاز

خدا کی بار گاہ میں دعا کرنےسے ہمارے اندر یقین پیداہوتا ہے اور اس سے یقین میں اضافہ بھی ہوتا ہے ؛ حضرت امیر المومنین(ع) اپنے" معروفہ"ای خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں :

" عباد اللّه سلوا اللّه الیقین "[1]

اے خدا کے بندو! خدا سے سوال کرو کہ تمھیں یقین عنایت فرمائے۔

اس بناء پر ہمیں یقین پیدا کرنے اور اس میں اضافہ کے لئے بتائے گئے ذرائع میں سے ایک ذریعہ خدا سے یقین کے حصول کی دعا کرنا ہے ، خاندان وحی علیہم السلام نے اپنے فرامین میں ہمیں یقین کی کیفیت کے بارے میں بھی راہنمائی فرمائی ہے جب انسان ہر لمحہ سقوط اور ہلاکت کے خطرے میں مبتلاہو تو ممکن ہے کہ وہ اپنا یقین کھو دے اور اس کے ایمان اور عقیدے میں ضعف پیدا ہو جائے لہذا انہوں نے ہمیں صادقانہ یقین حاصل کرنے کے لئے دعا ارشاد فرمائی : صالحین اور متقین دعا کے ذریعے صادقانہ یقین سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں ۔

جو انسان شک و شبہہ اور وسوسہ سے نجات پا کر سچے یقین کی منزل حاصل کرے وہ ایسے انسان کی طرح ہے کہ جو کفر کے بعد دوبارہ تجدید حیات کرے اور کفر کی ظلمت و تاریکی سے نکل کر عالم نور میں قدم رکھے خداوند متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :

----

[1]۔ سورہ انعام آیت: ۱۲۲

" اومن كان ميتاً فَاحيَيناه وَجَعَلنا له نوراً يَمشى به فى النّاس كَمَن مَثَلَه فى الظلمات لَيسَ بخارجٍ منها " [1]

کیا جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور قرار دیا جس کے سہارے میں لوگوں کے درمیان چلتا ہے اور اس کی مثال اس کی جیسی ہو سکتی ہے جو تاریکیوں میں ہو اور ان سے نکل بھی نہ سکتا ہو ۔

یہ آیت ان لوگوں کے لئے ایک مثال ہے جو شک وشبہہ اور تردید کی ظلمت سے نکل کر دلوں کو حیات پاک کرنے والے عالم یقین میں داخل ہوتے ہیں کیا ایسے افراد ان کی مانند ہیں کہ جو ابھی تک شک وشبہہ اور وسوسہ کی تاریکی میں گرفتار نہ ہوئے ہوں ۔ جس طرح شک دلوں کو سیاہ کرتا ہے اسی طرح یقین دلوں کو نورانی کرتا ہے بلکہ ان افراد کا دل نورانی ترین ہوتا ہے جو یقین کی منزل تک پہنچ چکے ہوں ۔

حضرت امام باقر(ع) فرماتے ہیں :

" لا نور كنور اليقين " [2]

کوئی نور بھی یقین کے نور کی طرح نہیں ہے ۔

جن افراد کو وسوسہ اور شک و شبہ نے گھیرا ہوا ہو کیا ان شخصیات کے مانند ہیں جن کی دلوں کو یقین کے نور نے احاطہ کیا ہو ؟ جس انسان نے اپنے اندر موجود صفات کو شک کے ذریعہ نابود کیا ہو کیا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے انوار یقین سے دل کو صاف اور روشن کیا ہو اب وہ تازہ حیات اور قدرت کا مالک ہو ۔

----

[۱]۔ بحارالانوار :ج۷۷ص۲۹۳

[2]۔ بحارالانوار :ج۷۸ص۱۶۵

دل کو یقین کے تابناک نور سے روشن کرنے کے لئے خداوند کریم سے دعا کریں کہ: خدا وندا! ہمیں صادقانہ یقین عنایت فرما؛ کیونکہ اگر یقین صادقانہ و پختہ ہو تو یہ ہر قسم کے سخت امتحانات کو آسان کرنے کے علاوہ وہ ان کے استحکام و قوت میں بھی اضافہ کرتا ہے ۔

صادقانہ یقین فقط اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ جب وہ کسی قسم کے تزلزل کوقبول نہ کرے اور جب اس میں کسی طرح کا ضعف نہ ہو ۔ نماز ظہر کی تعقیبات میں امام صادق (ع) سے منقول دعا میں وارد ہوا ہے کہ خدا سے کس چیز کا سوال کیا جائے :

" اسألک حقایق الا یمان و صدق الیقین فی المواطن کلّھا " [1]

خدا وندا ! میں ہر جگہ تجھ سے ایمان اور سچے یقین کا سوال کرتا ہوں ۔

امام صادق (ع)کی نماز ظہر کی تعقیب میں ذکر ہونے والی تعبیر اس نکتہ کو بیان کر تی ہے کہ تمام موارد حتی کہ سخت ترین موارد میں بھی یقین محکم اور صادق ہو کہ جو کسی طرح کے خلل و ضعف کو قبول نہ کرے یعنی سخت ترین حالات ، دشوار اور مشکل ترین امتحانات میں بھی انسان کے پاؤں متزلزل نہ ہوں۔

ایسے یقین تک رسائی اور اس کا حصول آسان نہیں ہے . ایسے یقین کو حاصل کرنے کے لئے خدا کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں ۔ کیونکہ صادقانہ یقین اولیاء خدا کی صفات میں سے ہے یہ ہر کسی کی دسترس میں نہیں ہے ۔

----

[1]۔ بحا رالانوار :ج۸٦ص۷۱

۳- تہذیب و اصلاح نفس

نفس کی اصلاح کے ذریعہ نفسانی اور شیطانی خطرات سے عالم یقین تک پہنچیں اور آب حیات سے سیراب ہونے کے بعد اپنے دل و جان کو اس کی طراوت سے جلا بخشیں ۔

کیونکہ یقین انسان کو اصلی منزل و ہدف تک پہنچاتا ہے ۔ آپ اپنے نفس کی اصلاح سے یقین میں اضافہ کر سکتے ہیں ۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ امام موسی بن جعفر(ع) نے اس کی تصریح فرمائی ہے :

" باصلاحکم انفسکم تزدادوا یقینا و تربحوا نفیساً ثمیناً رحم اللّٰہ امرئً ھمَّ بخیرٍ فعملہ او ھمَّ بشرٍّ فارتدع عنہ ثمّ قال : نحن نؤیّد الرّوح بالطّاعة للّٰہ والعمل لہ " [1]

اپنے نفس کی اصلاح کے ذریعہ اپنے یقین میں اضافہ کریں اور قیمتی سرمایہ و نفع حاصل کریں ۔ خداوند اس شخص پر رحمت کرے کہ جو اچھے کام کی ہمت کرے اور اسے انجام دے یا برے کام کا ارادہ کرے لیکن اپنے آپ کو اس کے انجام دینے سے روکے ۔ پھر آنحضرت نے فرمایا : ہم اہل بیت خدا کی اطاعت اور اس کے لئے عمل سے روح کی تائید کرتے ہیں ۔

پس نفس کی اصلاح سے انسان کے یقین میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ یقین کا مخالف یعنی شک شیطان کے وسوسہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے ۔ اصلاح نفس کے ذریعہ حدیث نفس اور وسوسہ شیطان مغلوب ہو جاتے ہیں ۔

----

[1]۔ بحارالانوار: ج۶۹ص۱۹۴

اہل بیت علیہم ا لام کے ارشادات و ﺮامین سے یوں استفادہ کر تے ہیں کہ حالت ُ یتین اور اصلاح نفس کے درمیان ملاز ہ ہے ُ یتی اصلاح نفس کا لاز ہ حالت ُ یتین کی ا زائش ہے اور ُ یتین محکم کے وجود کا لاز ہ اصلاح نفس ہے ۔

پس نفس کی اصلاح سے آپ اپنے ُ یتین میں اضافہ کر سکتے ہیں اسی طرح یتین کو تقویت دینے سے آپ ا پنے باطن اور نفس کو ہ پاک بنا سکتے ہیں ، نفس کی پاکیزگی اور ُ یتین کی پیدائش کے بعد روح کی بزرگ قدرت سے استفادہ کریں ۔

بن ا راد سے کرامات اور غیر معمولی امور ظاہر ہوئے وہ ُ یتین کی ظیم نعمت سے بہرہ مند تھے اس حقیقت کی شہادت کے طور پر م ایک واقعہ نقل کر تے ہیں مرحوم شیخ حسن علی اصفہانی نقل سے ہوا ہے کہ انہوں نے ﺮمایا : جب میں حج کے سفر کے دوران حجاز میں داخل ہوا تومیرے پاس پیسے نہیں تھے ہ میں خاوہ (ٹیس) کے عنوا ن سے ہر مسا ﺮ سے پیسے و ول کرتے تھے پ لوگ اس عنوان سے پیسے نہیں دینا چاہتے تھے لہٰذا م مجبوراً جدہ کے راستے عازم ہ ہوئے۔ راستے میں حکومت کے مامورین سے سامنا ہوا اور انہوں نے م سے کہا کہ جب یک خاوہ یاٹیس کو و ول کرنے پر ما مور ا راد نہ آجائیں تم سب اسی جگہ ٹھہروا اور پیسے دینے کے بعد آگے جاؤ ور نہ آپ ہ میں داخل نہیں ہو سکتے ۔

سب لوگ خر ما کے درخت کے سایہ میں مامورین کے انتظار میں بیٹھ گئے وہاں پر موجود سب لوگوں نے پیسے جمع کئے اور م سے بھی کہا کہ آپ بھی پیسے دیں میں نے کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ اگر تم یہ مع کر رہے ہو کہ م تمہیں پیسے دیں گے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے م تمہیں پیسے نہیں دیں گے اوراگر پیسے نہیں دو گے تو تم خا نہ خدا کی طرف نہں جا سکتے ۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے تم سے کوئی مع نہیں ہے بلہ خدا سے مع کر رہا ہوں کہ جو میری مدد کرے گا ۔ انہوں نے کہا کہ عرب کے اس بیابان میں خدا کس طرح تمہاری مدد کرے گا ؟

میں نے کہا کہ رسول (ص) سے ایک حدیث روایت ہوئی ہے کہ جو لوگوں کی خدمت کرے اور ان سے کوئی اجرت نہ لے خداوند اسیران میں گرفتار ی کی حالت میں اس کی اس طرح سے مدد کرے گا اور موانع کو بر طرف کر دے گا ۔

ایک گھنٹہ کے بعد انہوں نے اپنے سوال کو تکرار کیا میں نے بھی وہی جواب دیا تو ان لوگوں نے تمسخر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے شیخ نے حشیش پی ہو کہ جس کی وجہ سے ایسی باتیں کر رہا ہے ۔ ورنہ اسیران میں ہمارے علاوہ اور کون ہے کہ جو اس کی مدد کرے لیکن ہم بھی اس کی مدد نہیں کریں گے۔

پھر دیر گزرنے کے بعد دور سے گرد اڑتی دکھائی دی میں نے اپنے ساتھ موجود لوگوں سے کہا کہ یہ میرے طرف آنے والی خیر ہے . انہوںنے میرا مذاق لڑایا چند لمحوں کے بعد اس گرد سے دو سوار نمودار ہوئے وہ گھوڑے کو ہاتھ سے کھینچ کر لا رہے تھے اور وہ میرے قریب آگئے ۔

ان میں سے ایک نے کہا کہ تم میں سے شیخ حسن علی اصفہانی کون ہیں ؟

میرے ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کر تے ہوئے کہا کہ یہ شیخ حسن علی ہیں انہوں نے کہا کہ شریف کی دعوت قبول کریں اور میں گھوڑے پر سوار ہو گیا اور شریف مکہ کی طرف روانہ ہو گئے جب " شریف مکہ " میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ مرحوم شیخ فضل اللہ نوری مرحوم شیخ محمد جواد بیدآبادی بھی وہاں موجود ہیں شریف مکہ کی کوئی حاجت تھی کہ میں نے خدا کی مدد سے اسے حل کر دیا مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ شریف نے پہلے اپنی حاجت مرحوم شیخ فضل اللہ نوری کی خدمت میں عرض کی لیکن شیخ فضل اللہ نے اس سے فرمایا : تمہاری حاجت کو فلاں شخص انجام دے سکتا ہے تم حکم دو کہ اس شخص کو تلاش کر کے یہاں لاؤ اور یقینا وہ پیدل ہیں ۔ اسی وجہ سے شریف نے حکم دیا کہ ما مورین تمام چھوٹے راستوں پر جائیں اور جہاں بھی وہ ملیں انہیں میرے پاس لے آؤ ۔

جی ہاں !اولیاء خدا سے کرامات اور غیر معمولی امور کے ظہور پر یقین مثبت اثرات رکھتا ہے ۔

نتیجۂ بحث

ہمارے افکار اس ورت میں اثر رکھتے ہیں کہ جب ان کے ساتھ یقین کی صفت بھی ہو ۔ جو عالی معنوی مقامات کی جستجو اور معارف الٰہی کی تلاش میں ہوں وہ اپنے اندر یقین پیدا کرنے کے اسباب ایجاد کریں ۔

جو عالم غیب کے ساتھ ارتباط رکھتے ہوں وہ اپنے میں یقین کی قوت ایجاد کر تے ہیں اور اسے تقویت دینے کی کوشش کرتے ہیں ۔ کیونکہ یقین عالم معنی تک پہنچنے اور معنوی مقامات کے حصول کی بنیادی شرط ہے ۔ یقین پیدا کرنے سے آپ اپنے زنگ آلود دل کو نئی زندگی دے کر روحانی امراض اور فکری آلودیوں کو ختم کریں اس ورت میں آپ کے باطن کی بھی اصلاح ہو جائے گی اور خدا کے نزدیک آپ کے اعمال کی اہمیت میں بھی اضافہ ہو گا ۔

کسب معارف ، اصلاح نفس اور بزرگان دین و اولیاء خدا کی صحبت یقین ایجاد کر نے کے بہترین ذرائع ہیں ۔ یقین کی حفاظت کی اساسی شرط گناہوں کو ترک کرنا ہے ۔ کیونکہ گناہ و معصیت کئی سالوں کی کوششوں سے حاصل ہونے والے یقین کو نابود کر دیتا ہے ۔

گر عزم تو محکم و متین آمده است

در پر تو انوار یقین آمده است

تا نور یقین به دل نتابید ، جا ؟

سر پنجۂ عزم ، از آستین آمده است

تمہارا عزم و ارادہ پختہ اور مضبوط ہو لیکن ارادے کی پختگی یقین کے ہمراہ ہو ۔ جب تک دل یقین کے نور سے منور نہ ہو تب تک پختہ عزم وارادہ حاصل نہیں ہو سکتا ۔

فہرست مطالب

انتساب.......... 3

مقدمہ مترجم.......... 4

پیش گفتار.......... 6

فکر کی اہمیت.......... 10

فکر کی پرواز.......... 12

فکر کی اہمیت کے کچھ راز.......... 13

گناہ کے بارے میں فکر کرنے کا اثر.......... 15

تفکر ایمان و یقین میں اضافہ کا باعث ہے.......... 16

تفکر بصیرت اور دور اندیشی کا وسیلہ.......... 18

روزۂ فکر.......... 21

صحیح و سالم فکر کے طریقے 23

ا۔ دقت اور سوچ سے فکر کو سالم رکھنا 23

۲ ۔ پر خوری سے پرہیز کرنا 24

۳ ۔ فکری اشتباہات میں مبتلا افراد سے پرہیز کرنا 25

نتیجۂ بحث 28

مشورہ کرنے کی ضرورت 30

مشورہ ترقی و پیشرفت کا اہم ذریعہ 31

کس کے ساتھ مشورہ کریں ؟ 32

مشورہ کے بعد اس پر عمل کریں 35

مشورہ نہ کرنے کا انجام 36

نتیجۂ بحث 39

بہترین ہدف کا انتخاب کریں 41

ہدف کے نتیجہ پر توجہ ریۂ 43

انسان کی تخلیق کا کیا ہدف ہے؟........ 44

مقصد وہدف تک پہنچنے کے ذرائع 46

ا ۔ اپنے ہدف کے ول کی امید 46

ایک ۔ کا ر 47

۲ ۔ ہدف کے و ل ۂ طلا و ۔ تو کا ردا ر 48

۳ ۔ بزرگ ہستیوں کی خدمت ۂ رہنا 51

۴ ۔ عالی اہداف تک پہنچنے کے لئے نفس کی مخالفت 52

۵ ۔ عظیم اہداف تک پہنچنے کے لئے اہل بیت سے توسل 53

نتیجۂ بحث 54

ارادہ کی اہمیت 56

ارادہ سے پہلے اخلاص 57

اپنے ارادہ کو صحیح سمت دیں 58

بلند حوصلہ رکھیے 60

اپنے ارادہ پر عمل کریں 62

قوت ارادہ کے ذریعہ اپنی طبیعت پر غالب آنا 65

ملا صالح مازندرانی، ایک پختہ ارادہ کے مالک شخص 67

اپنے ارادہ اور نیت کو تقویت دینا 69

ارادہ کو تقویت دینے کے طریقے 71

۱ ۔ ذوق و سوق آپ کے ارادہ کو تقویت دیتا ہے 71

۲ ۔ امید و آرزو سے ہمت میں اضافہ ہوتا ہے 73

۳ ۔ خدا سے پختہ ارادہ و بلند ہمت کی دعا کریں : 74

نتیجہ بحث 75

نظم وضبط کی اہمیت 77

نظم و ضبط آشفتگی کو ختم کرتا ہے 78

نو جوانوں کی صحیح نظم و ضبط میں مدد کریں 81

نظم و ضبط 83

وقت سے استفادہ کرنے کا بہترین طریقہ 83

مرحوم شیخ انصاری کا منظم پروگرام 84

نتیجۂ بحث 87

وقت سے استفادہ کرنا 89

علامہ مجلسی کا وقت سے استفادہ کرنا 91

وقت ضائع نہ کریں 93

بیکاری کا نتیجہ 95

وقت تلف کرنا یا تدریجی خود کسی 96

اپنے ماضی سے عبرت حاصل کریں 97

دوسروں کے ماضی سے سبق سیکھیے 98

اپنا وقت دوسروں کے شخصی اہداف کے لئے ضائع نہ کریں 99

فرصت سے استفادہ کریں 100

آخری سانس تک زندگی سے استفادہ کریں 101

نتیجۂ بحث 107

صالحین سے ہمنشینی کی اہمیت کا راز 109

ج افراد کی صحبت روح کی تقویت کا باعث ہے 113

۱۔ علماء ربانی کی صحبت 113

۲۔ صالحین کی صحبت 114

اپنے ہمنشینوں کو پہچانیں 116

ج افراد کی صحبت ترقی کی راہ میں رکاوٹ 118

۱۔ چھوٹی سوچ کے مالک افراد کی صحبت 118

۲ ۔ گمراہوں کی صحبت.......... 122

۳ ۔ خواہش پرستوں کی صحبت.......... 123

۴ ۔ کمّینے لوگوں کی صحبت.......... 127

نتیجۂ بحث 128

روحانی تکامل کے لئے تجربہ کی ضرورت.......... 130

تجربہ اور سرپرستی وحکومت 131

علمی و صنعتی مسائل میں تجربہ.......... 132

تجربہ عقل کی افزائش کا باعث.......... 133

تجربہ ، فریب سے نجات کا ذریعہ 135

مشکلات میں دوستوں کو پہچاننا.......... 136

تجربہ سے سبق سیکھیے 137

دوسروں کے تجربات سے استفادہ کریں 138

دوسروں کے تجربہ سے استفادہ ر کا طریقہ........ 139

تجربات فراموش نہ ریۂ 141

نتیجۂ بحث........ 143

مخالفت نفس یا نفس پر حکومت........ 145

عقل پر نفس کا غلبہ 147

نفس کا معالجہ........ 149

اصلاح نفس کے لئے دعا........ 151

مخالفت نفس کی عادت........ 152

اصلاح نفس کے ذریعہ روحانی قوت سے استفادہ........ 157

قدرت نفس 158

نتیجۂ بحث 159

صبر اسرار کے خزانوں کی کنجی........ 161

صبر واستقامت ارادہ کی تقویت کا باعث 162

صبر حضرت ایوب (ع) 164

اپنے نفس کو صبر واستقامت کے لئے آمادہ کرنا 166

مرحوم علی کَنی اور ان کے صبر کا نتیجہ 168

صبر قوت وقدرت کا باعث 170

نتیجۂ بحث 172

اہمیت اخلاص 174

اخلاص کا نتیجہ 176

صاحب جواہر الکلام کا اخلاص 177

ہم کیا صاحب اخلاص بن سکتے ہیں ؟ 179

زحمت اخلاص 182

نتیجۂ بحث 186

علم ارتقاء کا ذریعہ 188

تحصیل علم میں ارادہ کی اہمیت 191

حصول علم کے لئے گناہوں کو ترک کرنا 192

کون سا علم روحانی تکامل کا باعث ہے؟ 193

علم کی ترویج معنوی کمالات کا ذریعہ 198

نتیجۂ بحث 202

انسان کی ترقی میں توفیق کا کردار 204

سعادت کے چار بنیادی ارکان 207

نیت، قدرت، توفیق، منزل تک پہنچنا 207

توفیق نیکیوں کی طرف ہدایت کا ذریعہ 208

کامیاب اشخاص 209

توفیق حاصل کرنے کے ذرائع 211

۱۔ کسی توفیق کے لئے دعا کرنا 211

ایک اہم نکتہ 213

۲۔ ماں باپ کی دعا توفیق کا سبب 214

۳۔ توفیق کے حصول کے لئے جستجو اور کوشش کرنا 215

۴۔ خدا کی نعمتوں پر شکر، توفیق الٰہی کا سبب 216

نتیجۂ بحث 217

نیت کی اہمیت 219

نیت کے آثار 221

۱۔ نیت دل کو محکم کرتا ہے 221

مجلس مباہلہ میں حاضری 223

۲۔ نیت اعمال کی اہمیت میں اضافہ کا ذریعہ 226

۳۔ نیت آپ کے باطن کی اصلاح کرتا ہے 229

ر یتہ کو متزلزل ر والے امور 231

ا۔ سک و سہ 231

ا۔ سک و سہ 233

۲۔گہ اہ 235

ر یتہ کھودینا 237

تحصیل یتہ کے ذرائع 239

ا۔ کسہ معارف 239

ا ۔ کسہ معارف 240

۲۔ دعا اور خدا سے راز و نیاز 241

۳- تہ یب و اصلاح نفس 244

نتیجۂ بحث 247